

مرزا جی کے دوستو! اس رسالہ کو غور سے پڑھو!

الحمد لله
مرزا جی کے دوستو!

الہامات مرزا

جس میں

مرزا کا دیانی کے الہامات اور پیشگوئیوں پر سبب بحث کر کے ان کو
محض جھوٹ اور افتراء ثابت کیا گیا ہے اور جواب کے لئے مصنف
کی طرف سے طبع اول کے وقت مبلغ پانسو روپیہ انعام تھا مگر اب
طبع ثانی پر دو گنا یعنی مبلغ ایک ہزار روپیہ کیا گیا ہے۔
ایک سال کی مدت تک مرزا جی جواب میں تو مبلغات مذکورہ انکو دیئے جائیگے

مصنف

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل و

مصنف تفسیر ثنائی وغیرہ)

امرتی

مرزا جی کے دوستو! اس رسالہ کو غور سے پڑھو!

دفعہ دوم - قیمت فی جلد ۵ - ایک روپیہ کے چار نسخے - محصول اک علاوہ

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

الشمس

الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

عَلَمِ کَرَام کی اُیں مُتَعَلِقِ سَآلِہِ ہِند

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی و امجدہ

جَوَّادُ اللَّهِ عَنِ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ خَيْرًا - اللَّهُمَّ أَنْصُرْ مَنْ نَصَرَدِينِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاجْعَلْ مَرْحَلَةَ دِينِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْتَمِلُنَا مِنْهُمْ
میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے رسالہ (الہامات مرزا) کے ملاحظہ سے جس قدر اہل حق کیلئے
تقویت ہوگی۔ اسی قدر بلکہ اس سے بڑھ کر مقابلہ کو دل میں رعب و ڈالباہیگا۔ الفاظ و مضامین
ہر دو لطافت سے مالا مال ہیں۔ اہمہ تعالیٰ علم کو وسیلہ اپنی رضا و لقا کا بناوے۔ آمین۔

جناب مولوی احمد اللہ صاحب امرتسر دامت ظلہ

کتاب دالہامات مرزا، واسطے تردید مرزا کے زالی طرز کی ہے۔ منصف عاقبت اندیش اسکو دیکھ کر
کبھی مرزا کا عقیدہ نہیں رہ سکتا۔ ہر ایک مسلمان کو یہ کتاب پانی پانی پاس رکھنی چاہیے۔ وقفہ للصنف
جناب مولوی عبد الجبار حبیب غزنوی امرتسر و ام فیضہ

آس میں شک نہیں کہ مصنف رسالہ بذاتے کا دیانی کے ملک یا اور فریبوں کے مجموعہ کو متعارف نہ
 لگا لکر اس کے ادراک کو فی جو السمار منتشر کر دیا اور کا دیانی کو مصداق اثن تساینت کھولا کہ بتایا
 جَزَاكَ اللهُ فِي الدَّرَجَةِ خَيْرًا وَوَقَاكَ فِي الْكُونِ خَيْرًا ہر چند اس سالہ کی عبارت قدرے
 دقیق اور عمیق ہے۔ مگر کوئی فی علم اگر غور سے دیکھو کشیدل ان الحوش المبین اور اہل مذاق اس سے
 حظ اٹھا دیں گے۔ ارحم الراحمین مصنف کو انصار اور عباد امد الخلق میں داخل کریں اور اسکو عمل کو
 مقبول اور سعی کو مسکور فرما دے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ آمین۔

جناب مولانا حافظ عبد المنان صاحب محادث وزیر آبادی و مظلہ -

یقین نے رسالہ الہامات مرزا دل سے آخر تک مطالعہ کیا۔ اس سے پڑھ کر اس مضمون میں کوئی رسالہ میری نظر سے نہیں گذرا۔ مرزا کے اکذبالناس ہوتے پر حجت واضح ہے۔ مرزا کے قادیان میں متردین کا تو کیا ذکر معتقدین کے اعتقاد کو بھی دلی شہادت انصاف، بلا دیکھ والا ہے۔ جزئی للہ مصنف خیر کن ہے۔

جناب مولی غلام سول (رسل بابا) صبا امیردی حجۃ اللہ

مصنف رسالہ الہامات مرزا نے جس طرز پر باحث کا دیانی کا نسخہ بدلا ہی یہی طریق احسن ہے
اور جس طریق سے کا دیانی کے الہامات شیطان کی کلی کہولی ہو۔ مصنف ہی کا حصہ تھا
جزاک اللہ خیر الجزاء۔ سبامک میں وہ لوگ جو اس رسالہ کی اشاعت کریں۔ مسلمانوں
خصوصاً ان لوگوں کو جنکے کانوں تک کا دیانی کی آواز پہنچی ہو۔ اس رسالہ کا پاس رکھنا
بہت ضروری ہے۔ واللہ المصنف۔

له پیر میسای - پیشگوی حرف بخت بوری جوئی که مزاجی با وجود انعام کو اس ساله کا جواب نہ دے سکے۔

حامیان ملت بیضا و ناصران سنت علیا کی خدمت میں

اپیل

کادیانی کے مقابل حقدار کو ششیں ہو رہی ہیں حقیقت میں
کافی سے زیادہ ہے مگر چونکہ متفرق متفرق ہیں ان کے اثر سے
کوئی عام اور دیر پا فائدہ نہیں ہوتا اسلئے بہت ضروری ہے
کہ ہمارے دوست جن کو کادیانی کی زہریلی تحریر و نیر اطلاع ہے اور جو
اس کے مشن کو دین اسلام سے نفیض جانتے ہیں وہ اس ضروری
تجویز پر غور کریں کہ جو تحریک کادیانی کے زہر کو معدوم یا کم کرنے میں
زیادہ موثر ہو اس کی اشاعت کثرت سے ہونی چاہیے فردا فردا یا مجتمعاً
غرض جس طرح ہو سکے اس کو عوام و خواص میں بالخصوص مرزا کے
مریدوں تک پہنچانے کی کوشش کی جاوے۔ یہ سالہ الہامات مرزا
اس بارہ میں جیسا کچھ زمانہ کے حسب حال مختصر سہل المآخذ اور مفید
اس کے مطالعہ سے خود واضح ہو گئے علاوہ علماء و نامدار کی شہادتیں
صفحہ اول پر ملاحظہ ہو سکتی ہیں پس سر دست اس کو کثرت سے شائع کیا جا
تو عام فائدہ کی توقع کامل ہے خاکسار مصنف نے بھی یاسن خیال کہ اس کی
اشاعت عام ہو قیمت میں مفصلہ ذیل تخفیف رکھی ہوئی نسخہ نمبر ایک سو
کو پانچ نسخے دو بارہ چار کو ۲۵ ساتے ۵ بارہ روپیہ کی سو نسخے تاکہ ہر ایک
صاحب حسب حیثیت خرید کر مناسب مناسب موقع پر مفت تقسیم کر سکیں اور
علماء و کرام و خواص توقع ہو کہ الدالی علی الکفار علیہ پر توجہ فرمائیے۔ نیازمند

دیباچہ طبع ثانی

رسالہ الہامات مرزا طبع اول کے نسخے تو اسے
جلد اٹھے کہ شاہیقین دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے
طبع ثانی میں توقف رہا کیونکہ جواب کے لئے
مرزا جی کو مبلغ یا السور و پیہ دینے کا وعدہ تھا
اسلئے گمان غالب تھا کہ ضرور کوئی نہ کوئی جواب
نکلے گا مگر افسوس کہ مرزا جی نے براہین احمدیہ کی
طرح باوجود معقول انعام کے جواب کی طرف توجہ نہ کی
یہاں تک کہ سال تمام گزر گیا لاچار شاہیقین کے
اشتقاق سے مجبور ہو کر مع ترسیم ضروری کے طبع ثانی
کیا گیا۔ مگر مرزا جی کا انعام منسوخ نہیں ہوا۔ اب بھی
وہ جواب دیں تو رقم مذکور بیکار رہے گی۔ لہذا پیشکش کیا جاتی
بشرط مذکور اپڈیشن اول۔

الہامات مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله والسلام على عباده الذين اصطفى

اما بعد

ویسا چہ قابل ملاحظہ

مرزا غلام احمد کاویانی نے جسے دعویٰ مسیحیت موعودہ کا کیا ہے فقیرانہ کے دعاوی کی نسبت بڑی غور و فکر سے متامل کرتا رہا۔ انکی اور انکے ہوا خواہوں کی تحریریں جہاں تک دستیاب ہوئیں انہیں دیکھیں دعائیں لکھیں۔ مستخرجات سے کام لیا۔ مباحثات۔ مناظرات کئے۔ ایک دفعہ کاواۃ خاص قابل ذکر ہے کہ حکیم نور الدین صاحب کے بمقام امرت رات کے وقت تجلی میں کئی گہنڈے گفتگو ہوئی۔ آخر حکیم صاحب نے فرمایا کہ یہاں تجربہ ہے کہ بحث و مباحثہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا آپ حسب تحریر مرزا صاحب مندرجہ رسالہ نشان آسمانی استخارہ یہ سمجھئے خدا کو جو منظور ہوگا آپ پر

لے اصل لفظ قاضیان معلوم ہوتا ہے مگر پنجابی محاورہ کے مطابق ضاد تو دال سے بدل گیا اور قاف کا ف سے تو کا دیان ہو گیا چنانچہ ڈاکخانہ کی ٹہریں بلکہ زبانی کے انگریزی اشتہار میں ہی چوبراہن احمدی کے لئے دیا گیا تھا کا دیان کو اسطرح (Kadiyan) لکھا ہے اگر بڑے قاف سے ہونکہ ہیں (Kadiyan) ہوتا ہو لوگ کہتے ہیں کہ انگریزی میں بڑے او پہوٹے کاف کی تیز نہیں ہوتی تو کمزور سن کر کیشٹر بنا چاہئے۔

کہل جائیگا۔ ہر چند میں ایسے استخاروں اور خوابوں کو بمقابلہ نصوص شرعیہ کے اعتماد
 اور اعتبار کرنا ظناً و عوی عصمت یا مساوات معصوم بلکہ برتری کے برابر جانتا تھا۔
 تاہم ایک محقق کے لئے کسی جائز طریق فیصلہ پر عمل نہ کرنا جیسا کہ شاق ہوتا ہے۔ مجھ
 جی ناگوار تھا کہ میں حسب تحریر مرزا جی انکی نسبت استخارہ نہ کردن۔ چنانچہ میں نے بندہ
 روز حسب تحریر نشان آسمانی مصنفہ مرزا جی استخارہ کیا۔ اور میرا خدا جانتا ہے کہ میں نے
 اپنی طرف سے صفائی میں کوئی کسر نہ کی بالکل رنج اور کدورت کو الگ کر کے نہایت تفریح
 کے ساتھ جناب باری میں دعا لیں گیں۔ بلکہ جتنے دنوں تک استخارہ کرتا رہا اوتنے
 دنوں تک مرزا جی کے بارے میں مجھے یاد نہیں کہ میں نے کسی سے مباحثہ یا مناظرہ
 ہی کیا ہو۔ آخر چودھویں رات میں تے مرزا جی کو خواب میں دیکھا کہ ایک تنگ سے مکان
 میں سقید فرش پر بیٹھے ہیں میں انکے قریب بیٹھ گیا اور سوال کیا کہ آپ کی سیجیت کے
 دلائل کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم تو دوزخ میں چھوڑ جاتے ہو۔ پہلے حضرت مسیح کی وفات کا
 مسئلہ۔ دویم عدم رجوع کا مسئلہ طے ہونا چاہیے میں نے عرض کیا کہ آپ ان دونوں
 کو طے شدہ سمجھتے۔ میری عرض یہ ہے کہ اس پیشگوئی کے الفاظ میں جتنے لفظوں کی
 حقیقت محال ہے انکو چھوڑ کر حسب قاعدہ علیہ بانی الفاظ میں ہمارا کمن بجا نہ کیوں مراد
 ہو۔ یعنی اگر بجا آئے مسیح کے مثیل مسیح ہی آئے تو ان مقامات میں جہاں کا ذکر احادیث
 صحیحہ میں آیا ہے کیوں نہ آئے کیونکہ ان مقامات پر مسیح یا مثیل مسیح کا آنا محال نہیں۔
 اس سوال کا جواب مرزا جی نے ایسی دیاری نہ تھا کہ دو آدمی آؤں گے۔ اونکی آؤہیگت
 میں ہم دونوں ایک دوسرے کی مواجہت سے ذرہ سے الگ ہو کر مرزا جی کو دیکھتا
 ہوں کہ کہہ دوں گے شہدوں کی طرح سگڑا سا چہرہ اور ڈھلری بالکل رگڑ کر کتری ہوئی سخت
 حیرانی ہوئی۔ اسی حیرانی میں پیدا ہو گیا جسکی تعبیر میرے ذہن میں یہ آئی کہ مرزا جی
 کا انجام اچھا نہیں۔ میرے اس خواب کی تعبیر اگر کوئی شخص آؤں گے کہ یہ سنا تو بہتر ہے
 کیونکہ مرزا جی کے مخالفوں کو یہ حق ہوگا کہ انکے اہل اموں اور پیشگوئیوں کے معنی
 مرزا کے منشاء کے خلاف نہ کر سکیں جس سے فیصلہ آسان ہے غامضہ راہ

محاذیہ کے مرزا جی بعض دعوائے الہاموں کے معنی سمجھنے میں غلطی کیا جاتے ہیں
 میری اس کوشش اور استخارہ پر اہل علم نہیں گے کہ میں نے یہ وہ حرکت کی۔
 معصوم کے کلام پر غور کرنے کی بجائے اتنے دنوں تک اپنے الہام اور کشف کا منتظر
 رہا۔ مگر میری نیت اس امر کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ جو لوگ مرزا جی کے دعووں کو
 اپنے خوابوں کی بنا برہان لیتے ہیں اور انکو مطلع کروں کہ جس طریق سے آپ منزل مقصود
 پر پہنچنے کے معنی میں اسی طریق پر چلکر بہت سے لوگ (بقول آپ کے) اور طرف کو
 نکل گئے ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ طریق مفضی علی المقصود نہیں۔ خیر باوجود اس اختلاف
 کے میں مرزا جی کے بارے میں غافل رہا اور باوجود کثیر الشاغل ہونیکے کوئی نہ کوئی
 کتاب اور لکھی دیکھتا رہا اور بڑی غور سے ان کے معاملہ میں فکر کرنا چاہتا تھا۔ کچھ دنوں سے
 ”ازالہ اوہام“ کو دوبارہ دیکھنے کا خیال آیا۔ ایک دفعہ پہلے اُس زمانہ میں دیکھتا تھا
 جن دنوں وفات کے مسئلہ تفسیر ثنائی جلد ثانی میں لکھا تھا مگر دیکھنے کا خیال اسلئے ہوا
 کہ یہ ایک کتاب ہے جو مرزا جی نے جان توڑ کر تمام مخالفوں کے لئے لکھی ہے۔ مگر یہ
 بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ اسلئے دیکھنے سے میرے دل میں وجدانی طور پر یہ بات
 جم گئی کہ

”مرزا جی خود چاہے کچھ ہی ہوں اپنے مخالف مسلمانوں کو یقیناً دل میں
 پیکا مسلمان جانتے ہیں اور جن لوگوں نے انکی ہاں میں ہاں ملائی ہے
 انکی نسبت انکا خیال ”کون ہے“ اسی اشارہ میں میرا خیال ”ازالہ اوہام“
 کے جواب لکھنے کا ہوا مگر دل میں یہ واسطہ گذر کہ اتنی بڑی لمبی کتاب جواب لکھنے کے
 بجائے مرزا جی کے ساتھ فیصلہ کرنیکا آسان تر طریقہ یہ ہے کہ انکی پیشگوئیوں کی تیرا
 کیجاسکے جس سے انکی روحانی صفائی یا کدورت کا حال بخوبی کہل جائیگا چنانچہ وہ خود

”جیسے جیسے انکی پیشگوئی بہتیم کے متعلق موت سمجھ بیٹھے حالانکہ (بقول انکے) الہامی عبادت

میں موت کا لفظ نہ تھا۔“

ازالہ وہام صفحہ ۶۶ پر اس طریق سے فیصلہ ہونا چاہیے ہیں بلکہ علماء مخالفین کو اس طریق سے فیصلہ کی طرف بلاتے ہیں۔ قرآن شریف سے بھی یہی اصول مستنبط ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے **هَلْ أَتَاكُمْ عَلَىٰ بُنْيَانِكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَآكُتْزَهُمْ كَذِبُونَ** (سورہ شعراء کوع ۱۱) یعنی شیاطین آیت الہام و القا جوٹے لوگوں پر اتر کرتے ہیں، موجودہ توریت سے بھی جسکے حوالے رکھ کر صرف مطلب براری کے لئے، مرزاجی اکثر دیکھ کر تے ہیں صاف یہی اصول مفہوم ہے کہ جو کہ لمبوں کی پیشگوئیاں سچی نہیں ہو کرتیں راستشاً باب کی ۲۱، چونکہ لمبوں کی پہچان کے لئے اونکی اخبار غیبیہ کا دیکھنا ضروری ہے۔ قرآن اور موجودہ تورات ہی اس مضمون پر متفق ہیں بلکہ خود مرزاجی کو بھی یہ اصول مسلم ہے پس بنا بریں ازالہ کے مستقل جواب کو چند روز کے لئے ملتوی کر کے مرزاجی کی چند پیشگوئیوں پر خاص فرسائی کی گئی گو مرزاجی کی پیشگوئیاں خدا کے فضل و کرم سے کسی مزید بحث کی محتاج نہیں۔ نیز وقتاً فوقتاً اوپر مفصل مباحثات ہو چکے ہیں لیکن ایسے طریق سے کہ مرزاجی کے عدرا یا بانفاظ دیکھ کر اونکی پیشگوئیوں کی توضیحات اور اونکے جواب جیسے اس رسالہ میں ہونگے اس سے پہلے نظر سے نہیں گزرے۔

مرزاجی کی پیشگوئیاں یوں تو بقول اونکے کئی ایک ہیں مگر تین چار خاصہ قابل ذکر ہیں۔ ڈپٹی آفم والی۔ پنڈت لیکہ رام والی۔ مرزا احمد بیگ اور اسکے داماد والی اور اخیر سب سے مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور ملا محمد بخش لاہوری اور مولوی ابوالحسن تبتی والی۔ مرزاجی نے ہی اپنی چار پیشگوئیوں کو معیار صداقت اور مدار بطلان قرار دیا ہے چنانچہ آپ نے رسالہ "شہادت القرآن" میں لکھتے ہیں "پہر ما سوا اسکے بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض " امتحان میں ہیں جیسا کہ منشی عبداللہ آفم صاحب قسری کی نسبت پیشگوئی مبنی میناد " ۵ جون ۱۳۸۷ء سے پندرہ بیسے تک اور پنڈت لیکہ رام پشاور کی موت کی نسبت " ۱۱

۱۱ اب تو چار پہلے بلکہ پانچ پہلے ہو گئی ہیں جنکا ذکر اخیر کتاب میں آتا ہے۔

۱۔ پیشگوئی جسکی میعاد ۱۹۳۰ء سے چھ سال تک ہے۔ اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کو
 ۲۔ داماد کی نسبت پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے۔ جسکی میعاد ۱۹۳۰ء
 ۳۔ آج کی تاریخ سے جو اکیس برس ۱۹۹۲ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے۔ تمام
 ۴۔ امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت
 ۵۔ کے لئے کافی ہیں کیونکہ احیاء اور اماتت دونوں خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور
 ۶۔ جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالیٰ اسکی خاطر سے کسی اور کے
 ۷۔ دشمن کو اسکی دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں
 ۸۔ بجانب الہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہرا دے
 ۹۔ پیشگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں
 ۱۰۔ ہو۔ بلکہ محض الہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں سو اگر کوئی طالب حق ہو تو ان
 ۱۱۔ پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے یہ تینوں پیشگوئیاں ہندوستان اور پنجاب کے
 ۱۲۔ تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک
 ۱۳۔ ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور انیس سے وہ پیشگوئی جو مسلمان کی قوم
 ۱۴۔ سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اسکے اجزاء یہ ہیں (۱) کہ مرزا احمد بیگ
 ۱۵۔ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو (۲) اور پھر داماد اسکا جو اسکی
 ۱۶۔ دختر کلان کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو (۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ
 ۱۷۔ تار و زسی دختر کلان فوت نہ ہو (۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر ہی نہ نکاح اول
 ۱۸۔ نہ تا ایام یہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو (۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ہوں
 ۱۹۔ تمام واقعات اسکے پورے ہونے تک فوت نہ ہو (۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے
 ۲۰۔ نکلے جو باد اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں مگر
 چوتھی پیشگوئی کی نسبت لکھتے ہیں:-

۱۔ میں اپنی جماعت کے لئے غموں کا اشتباہ شایع کرتا ہوں کہ وہ اس اشتباہ
 ۲۔ کے نتیجہ کے منتظر ہیں کہ جو ۱۰ نومبر ۱۹۳۰ء کو علیحدہ مبلکہ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب

۱۰ اشاعت السنہ اور مسکو دور فقیوں کی نسبت شایع کیا گیا ہے جسکی میعاد ہمارے
۱۱ ۲۰ جنوری ۱۹۱۷ء میں ختم ہوگی۔

- ۱۲ اور میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقویٰ پر پنجہ مار کر
۱۳ یا وہ گوئی کے مقابلہ پر یا وہ گوئی نہ کریں۔ اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں نہ دیں۔
۱۴ کہ وہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سنیں گے۔ جیسا کہ وہ سن رہے ہیں۔ مگر چاہئے کہ خاموش
۱۵ رہیں اور تقویٰ اور نیک بختی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فیصلہ کی طرف نظر رکھیں۔
۱۶ اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقویٰ و صبر
۱۷ کا کوہاتہ سے نہ دیں۔ اب اس عدالت کے سامنے مثل مقدمہ ہے جو کسی کی رعایت
۱۸ نہیں کرتی اگرستانی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی۔ جب تک انسان عدالت کے کمرے سے باہر
۱۹ اگرچہ اسکی بدی کا ہی مواخذہ ہو مگر اس شخص کے جرم کا مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت
۲۰ کے سامنے کھڑے ہو کر بطور گستاخی اور تکاب جرم کرتا ہے۔ اسلئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ
۲۱ کی توہین سے ڈرو اور نرمی اور تواضع اور صبر اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے
۲۲ دعا چاہو کہ وہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرما دے۔ (اندر سالہ راز حقیقت ص ۱۸)

دوستوں کو اطلاع

چونکہ مرزا جی ہی اپنی صدا پیشگیوں ہی سے ظاہر کرنی چاہتی ہیں نیز اس میں ہمارے کو کوئی بھی آسانی اور
عمل ہے پس آپ لوگوں کو اگر کسی مرزائی سے گفتگو کا موقع ہو اگر کسی تو اس طریق سے بحث کیا کریں تاکہ طویل
اور مطلب بھی آسانی حاصل ہو اسلئے کہ اگر مرزا جی بوجہ اپنی پیشگیوں کے کا د ب محض اور مغتری علیہ
نمایت ہوں تو بس دوسرے مسائل (حیات سچ وغیرہ) کی ضرورت ہی کیا بلا دفعہ۔ اور اگر وہ بوجہ
پاک باطنی اور استہدائی کے قابل الہام اور تنہا طبعی کراہت معلوم ہوں تو پھر باقی مسائل میں میں اپنی
غلط فہمی ناخیز کیا غدری پس ہمارے دوست اس اصول کو ہمیشہ یاد رکھیں لیکن یہی پیشگیوں کے طور پر
ہیں کہ کسی مرزائی کو اس طبعی و سباحتہ کریمکی جرات نہ ہوگی کیونکہ ان پر واسیل الرشید لایتنخ و سباحتہ
خاکسار۔ ابو الوفاء و شادانہ کفایت اس سرسری (مولوی فاضل مصنف تفسیر تہذیبی و

پیشینگوئی متعلقہ دہی انجم

یہ پیشینگوئی مرزا جی نے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو امرتسر میں عیسائیوں کے مباحثہ کے خاتمہ پر اپنے حریف مقابل مسٹر آنجم کی نسبت کی تھی جس کے اصل الفاظ یہ ہیں :-

- ” آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب کہ میں نے بہت تضرع اور بہتال ہے۔“
- ” جناب الہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندہ میں تیرے فیصلہ کے۔“
- ” سو اچکھ نہیں کر سکتے تو اُسے بچے یہ نشان بشارت کے طو پر دیا ہے کہ اس بحث میں۔“
- ” دونوں فریقوں میں جو فریق خدا جہوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا۔“
- ” رہا ہے وہ اپنی دونوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی پندرہ ماہ تک۔“
- ” ہادیس گویا جاوے گا اور اسکو سخت ذلت پہونچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو ماننا ہے اسکی اوس سے عزت ظاہر ہوگی۔ اور اُس وقت جب پیشینگوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سو جائے کو جائیں گے۔“
- ” اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔ (جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸)۔“
- ” اس پیشینگوئی کے آثار و لوازمات خارجیہ مرزا جی کی تقریر اور تشریح ہی میں بیان کئے جاتے ہیں فرماتے ہیں۔“
- ” میں یہ مان رہا تھا کہ اس بحث میں کیوں بچے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی۔“
- ” کرتے ہیں اب یہ حقیقت گہلی کہ اس نشان کے لئے تھا میں اس وقت افراتفریوں۔“
- ” کہ اگر یہ پیشینگوئی جہوٹ کی بجلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جہوٹ پر ہے وہ پندرہ۔“
- ” ماہ کے عرصہ میں آجکی تاریخ سے بسزائے موت ہادیس میں نہ پڑے تو میں ہر ایک مرزا۔“
- ” کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں ہیکو ذلیل کیا جاوے روسیہ کہ اجاوے۔ میر۔“
- ” گھٹے میں رسہ ڈال دیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی خود ہی اپنی بحث کو معمولی جانتے ہیں مگر افسوس کہ مرزا جی کے سلسلہ لوح حماری اس بحث پر بہت کچھ ناز کیا کرتے ہیں بلکہ خنزیر کو عیسائیوں کی قتل اسکو تہننا کرتے ہیں۔

دور اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کہا کرتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا ضرور ۱۱
 دور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اسکی باتیں نہ ٹلیں گی۔ (حوالہ مذکور) ۱۲
 یہ پیشگوئی اپنے مضمون میں بالکل صاف ہے کسی قسم کی تعقید یا پیچ اس مضمون میں
 نہیں مطلب بالکل صاف ہے کہ ڈیڑھ آہٹم جسے آدمی (حضرت مسیح) کو خدا بنایا ہوا تھا اگر مرنے
 جی طرح الوہیت مسیح سے منکر اور توحید محض کا قایل اور اسلام میں داخل نہ ہوا تو عرصہ
 پندرہ ماہ میں مر کر ہادیہ میں گرایا جائے گا مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا اس کے متعلق مرزا جی نے
 کئی ایک عذرات کئے ہیں۔

پہلا عذر کہ فریق سے مراد حرف آہٹم نہیں بلکہ وہ تمام جاوخت ہے جو اس بحث میں
 اسکی معاون تھی۔ گویہ یہی مانتے ہیں کہ آہٹم سب سے مقدم ہے (انوار اسلام ص ۱۲)
 اس توجیہ سے نتیجہ نکالنا منظور ہے کہ اس پیشگوئی کو دوست و بچائے چیتا پنچہ اس سنت پر
 تفریع کرتے ہیں کہ اسی عرصہ میں پادری رابٹ ناگیان مر گیا جسکے مرنے سے ڈاکٹر کلارک
 کو جو اسکا دوست تھا سخت حد میں پہنچا وغیرہ وغیرہ دیکھو اشتہارات انعامی ۱۔
 اسکا جواب صرف اتنا ہی کافی ہے کہ خود مرزا جی ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں بعد الت
 بحشریت گوروا سپور اقرار کرتے ہیں کہ فریق سے مراد حرف آہٹم تھا۔ ڈاکٹر کلارک وغیرہ کو
 اس پیشگوئی سے کوئی تعلق نہیں دیکھو دروید اور مقدمہ مرزا ڈاکٹر کلارک ۱۲ اور ۱۳ اور ۱۴ اور ۱۵ اور ۱۶
 نیز مرزا جی خود رسالہ مکررات، انصاف تبیین، شکستہ سرورق کے اخیر صفحہ پر عبارت عربی رقمطراز ہیں
 وَمِنْهَا مَا وَعَدَنِي رَبِّي اَفْجَادَنِي رَجُلٌ مِنَ الْمُتَصَوِّفِ الَّذِي اسَمُهُ عَبْدُ اللَّهِ آتَمَمَ
 اِلَيَّ اَنْ قَالَ نَادَا بَشْرِي رَبِّي بِحَدِّ دَعْوَتِي بِمَوْتِهِ اَلِيْ خَمْسَةَ عَشَرَ اَشْهُرًا مِنْ يَوْمِ خَاتَمَةِ
 الْبَحْثِ فَاسْتَيْقَظْتُ وَكُنْتُ مِنَ الْمَطْمَئِنِّينَ۔ (یعنی آہٹم سے مرثیہ کی بشارت مجھے ملی،
 ۲۔ ہکذا وجد فی الاصل والصیح "مشہرات" لعلہ من امل الہام ایضاً ودرقل چہ عقل
 ۳۔ یہ لفظ مرزا جی کی اوس ربیک تاویل کو باطل کرتا ہے جو وہ کہا کرتے ہیں کہ اصل پیشگوئی میں مرثیہ
 لفظ نہیں بلکہ میری تفسیر ہے جسکے غلط ہونے سے اصل پیشگوئی غلط نہیں ہو سکتی، اصل
 پیشگوئی حرف ہواوید ہے۔ جو ربی قول مرزا آہٹم کو دنیا ہی میں نصیب ہو گیا دیکھو انوار اسلام ص ۱۲

تیز تریاق القلوب صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں کہ آہم کی سرت کی جو پیشگوئی کی گئی تھی جس میں یہ شرط تھی۔ کہ اگر آہم پندرہ مہینے کی سیعاد میں حق کی طرف رجوع کر لینگے۔ تو موت سے بچ جائیں گے۔ رسالہ کشتی نوح صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں کہ پیشگوئی نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع کرے گا تو پندرہ مہینے میں نہیں مرے گا۔ علاوہ اسگو پہنے مانا کہ فریق کا لفظ عام ہے مگر اسمیں تو شک نہیں کہ آہم سب سے مقدم ہے۔ جسکا تقدم خود مرزا جی کو بھی مسلم ہے۔ پس آہم کی زندگی کی پیشگوئی کی طرح صحیح نہیں ہو سکتی جو عام طور پر مرزا کو مریدوں میں مقبول اور باندھ دے۔ یہ ہے کہ آہم

دوسرا نقد

کی موت اسگو نہیں ہوئی کہ اُس نے حق کی طرف رجوع کیا تھا۔ اور حق کی طرف رجوع کرنے کے یہ معنی بتاتے ہیں کہ آہم کے دل پر پیشگوئی نے اثر کیا وہ اس پیشگوئی کی عظمت کی وجہ سے دل میں موت کے غم سے شہر بشہر مارا مارا پرتا رہا دو چھوٹ تھلاٹ ہزاری دو ہزاری سہ ہزاری چار ہزاری انوار الاسلام وغیرہ۔ اس مضمون تفصیل سے مرزا جی نے مسلم غیہ سلم کے ایسروگان پیر دی ہوئے ہیں کہ ہمیں ان کے کلام کی توضیح یا تفسیر کرنیکی حاجت نہیں۔

اسکا جواب کہ اول رجوع الی الحق کے معنی جیسے عام فہم اس کلام سے سمجھے جاتے ہیں یہ ہیں کہ آہم اگر اسلام میں داخل ہو جائیگا تو بسترائے موت ہادیہ سے بچایا جائیگا کیونکہ یہ امر بالکل بیہی ہے کہ ہر ایک مذہب دار دوسرے کو ناحق پر جانتا ہے اور کسی غیر کا اپنے مذہب کی طرف آجائیکا نام ”رجوع الی الحق“ کہتا ہے خاصکہ دورانِ مباحثہ میں تو یہ لفظ بالکل اپنی سے نہیں شامل ہوتا ہے۔ اگر ہم مرزا جی کی اسی پیشگوئی کے الفاظ پر غور کریں تو ان سے بھی یہی معنی مستنبط ہوتے ہیں۔ چنانچہ مرزا جی آہم کی نسبت لکھتے ہیں کہ ”جو فریق خدا چوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنارہا ہے۔“ اور اپنی نسبت فرماتے ہیں کہ ”جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو ماننا ہے۔“ اس سے صاف سمجھیں آتا ہے کہ جس امر میں فریقین مرزا اور آہم کا موازنہ تھا اس امر میں آہم اگر مرزا جی کا ہم خیال ہو جائیگا۔

تو پندرہ ماہ کے اندر لی موت سے بچ رہیگا ورنہ نہیں ہمارے اس بیان کی تائید
مرزا جی کے ایک مقرب حواری کی تحریر سے بھی ہوتی ہے جو مرزا جی کے ملاحظہ ہو گئے
یہی وہی جو وہ لکھتی ہیں کہ مسٹر آتھم کی نسبت یہ پیشگوئی کی کہ اگر وہ جوٹے خدا
کو نہیں چھوڑے گا۔ تو پندرہ ماہ تک او یہ مین گرایا جاویگا۔ (عسل مصفی صفحہ ۸۰۲)
ان معنی پر مرزا جی خود بھی رسالہ انجیل اسم آتھم مین دستخط کر چکی ہیں چنانچہ لکھتے
ہیں کہ "پیشگوئی مین یہ صاف شرط موجود تھی کہ اگر وہ آتھم عیسائیت پر مستقیم
رہیں گے۔ اور ترک استقامت کے آثار نہیں پائے جائیں گے اور ان کے افعال یا اقوال
سے رجوع الی الحق ثابت نہیں ہوگا تو صرف اس حالت میں پیشگوئی کے اندر
نوت ہونگے" (صفحہ ۱۳)

پس جبکہ مفہوم اور منطوق پیشگوئی کا صریح یہی ہے کہ اگر آتھم نے رجوع بحق کیا یعنی
مرزا جی سے مذہب میں موافق ہو گیا اور عیسائیت کو چھوڑ بیٹھا تو موت کی سزا سے بچ گیا
تو کون نہیں جانتا کہ وہ مرزا جی کے موافق جیسا کہ ہوا عیان راجہ بیان۔ ہاں مرزا جی ہی
بلا کے پرکالے ہیں آتھم پر دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر تم نے رجوع نہیں کیا تو قسم کیا و ایک ہزار
بلکہ دو ہزار بلکہ تین ہزار بلکہ چار ہزار روپیہ انعام پاؤ۔ لیکن مضمون قسم کا ایسا بتلا
ہیں جو رجوع سے کوئی تعلق ہی نہیں رکھتا۔ بلکہ بالکل اس قسم کے مشابہ ہے جو کسی
مولوی صاحب نے کسی شہدے کو نصیحت کرتے ہوئے نماز کی بابت تاکید کی تھی۔ تو شہدے
نے کہا کہ آپ نے ایک نہ دوستوں کی دعوت کی تھی تو تمک زائد نہیں ڈالنا تھا نہیں تو
قسم کیا ہے مولوی صاحب بچارے حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ اس کلام کو میرے کلام
سے کیا تعلق ہے۔ شہدے نے کہا بات سے بات نکل آتی ہے۔ یہی کیفیت مرزا جی کی ہے
کہاں "رجوع الی الحق" اور کہاں پیشگوئی سے موت کا ڈر۔ مضمون قسم کا صرف یہ چاہئے
ہیں کہ "اسلامی صداقت" یعنی میری پیشگوئی سے مخالف نہیں ہو، راستہ
چار ہزاری وغیرہ صفحہ ۱ ایک جگہ کی عبارت ہم ساری کی ساری نقل کرتے ہیں جو حکم
سے افسوس کہ یہاں یہ قوت کا غلطو کیا حافظہ ناشد کی مثال ہے۔

”جواب تلخ سے زبید لب لعل شکر خارا“ نہایت ہی شیریں اور مزیدار ہے مفراتین
 ” بعض مخالف مولوی نام کے مسلمان اور ان کے چیلے کہتے ہیں کہ جبکہ ایک تہ عیسائیوں
 ” کی فتح ہو چکی تو پھر بار بار آہم صاحب کا مقابلہ پر آنا انصاف واجب نہیں تو اس کا جواب
 ” یہ ہے کہ اُسے بے ایمانوں انیم عیسائیوں اور جال کے ہمارے عیسائیوں اسلام کو دشمنوں
 ” کیا پیشگوئی کے دو پہلو نہیں تھے۔ پھر کیا آہم صاحب نے دوسرے پہلو ” رجوع
 ” الی الحق کے احتمال کو اپنے افعال و اقوال سے آپ قوی نہیں کیا کیا وہ نہیں
 ” ڈرتے رہے۔ کیا وہ انہوں نے اپنی زبان سے ڈرنے کا اقرار نہیں کیا (استہا)
 ” انعامی تین ہزار حاشیہ صفحہ ۵۔

خلاصہ یہ کہ آہم جو اپنے دل میں خوف زدہ ہوا کہ میں کہیں مرنے جاؤں چنانچہ اسی
 خوف میں وہ امرتسر سے فیروز پور کیسے لکھ گیا یہاں گتا پھر ایسی اور سکار رجوع سے لیکن دانا
 سمجھتے ہیں کہ اس خوف کو جو عموماً ہر آدمی کو ایسے موقع پر طبعاً پیدا ہوتا ہے۔ رجوع یعنی مسلمان
 ہونے یا بالفاظ دیگر مرزاجی سے موافقت کر لینے سے کیا نسبت ہے۔ ہاں ہم مانتے ہیں کہ آہم
 کو موت کا اندیشہ ہوا ہو گا اور یقیناً ہوا ہو گا اور اس خوف سے اس نے ہر ایک ندرت پر سو کام
 لیا مگر نہ اسلئے کہ وہ آپ کی پیشگوئی کو خدا کی طرف سے ضرور شدنی سمجھتا تھا بلکہ اسلئے کہ موت کو
 امر طبعی جانتا تھا لیکن موت کے تصور پر اس کو یہ بھی خیال تھا کہ آپ آپ کے ہوا خواہ غلبین سچا بنگو
 اس خیال سے وہ ہما اکن مور عارضہ کی روک تھام کرتا تھا۔ اس دعویٰ کی شہادتیں
 ہمارا بیان تو آپ کا ہی ہو سکتا ہے آپ ہی کے مخلص مرید شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند امرتسر
 کی شہادت پیش کرتے ہیں۔

۱۸۹۲ مرزاجی کو جب پٹنہ لکھنؤ کے مرنے پر وہی کے خطوط پہنچے ہیں ایسا انتظام کر رہا ہے کہ کیا مجال کہ
 اجنبی آدمی ایک بیگ حضور میں پہنچ سکے سیر کو جاتے وقت جتنا کثرت کثیر ساتھ نہ ہو سیر کر کے کیا یہ بھی رجوع
 ہو حالانکہ الہام کہ تو ۸۰ برس یا کچھ کم و بیش زندہ رہیگا۔ اور یہ بھی الہام ہے کہ جد ہر تیرا نہ ہے اور ہر
 خدا کا نہ ہے بلکہ گورنمنٹ کے حضور ایک درخواست بھی دی تھی کہ کا دیان میں چند سپاہی میری حفاظت کیلئے
 مقرر کرو جائیں ایسا ہی آہم کو بھی خوف ہو گا پس کا اظہار بھی اوسو کرو یا۔ دیکھو اخبار نور افشان ستمبر اکتوبر ۱۸۹۲

لا تکتوا الشہادۃ

وہیں ایک دفعہ پھر ہی سے آرہا تھا کہ ڈپٹی آئٹم اپنی بیچی صاف کر رہا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو اس نے کہا کہ صفائی کر رہا ہوں مبادا کوئی سانبہ مجھے ڈس جلے تو تم کہنے لگو کہ پیشگوئی سچی ہو گئی۔ البتہ شیخ نور احمد مالک یا ضہندر پریس امرتسر اس بیان سے نیز آئٹم کے مضامین مندرجہ اخبار نور افشان سلسلہ ۴ سے اس کے خوف کا مضمون صاف سمجھ میں آتا ہے کہ وہ آپ کی پیشگوئی کو تو ایک معمولی بازاری گپ جانتا تھا البتہ موت کے بھول العلم ہونے کی وجہ سے ہر اس انسان ہوتا کہ مبادا اس کی اتفاقی موت پر آپ اپنی پیشگوئی کی صداقت سمجھ لیں۔ بھلا مرزا جی! اگر وہ آپ کی پیشگوئی کو خدا کی طرف سے سمجھ کر ڈر جاتا تو اس کی روک تھام کیوں کرتا اور اگر محض ایسا خوف ہی آپ کے نزدیک جوع الے الحی یعنی فریق مخالف سے موافقت کرنے کے مساوی ہے تو آپ پرلے درجہ کے آریہ ہیں جو آریوں کی معمولی دیکھی پر گورنمنٹ حرامداد اور حفاظت کی درخواست کرتے تھے کہ ہمیں آریہ بھگوان نہ ڈالیں دیکھو در خواست اسی گورنمنٹ

لیجے ہم آپ کی خاطر یہی مان لیتے ہیں اور فرض کئے لیتے ہیں کہ آئٹم آپ کی پیشگوئی ہی سے ڈرا اور محض اسی لئے ڈر کر اُس نے اُس پیشگوئی کو خدائی الہام اور آپ کو سچا لکھم سمجھا تاہم اس کا یہ سمجھنا بوجہ حق نہیں ہو سکتا اور اس قابل نہیں کہ عذاب میں تاخیر کا موجب افسوس آپ مجھ تو جانتے ہیں لیکن علم حدیث سے ایسے مانوس ہیں جیسے برہمن گائے کے گوشت سے یہی وجہ ہے کہ آپ جس حدیث کو کسی کتاب سے نقل کرتے ہیں چونکہ علم میں پورا تحراور قادر الکلامی نہیں علاوہ اسکے صاحب الغرض محزون بھی صادق ہے اس لئے عموماً ترجمے غلط مضامین غلط ہوتے ہیں۔ سنئے ہم آپ کو صحیح بخاری سے ایک حدیث سناتے ہیں۔

مختصر مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ

بنی معاذ اپنے ایک دوست امیہ بن خلف

خلف و کان امیہ اذا من المذنبات نزل علی سعد

عز سعد بن معاذ انه کان صدیقاً لامیہ بن

خلف و کان امیہ اذا من المذنبات نزل علی سعد

+ مثال کے طور پر امام کم فہم اور کسوف خسوف غیر دینی حدیثیں موجود ہیں جنکی تفصیل پھر کسی تیار و تیار اشارہ

کان سعداً ذا من بركة نزل على أمية فلما قدم رسول
 الله صلى الله عليه وسلم المدينة اطلق سعد معتزاً فنزل الى
 أمية بركة فقال أمية انظري ساق خولة لعلنا نطوف
 بالبيت فخرج به قريشاً من نصف النهار فلقه ما أبو جهل
 فقال يا أبا صفوان من هذا معك فقال هذا سعد فقال لا
 أبو جهل الا انك تطوف بركة امنا وقد اوتيتكم الصبابة و
 زعمتم انكم تنصرفونم وتعينونهم ما والله لو كان ذلك
 ان صفوان ما رجعت الى اهلكت سالماً فقال له سعد فرفع صوته
 عليه ما والله لئن منعتني هذا لا منعك ما هو اشد عليك
 منه فطرحه على الطريق المدينة فقال أمية لا ترفع صوتك
 يا سعد ابني الحكم سيد الرجل الوادي فقال سعد دعه عنك
 يا أمية فوالله لقد سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
 انهم قاتلون قال بركة قال لا ادري ففزع
 لذلك أمية فزعاً شديداً فلما رجع أمية الى
 اهل فقال يا ام صفوان الم ترى ما قال لسعد
 قالت وما قال لك قال زعم ان محمد صلى الله
 عليه وسلم اخبرهم انهم قاتلي فقلت له بركة قال
 لا ادري فقال أمية والله لا اخرج من مكة فلما
 كان يوم بدر استنفر أبو جهل الناس قال ادركوا
 عيركم فكم أمية ان يخرج فاتاه أبو جهل فقال يا أبا
 صفوان انك متي يراك الناس فله تخلف وانت سيد اهل
 الوادي تخلفوا معك فلم يزل به أبو جهل حتى قال اما اذا
 غلبتني فوالله لا اشتري بعود بركة ثم قال أمية تيا

تھا ایک دفعہ سعد کو کعبہ شریف میں
 ابو جہل نے طواف کرتے دیکھا اور
 ڈانٹا کہ مسلمانوں کو اپنی شہر میں جنگ دیکر
 آرام سے طواف کر جاتے ہو۔ سعد نے
 بھی برابر کا جواب دیا۔ امیہ نے سعد سے
 کہا غاموش ہو اس جگہ کا سفر ہے۔
 سعد نے امیہ سے کہا اللہ کی قسم میں نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کسی
 دن مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل
 قتل ہونا ہی امیہ نے کہا مکہ میں؟ سعد
 کہا یہ میں نہیں جانتا پس امیہ نے
 سخت گہرا پایا۔ امیہ نے اللہ کی قسم کہانی
 کہ میں تو مکہ سے کبھی نہ نکلے گا۔ جب
 کسی لڑائی کا موقع آیا تو ابو جہل نے
 لوگوں کو جمع کیا اور امیہ سے کہا کہ اگر
 تیرے جیسے رئیس کو لوگ پیچھے ہٹا
 دیکھیں گے تو تیرے ساتھ وہ بھی
 رہیں گے آخر ابو جہل کے جبر سے اس نے
 ہاں کی تو ادب کی پری نے اسی یاد دلا
 کہ تیرا مدنی دوست سعد جو کچھ تجھے
 کہہ گیا تھا تو اسی بہول گیا امیہ نے
 کہا میں تھوڑی دیر تک انکو غصت
 کرنے جاؤں گا۔ چنانچہ وہ جس منزل

ام صفران جھڑی قتل لے یا ابام صفران قتل لے قال لک
 اخوان البشر قال لا دوا اريد ان اجنمهم الا قريبا فلما
 خرج امية اخذ لا يزال من لا اعقل بعير فلم يزل بذلك حتى
 قتله الله ببدر - (صحيح بخاری - کتاب الغازی) میں قتل کرایا -

کیے امیہ بن خلف دل میں آہتم سے زیادہ ڈرا یا نہیں۔ اور پہرہ باوجود اس
 خوف اور دلی یقین کے اس کے حق میں کہا جاوے گا کہ اس نے رجوع بحق کیا۔ کیا اسے
 سے اندازی پیشگوئی تنخلف ہوئی سب اخیر ایمان سے (ان کسنتہ مؤمنین) کیے
 کہ آپ نے اس حدیث کو کبھی دیکھا اور دیکھ کر اسپر غور ہی کی اور اس وقت سے پہلے
 اسکا کوئی جواب ہی گھرا۔

آپ فرماتے ہیں کہ اگر آہتم ڈرا نہیں تو قسم کھائے چار ہزار روپیہ ہم سے انعام پاد
 آہتم نے عذر کیا کہ انجیل سنی ہے باب میں قسم کہانے سے منع آیا ہے اور سپر مزاجی نہ کی
 ایسے حوالے اسکو مسائے کہ عیسائیوں کے پیشواؤں نے عدالت میں کہا نہیں۔
 آہتم نے جواب دیا کہ اگر مجھے ہی حلف کرانا چاہو تو عدالت میں طلب کرو عدالت کے
 جبر سے میں بھی قسم کہہ لوں گا۔ دیکھو نور افشان ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۹ء

ایسے معقول جواب سپر مزاجی جیسے معقول پسندوں کو بہلا کیا تسلی ہو سکتی تھی آپ لکھتے ہیں

۱۰ ہم مانتے ہیں کہ اندازی عذاب صرف ملتوی ہو جاتا ہے بلکہ نوع ہی ہو جاتا ہے لیکن اسے
 التواریخ کے لئے اس عذاب سے ڈر جانا اور خا صکر ایسا ڈرنا جیسا کہ آہتم ڈرا ہرگز کافی نہیں
 مزاجی ہمیشہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا حوالہ دیا کرتے ہیں مگر افسوس کہ اس میں ہی تجدید کے
 نہیں کئے اس قعد کا مضمون بالکل لاری تائید اور مزاجی کی تردید کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہرقلو
 لا قریبہ آمنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس لما آمنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی
 فی الحیوة الدنیاء و متناہم الی حین اس آیت میں صاف اور صریح مذکور ہے کہ حضرت
 یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب ٹل گیا لیکن کب ٹلا جب وہ ایمان لے آئے پس اگر آہتم
 ہی ایمان لے آیا ہوتا تو آپ کی وہ عزت جو ستمبر ۱۹۷۹ء کو ہوئی تھی کیوں ہوتی۔

وہ گویا انکا ایمان عدالت کے جبر پر موقوف ہے۔ (دیکھو اشتہار چار ہزاری شاہ صفحہ ۱۸)
 اس سے بڑھ کر معقول جواب ڈاکٹر کلارک اور تسری نے دیا تھا کہ: "ہم کہتے ہیں مرزا
 صاحب سلمان نہیں اگر مسلمان ہیں تو جمع عام میں سور کا گوشت کھائیں۔ اگر کہیں کہ
 سور کا گوشت تو مسلمانوں کو حرام ہے اس سے اسلام کا ثبوت کیسے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ
 کہ اسی طرح بالا اختیار حلف اٹھانا عیسائیوں کو منع ہے۔ پس جب آہم پکا عیسائی
 ہے تو وہ اپنی عیسائیت کا ثبوت قسم سے نہیں دے سکتا جس طرح آپ اپنے اسلام کا
 ثبوت سور کھانے سے نہیں دے سکتے۔ (دیکھو اشتہار ہزاری کلارک مطوعہ نیشنل پریس لاہور)
 مگر میں پوچھتا ہوں کہ مرزا جی کو آہم پر قسم دینے کا حق ہی کیا تھا۔ کیا کوئی آیت یا حدیث
 اس پر مقرر ہے کہ کوئی کافر اگر اپنے نفس پر التزام کفر کرے۔ اور اسلام سے انہاری ہو تو
 اس کو قسم نبی چاہیے جیسے قرصدار عدالت میں انکار کرے اور مدعی کے پاس ثبوت
 دعویٰ نہ ہو تو مدعا علیہ کو قسم دیجاتی ہے کہ میں نے اسکا نہیں دینا اسی طرح کوئی حدیث
 اس مضمون کی تجدید کی ہو تو اطلالی بخشیں۔ جب یہ اسلام بلکہ کسی مذہب کا مسئلہ نہیں
 ہے کہ منکر مذہب کو انکار مذہب پر قسم دینی چاہیے تو آہم کو قسم دینے کا آپ کو کیا
 پہنچتا ہے۔ کاش کہ آپ اسی حدیث روا الیمین علی من انکر پر قیاس کر کے آہم
 سے حلف دلاتے تو یہی ایک بات ہوتی۔ گو یہ قیاس ہی قیاس فاسد ہی ہوتا جسکے پر
 میں آپ کے مخاص اور بات بنانے والے کہہ سکتے کہ راجحہ قد یصیب و
 قد یخطئ مگر یہاں تو غضب ہے کہ اس مجدد کی تجدید نے یہاں تک تکی کی ہے کہ حد
 سے کوئی مطلب ہی نہیں خود ہی احکام ایجاد کر سکتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: "آہم کا بیان
 بحیثیت شاہد مطلوب ہے نہ بحیثیت مدعا علیہ" (اشتہار انعامی تین ہزار صفحہ ۱)۔

پس اگر مرزا جی کا کوئی مرید اس حدیث سے استدلال کر کے آہم کو حلف دلانا تجویز کرے
 تو وہ مجاز نہ ہوگا کیونکہ اس حدیث کے مدعا علیہ پر وہ ہی دیوانی رلین دین کے معاملہ میں
 قسم ہے اور آہم پر تو مرزا جی بحیثیت گواہ قسم دینا چاہتے ہیں۔

مرزا جی اپنے دعوے پر کہ آہم نے جو عین کیا تھا یہ دلیل دیتے ہیں کہ: "جب سے سنے

پیشگوئی سنی نئی عیسائیت کی حمایت پر ایک طریق نہیں لکھی پس یہی اس کے بیچ
کی علامت ہے۔" انجام آہم صفحہ ۱۱۔ حالانکہ بالکل غلط سراسر جھوٹ مباحثہ کے
بعد وہ حسب طاقت برابر مخالف تحریریں شائع کرتا تھا مگر آپ کے ملہم خبر نہیں دینی
یا اس کے دانستہ آپ کو نہیں بتلایا۔ اسلام ہی کے مخالف نہیں رہا بلکہ ان تحریروں
میں وہ ذات شریف (مرزا) پر یہی صداوتیں سناتا رہا "خلاصہ مباحثہ" میں جو
مباحثہ کے بعد اس کی تہیافت ہے لکھتا ہے :-

- ۱۔ مرزا صاحب کے ایک شاگرد مولوی نظام الدین صاحب ملتان نے جو بحالیت پڑھا
۲۔ استاد کے بعد اس مباحثہ کے آئے تھے انہائے گفتگو تثلیث میں کہا کہ میں پڑھا
۳۔ دہریہ ہوں اسپر اقم نے پوچھا کہ تب تو اشیاء محمد و الوجود کو حد کس نے لگا دی جس کا
۴۔ جواب حضرت خیرانی اور طرح دہی کے سوا اور کچھ نہ دیا اور یہی فرمایا کہ
۵۔ منزل کا ملان کشف باطنی ہی ہے پس ایسے مجذوب منشوں کو ہم مسئلہ تثلیث
۶۔ توحید کیا سمجھا سکتے تھے پھر دعائے خیر کے۔ فقط صفحہ ۱۲۔
۷۔ نیز لکھتا ہے :- "توحید محض کے عاشقان پہلا سوال تو یہی ہے کہ وہ کوئی ایسی شے
۸۔ دکھلا دیں اگر سکتے ہوں جو مجموعہ متعدد صفات کے سوا کچھ اور بھی ہو (خلاصہ مباحثہ صفحہ ۱۳)
۹۔ ان دونوں حوالوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آہم مباحثہ کے بعد برابر اسلام کے خلاف
۱۰۔ لکھتا اور کہتا رہا اور خاص مسئلہ توحید میں جس میں مرزا جی اور آہم کا پندرہ روز مباحثہ
۱۱۔ رہا تھا تمام مسلمانوں سے مخالف اور تثلیث پر برابر جما ہوا تھا جو صریح اسلام کی نفی ہے
۱۲۔ پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶ پر اپنے اعتراضات کو جواب دے آپ کے مقابل اسلام پر کئے تھے نقل کر کے
۱۳۔ آپ کے جوابات کو فضول بتلائے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ :-

- ۱۴۔ ان امور کا خاص جواب بجانب مرزا صاحب کے وہی نبوت آنحضرت (مرزا) کی بتی کہ آج
۱۵۔ جوہ جون ۱۸۹۱ء کی پندرہ مئی کے اندر جو فرق تدریست ہی رہیگا داخل جہنم
۱۶۔ ہو جائیگا۔ آئینہ کمالات اسلام صنف انتخاب میں گویا خدا میں کہتا ہے کہ اے
۱۷۔ فلام احمد تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ بشرح انتخاب مجھے تو میرے دست قدرت

” نکلا ہے اور میں تیرے کمال سے جلال پاتا ہوں۔“ ہکو تو اس آئینہ میں چہرہ
 ” کسی دھریہ یا ہمدہ اوست کا جو برادر توام دہریہ کا ہی نظر آتا ہے۔ اور
 ” معجزات ایسے شخص (مرزا) کے منتحن ایمان ہی ہیں نہ مطمین اطمینان جو تصدیق
 ” کذب کی کرتے۔ صفحہ ۹۔

اس اخیر کے فقرے میں آہٹم نے پہلے لفظوں میں مرزا جی کو دجال اور جھوٹا بھی کہا ہے
 کیونکہ اوسنے انجیل کے اوس مقام کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں پر حضرت مسیح نے
 فرمایا ہے کہ ”بہت سے جھوٹے بنی آویں گے خبردار رہنا خدا ان کی وجہ سے تمہارا امتحان
 کریگا“ اور انجیل متی ۲۴ باب کی ۱۱۔ کہیے مرزا جی! آپ کو دجال یا کذاب کہنا
 ہی اسلام کے خلاف ہے یا موافق ہے۔ پہر تجویز ہے کہ آپ کے تمام مباحثہ کو فضول
 سمجھتا ہے اور آپ کو پہلے لفظوں میں دجال لکھتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ اوس نے
 خاموش رہ کر رجوع کا ثبوت دیا۔ کیا توحید کے خلاف تثلیث کا تاویل ہو اور ذات
 شریف کو دجال کہے تو یہی وہ رجوع بحق ہے۔ اور کہا جاسکتا ہے کہ وہ آپ کے
 تنازعہ مسلمہ میں اپنا خیال چھوڑ کر آپ کا انجیل ہو گیا۔ علاوہ اسکے یہ کیا دلیل ہے کہ
 چونکہ ہونے عیسائیت کی حمایت میں کچھ نہ لکھا اسلئے وہ عیسائی نہ تھا۔ کیا کسی مذہب
 کی حمایت میں تصنیف نہ کرنا اوس مذہب کے ترک بار و گردانی کی دلیل ہے؟ کیا آپ کی
 جماعت کے بلکہ پرے تمام سی آپ کی تائید میں لکھتے رہتے ہیں۔ تو کیا نہ لکھنے والے آپ کو
 پھوڑ بیٹھے ہیں (خدا کرے وہ دن آئے)۔

اس پیشگوئی نے مرزا جی کو ایسا حیران کر رکھا ہے کہ انہیں مطلق خبر نہیں کہ میں
 کیا لکھتا ہوں جو کچھ شہ پر آیا کہہ دیا تھا۔ صدقنا فاکتبا مع الصالحین
 کہنے کو تیار ہیں۔ آپ کشتی نوح کو بے بانس چلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”اولیٰ آہٹم“
 نے عین جلسہ مباحثہ میں معزز آدمیوں کے روبرو آنحضرت کو دجال کہنے سے رجوع
 کیا اور پیشگوئی کی بنیابی تھی کہ اوسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہلاتا
 نا ارمین ایکس ہو شیار یا سکاری ہے کہ آہٹم کی پیشگوئی کی بنیاد بتلائی ہے کہ اوسنے

آنحضرت کو دجال کہا تھا حالانکہ پیشگوئی کے الفاظ میں ان سے کی طرف اشارہ
 ہی نہیں ناظرین شروع رسالہ میں پیشگوئی کے الفاظ بغور پڑھیں۔ دیکھئے تو کس
 تشریح کے ساتھ لکھا ہے کہ جو فریق مذاہب کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان
 کو خدا بنا رہا ہے وہ پندرہ ماہ تک دویہ میں گرایا جاویگا۔ کجا عاجز انسان کو خدا
 بنانا اور کجا آنحضرت کو دجال کہنا۔ یہ ہے مرزا جی کی حرکت ندبوحی جس سے افکی
 بے بسی نمایاں ہے سچ ہے لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لَوْجَدُ دَانِيَهُ اِخْتِلَافًا كَثِيرًا
 (یعنی جو کلام خدا کی طرف سے آقا اور وحی نہ ہوا اس میں بہت سی ٹیڑا اختلاف ہوتا ہے
 اور یہی اختلاف اس کے کذب کی دلیل ہے۔)

حیرت انگیز چالاکی

مرزا جی اپنی پیشگوئی کی توضیح یوں کرتے ہیں کہ اگر آہم رجوع بحق نہ کریگا تو ہادیہ میں گرایا
 جاویگا۔ یعنی اس کا رجوع حق کرنا دویہ میں گرائے جانے کو مانع ہو گیا۔ ان دونوں باتوں میں
 تضاد کا علاقہ ہے جیسے رات اور دن میں یا سیاہ اور سفید میں کہ ایک کے ہوتے
 ہوئے دوسرے کا ہونا ممکن نہیں بلکہ نہ ہونا ضرور ہے یعنی ہادیہ اسی صورت میں ہوگا کہ رجوع
 نہ ہوا اور اگر رجوع ہوا تو ہادیہ نہ ہوگا پس ناظرین اس تقریر کو ذہن نشین کر کے مرزا جی کی عبارت
 مندرجہ ذیل کو غور سے پڑھیں کہ مرزا جی کس ہوشیاری سے بکف چراغ دانستہ دونوں
 ضدوں (رجوع اور ہادیہ) کو ایک جگہ جمع کرتے ہیں۔ پس سنو!

” آہم نے اپنے اس خوف زدہ ہونے کی حالت سے بکا اور سکون و اقرار یہی ہے جو لفظ خدا،
 ” میں نشانی ہو چکا ہے بڑی صفائی سے یہ ثبوت دیدیا ہے کہ وہ ضرور ان ایام میں “
 ” پیشگوئی کی غلطی سے ہوتا رہا یعنی اس نے اپنی مضطربانہ حرکات اور اعمال سے ثابت “
 ” کر دیا کہ ایک سخت غم نے اس کو گھیر لیا ہے اور ایک ناگہان اندیشہ بر وقت اور ہراس “
 ” اس کے دامن گیر ہے جسکی ڈراوٹنے والی تشنات نے آخر اس کو مرستہ سے نکال دیا۔ “
 ” واضح ہو کہ یہ انسان کی ایک فطری خاصیت ہے کہ جب کوئی سخت خوف اور گھبراہٹ “
 ” اس کے دل پر غالب کر جائے اور غایت درجہ کی بے قراری اور بے تابانی تک نہ پہنچے “

- ۱۔ تو اس خوف کے ہولناک نظارے طرح طرح کے تشنات میں او سپرد وارد ہونے ،
- ۲۔ شروع ہو جاتے ہیں اور آخر ڈرانے والے نظارے مضطربانہ حرکات اور بہاگوں ،
- ۳۔ کی طرف مجبور کرتے ہیں اسی کی طرف تو ریت استننا میں بھی اشارہ ہے کہ قوم نیلے ،
- ۴۔ کو کہا گیا کہ جب نافرمانی کرے گا اور خدا تعالیٰ کے قوانین اور حدود کو چھوڑ دے گا تو تیری ،
- ۵۔ زندگی تیری نظر میں بے ہنگام ہو جائیگی اور خدا تجھ کو ایک بڑے اور جی کی غمناکی دے گا ،
- ۶۔ اور تیرے پانوں کے نلوے کو قرار نہ ہوگا۔ اور جا بجا بھٹکتا پہرے بچا چنے بار بار ڈرانا ،
- ۷۔ تشنات بنی اسرائیل کی نظر کے سامنے پیدا ہوئے اور خوابوں میں دکھائی دیئے۔
- ۸۔ جنکے ڈر سے وہ اپنے جینے سے ناامید ہو گئے اور مجنونانہ طور پر شہر بشارتیں پہرے ،
- ۹۔ غرض یہ ہمیشہ سے سنت الہیہ کے شدت خوف کے وقت کچھ کچھ ڈرانے والی چیزیں ،
- ۱۰۔ نظر آجایا کرتی ہیں اور جیسے جیسے آرامی اور خوف بڑھتا جاتا ہے وہ تشنات ،
- ۱۱۔ شدت اور خوف کے ساتھ ظاہر ہوتے جاتے ہیں اب یقیناً سمجھو کہ آختم کو اندازی ،
- ۱۲۔ پیشگوئی سننے کے بعد یہی حالت پیش آئی۔ (حیاء الحق صفحہ ۹)۔
- ۱۳۔ مایوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ سبط یونس کی قوم کو ملائیک عذاب کے تشنات میں دکھائی ،
- ۱۴۔ دیئے تھے اور سبط انکو بھی سانپ غیر تشنات دکھائی دیئے مگر ساتھ ہی ضروری طور پر ،
- ۱۵۔ اس بات کو ماننا پڑتا ہے کہ جس شخص کا خوف ایک شہر پیشگوئی سے اس حد تک پہنچ ،
- ۱۶۔ جائے کہ اسکو سانپ غیر ہولناک چیزیں نظر آویں یہاں تک کہ وہ ہراسان اور ترسنا ،
- ۱۷۔ اور پریشان اور بیتاب اور دیوانہ سا ہو کر شہر بشارتیں پھرے۔ اور سر اس میں ،
- ۱۸۔ اور خوف زوروں کی طرح جا بجا بھٹکتا پہرے۔ ایسا شخص بلاشبہ یقینی یا ظنی طور ،
- ۱۹۔ پر اس مذہب کا مصدق ہو گیا ہے جسکی تائید میں وہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ اور یہی ،
- ۲۰۔ معنی رجوع الی الجنی کے ہیں۔ اور یہی وہ حالت ہے جسکو بالضرور رجوع کے مراتب میں ،
- ۲۱۔ سے کسی مرتبہ پر محمول کرنا چاہیے اور میں جانتا ہوں کہ آہتم صاحب اس پیشگوئی کو ،
- ۲۲۔ جو دین اسلام کی پجائی کے لئے کی گئی تھی جسکے ساتھ ساتھ رجوع بحق کی شرط پڑتی ،
- ۲۳۔ استعدا ہونا کہ سانپ نظر آنا اور تیروی اور نلوہاروں والے دکھائی دینا یہ ایسے

” واقعات ہیں جو ہر ایک دانشمند جو ان کو نظر کیجائی سے دیکھے گا وہ بلا تامل اس نتیجے
 ” تک پہنچ جائیگا کہ بلاشبہ یہ سب باتیں پیشگوئی کے پُر زور نظارے ہیں اور جب تک
 ” کسی کے دل پر ایسا خوفناک ستولی نہ ہو جو کمال ورجہ تک پہنچ جائے تب تک ہے
 ” نظاروں کی ہرگز نوبت نہیں آتی۔ جو شخص مکتب اسلام ہو۔ اور حضرت عیسیٰ کے ذکر کی
 ” الہام پر پھر لگا چکا ہو کیا وہ اسلامی پیشگوئی سے اس قدر ڈر سکتا ہے بجز اس صوت
 ” کے کہ اپنے مذہب کی نسبت تسک میں پڑ گیا ہو اور عظمت اسلامی کی طرف جھک
 ” گیا ہو۔“ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۱۲-۱۳)

عبارت مذکورہ بالا صاف اور صریح لفظوں میں بتلا رہی ہے کہ آہتم نے رجوع کیا جبکہ
 عام طور پر یہ رجوع بخت ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے دل پر خوف غالب ہوا
 جسکی وجہ سے وہ ہٹا گیا۔ پس اسکا نتیجہ صریح یہ ہونا چاہیے تھا کہ آہتم ہادیہ سے بجا رہتا
 مگر وہ بیچارہ باوجود ایسے رجوع کے ہادیہ بھی محفوظ نہ رہا۔ گویا اجتماع ضدین کا استحالة اور
 حق میں احاطہ اسکان میں آگیا۔ اس دعویٰ کی دلیل کہ آہتم کو مرزا جی نے باوجود رجوع
 بخت کرنے کے بھی (اپنے مضمون) ہادیہ میں گرا ناپا جائے بلکہ گرا ہی دیا۔ مرزا کی عبارت مندرجہ
 ذیل ہے:- **غور سے سنو!**

” اور توجہ سے یاد رکھنا چاہیے کہ ہادیہ میں گرائے جانے والے الفاظ الہام ہیں وہ عقد
 ” آہتم نے اپنے ہاتھ سے پورے اور جن مصائب میں اسے اپنے تئیں ڈال لیا اور جس نے
 ” سے مسلسل گہراشوں کا سلسلہ اس کے دامگیر ہو گیا اور بھول اور خوف نے اس کے دل
 ” کو پکڑ لیا یہی اصل ہادیہ تھا اور مرزائے موت اس کے کمال کے لئے ہے جو کا ذکر
 ” الہامی عبارت میں موجود ہی نہیں بیشک مصیبت ایک ہادیہ تھا جسکو عبداللہ
 ” آہتم نے اپنی حالت کے موافق بیگت لیا۔ (انوار الاسلام صفحہ ۵)۔ نیز لکھتے ہیں
 ” پس حق کے طالبو یقیناً سمجھو کہ ہادیہ میں گرنے کی پیشگوئی پوری ہو گئی اور اسلام
 ” کی فتح ہوئی اور عیسائیوں کو ذلت پہنچی۔ ہاں اگر مشر عبداللہ آہتم اپنے پر جوع فزع
 ” کا اثر نہ ہونے دیتا اور اپنے افعال سے اپنی استقامت دکھاتا اور اپنے مرکز سے جگہ جگہ

دو بہشتیانہ پترنا اور اپنے دل پر وہم اور خوف اور پریشانی غالب نہ کرتا بلکہ اپنی معمولی خوشی
 دو اور استقلال میں ان تمام دنوں کو گزارنا تو بیشک کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہاویہ میں گرنے
 دو سو دوسرا لکڑا بٹواؤں کی یہ مثال ہوئی کہ قیامت دیدہ ام پیش از قیامت اسپر و غم
 دو کے پہاڑ پڑے جو اس نے اپنی تمام زندگی میں ان کی نظر نہیں کی تھی۔ پس کیا بہر سچ نہیں
 دو کہ وہ ان تمام دنوں میں درحقیقت ہاویہ میں رہا۔ اگر تم ایک طرف ہماری مشکوٰۃ
 دو کے الہامی الفاظ پڑھو اور ایک طرف اسکے مصائب کو جانچو جو اس پر وارد ہوئے
 دو تو تمہیں کچھ ہی اس بات میں شک نہیں رہے گا کہ وہ بیشک ہاویہ میں گرا ضرور
 دو گرا۔ اور اس کے دل پر وہ رخ اور غم اور بدحواسی وارد ہوئی جسکو ہم آگے عذاب کے کچھ
 دو کم نہیں کہہ سکتے۔ ہاں علیٰ نتیجہ ہاویہ کا جو ہم نے سمجھا اور جو ہماری تشریحی عبارت
 دو میں درج ہے یعنی موت وہ ابھی تک حقیقی طور پر وارد نہیں ہوا کیونکہ اس نے عظمت
 دو اسلام کی سبیت کو اپنے دل میں دھنسا کر الہی قانون کے موافق الہامی شرط سے فائدہ
 دو اٹھالیا مگر موت کے قریب قریب اس کی حالت پہنچ گئی اور وہ درد اور دکھ کے پار میں
 دو ضرور گرا اور ہاویہ میں گرنے کا لفظ اس پر صادق آگیا پس یقیناً سمجھو کہ اسلام کو
 دو فتح حاصل ہوئی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ بالا ہوا اور کلمہ اسلام اونچا ہوا اور عیسائیت
 دو نیچے گری۔ فالحمد لله علیٰ ذلک۔ (انوار الاسلام صفحہ ۷۷)

عبارت مذکورہ بالا صاف اور عریض طور پر اپنا مدعا بتلا رہی ہے۔ ایسی کہ کسی شرح یا حاشیہ
 کی حاجت نہیں عبارت النص ظاہر ہوتا ہے کہ آتھم ہاویہ میں گرا کیوں گرا؟ حسب مضمون
 پیشگوئی رجوع بحق نہ کیا ہو گا حالانکہ رجوع بحق کر چکا تھا جو پہلی عبارت مقتولہ سے ظاہر ہے۔ ہم
 مرزا جی کے درمیان علم اصحاب کو علمی طرز پر یہ تقریر سناتے ہیں تاکہ انکو مقتولی اصطلاح میں
 اس تہافت کا سمجھنا آسان ہو۔ مرزا جی کی عبارت کا مطلب علیٰ طریق القیاس الاستثنائی
 یوں ہے ان رجوع عبدالمدا لے الحق فہو باج من الہا ویتہ لکن رجوع فلیس باج
 مرزا جی کے اہل علم دوستو آج تک تو تمام اہل عقل کا اجماع تھا کہ وضع المقدم مستلزم
 وضع التالی و رفع التالی مستلزم رفع المقدم۔ آج کیا یہی منطقی ہے کہ

وضع المتقدم بتلزم رفع الثانی فابین التلزام کیا منطقی اصطلاحات میں ہی
تجدید تو نہیں کی ہو کیوں نہ ہو؟

امن از دیارک فی الدجی للرقباء | اذ حیث کنت من الظلام ضیاء

۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو موضع مدّ ضلع امرت سربس راتم کا مباحثہ ہوا فریق مرزائیہ
کی طرف سے مولوی سردار شاہ مباحثہ اُن سے ہی تناقض کا یہی ذکر کیا مجھے تو کچھ
خیال تھا کہ شاہ صاحب اسکا کچھ عالمانہ جواب دینگے مگر فوس کہ جو کچھ اُنہوں نے
جواب دیا اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے حق میں وہی مثل صادق ہے جو پڑھا لکھا
تہا تیار ایک دم میں سارا بھلا دیا۔ آپکی تحریر میرے پاس موجود ہے چنانچہ حرف بحرف اسکا
یہ ہے کہ عیداً و غیر ہے کہ رجوع ثابت اور رجوع کے ایام میں ہادیہ میں نہیں پڑا ہاں عدم
رجوع کے ایام اسی پندرہ ماہ کی مساد کے اندر وہ ہادیہ میں گر گیا غرض پہلے ۱۵ ماہ رجوع

کے ہیں اور دوسرے پندرہ ماہ عدم رجوع کے واقع میں کوئی تناقض نہیں اپنی سمجھ کا
تناقض ہے۔ اس پر میں نے بار بار پوچھا کہ پندرہ ماہ آپ نے کہاں سے نکالے ہیں پیشگوئی
تو ایک ہی پندرہ ماہ کی تھی دوسرے پندرہ ماہ کہاں سے آگئے جن میں وہ ہادیہ میں گرایا گیا
اسکا جواب مجھے باوجود امر کے کچھ نہ ملا۔ ملتا ہی کیا جبکہ مزاجی خود اس کے جواب کو دم بخود
اگر کسی صاحب کو پیشہ ہو کہ خدا جانے مزاجی کی عبارت ثابینہ کا کیا مطلب ہے کیونکہ ہو سکتا

ہے کہ رجوع بحق کرنے آتم کے پہر ہی وہ ہادیہ میں گرایا جائے تو صاف تناقض صریح اور
ادر تہافت قبیح ہے جو ادنیٰ عقل کے آدمی سے بھی بعید ہو۔ مزاجی تو ماشاء اللہ بڑا مصنف
ہیں۔ اگر الہامی نہیں تو ادنیٰ مصنف اور مناظر ہونے میں تو شک نہیں پُرکاشک ارد
کافر گرد۔ پہر بے صریح تناقض کے وہ کیونکر تکلم لگے تھے جو احمق سے احمق ہی نہ
کہے کہ جس چیز کا وجود کسی چیز کے لئے مانع ہوا اسکے ہوتے ہی وہ چیز متحقق ہو سکے
باوجود تسلیم کر لینے قاعدہ الحدو اما فردا و زوج کے پہر یہ کہنا الحدو فردو مع کونہ

لے مولوی سردار شاہ نے ہی موضع مدّ ضلع امرت کے مباحثہ میں یہی کہا تھا کہ مرزا باگل ہو کہ کہیں کچھ
کہے اور کہیں کچھ نہ مگر ہمارے خیال میں کہ مرزا باگل ہے بلکہ باگل گر ہے۔

ایک اور طرز سے

بھی اس پیشگوئی کی تکذیب ہوتی ہے کہ قاعدہ کلبہ جسکو مرزا جی نے ہی ازالہ اوہام صفحہ ۷۰ پر بڑے زور شور سے بیان کیا ہے اور حضرت مسیح کے دوبارہ نہ آنے کو اسی قاعدہ پر مرتب سمجھا ہے جسکا بیان اہل علم کی اصطلاح میں یوں کیا جاتا ہے کہ النبی اذا ثبت ثبت بلوازمہ یعنی جب کوئی چیز وجود پذیر ہوتی ہے تو اس کے لوازم اس کے ساتھ ہر میں جسکو مرزا جی کے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور اس کے ساتھ روشنی نہ ہو۔ صفحہ ۷۰ پر مذکور ہے بعد تسلیم اس قاعدہ عقلیہ کے ہم اس پیشگوئی کے لوازم کی پڑتال کرتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ مرزا جی نے ہی اس پیشگوئی کے کئی ایک لوازم بتلائے تھے۔ یعنی جو شخص مسیح پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آوے گی بھٹے اندھے سو جائے گے جاوینگے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔ پس ہم لازم اوں ہی کو دیکھتے ہیں کہ کہاں تک اسکا ظہور ہوا کچھ شک نہیں کہ سچوں کی عزت سے مراد مرزا جی کی اپنی اور اپنی جماعت کی عزت تھی۔ یہ اس پیشگوئی کے موقع پر جیسی کچھ ظہور میں آئی خدا دشمن کی ہی نہ کرے۔ ہر ایک قوم کی طرف سے ایک نہیں کسی کئی اشتہارات۔ اظہارات۔ رسالجات نکلے جن میں مرزا جی کی عزت اور ادبگت کے کلمات طیبات بہرے ہوئے تھے سب کو نقل کرنا تو قریب محال ہے اوں میں سے چند ایک بطور نمونہ ازخروار نقل کر کے باقی کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

اہالی امرت سر کی طرف سے جو اشتہارات نکلے تھے اوں میں سے ایک یہ ہے۔

”مرزا کا دیانی اور آنحضرت کی لڑائی میں اسلام کی صداقت“

إِنَّا نَحْنُ نَدْعُكَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ نَحْنُ فَظُونَا

آج ہم اس آیت کی تصدیق پاتے ہیں۔ کہ خدا اپنے دین اسلام کی کیسی تائید کرتا ہے جو لوگ اس دین کی آڑ میں ہو کر اس دین کو بگاڑنا چاہتے ہیں ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ چنانچہ مرزا کا دیانی کے ساتھ ہی یہی معاملہ ہوا کہ تمام مخلوق کی نظروں میں ذلیل در رسوا ہوا۔ کہ آہم امر تری

یا وجود پیرانہ سالی کے پندرہ مہینے کی مدت میں (جس میں کئی فصول ہفتہ ہی ہوتے ہیں) نہیں مرے۔ نہ صرف آہم بلکہ ایک اور صاحب بھی (جنگی موت کے بعد مرزا صاحب اسکی بیوی سے نکاح کرنا تھا جسکی مدت حسب شہادت شہادت القرآن مصنف مرزا صاحب ۲۰ اگست ۱۹۳۷ء کو پوری ہو گئی ہے) نہیں مرے۔

تھے دو گہری سے شیخ جی شیخی بہگارتے وہ ساری اُنکی شیخی جہڑی دو گہری کے بعد

کیا آج کوئی نہیں جو مرزا کا ساتھ دیوے۔ حکیم نور الدین کہاں ہیں۔ احسن صاحب کہاں ہیں۔ پنجاب گزٹ کے ایڈیٹر کہاں۔ ریاض بند کے نوجوان ایڈیٹر کہاں جو مارے خوشی کے پہولے نہ سماتے تھے کہاں۔ وہ سیالکوٹ کے محذ ور لکچر کہاں ہیں۔ خواجہ صاحب لاہوری کہاں ہیں بیچ ہے اور بالکل بیچ ہے ولو تقول علینا بعض الا قایل لاخذنا صدہ بالیمین۔ الخ

اہالی لدھیانہ نے جو اشتہار دیئے اون میں سے ایک دو یہ ہیں:-

قول صائب

بنائے بہ صاحب نظر کے گوہر خور اب عیسے نتوان گشت تبصیق خرمو چند

ارے خود غرض خود کام مرزا	ارے منخونان سرجام مرزا	غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو
رسول حق یا استحکام مرزا	سیح و مہدیے موعودین مرزا	بچھائے توئے کیا کیا دام مرزا
ہوا بحث نصائر میں باختر	میسحائی کا یہ اسخام مرزا	مہینے پندرہ بڑھ چڑھ کے گزری
ہے آختم زندہ اے ظلام مرزا	نری تکذیب کی شمس و قمر نے	ہوا مدت کا خوب اتمام مرزا
وٹو یا قادیان کا نام تو نے	کہیں کیا اسے بد و بدنام مرزا	کہاں ہوا اب بتری بیگونی
جو تھا شیطان کا الہام مرزا	اگر ہے کچھ بھی غیرت ڈوب	بغا ہراس میں ہو آرام مرزا
بشیر آیا تھا کیا کم کر گیا تھا	نرا اعزاز اور کرام مرزا	کیا تھا اسے تجھ کو زندہ درگوا
دیا تھا تجھ کو سخت الزام مرزا	دلیکن تو نہ آیا باز پھر بھی	یہ اس شوخی کا ہے انعام مرزا

نہ کہتا کہ اگر منہ پھاڑ کر تو سیہ رو ہو گا پیش عام مرزا بے سولی اور پچھانسی کا رکن پڑا کہ سلا بنی تمام مرزا کہا اسلاموں کے خلف پا کر سلف کو دوسرا بادشاہ مرزا برائین سے ٹھکے تو نے مسلمان نکھلے ترے چھپے احسان مرزا	نداست کانہ پتیا جام مرزا سزا ہی کم کو کم اتنی تو ہو گی رعایا کا نہیں یہ کام مرزا کہ اک بھائی ہر شہر بہشتیوں کا ہے کا ذنب خارج از اسلام مرزا زمین و آسمان تم میری تک کبھی ایسے بھی تھے ایام مرزا در تو بہ ہے واہ ہو جا مسلمان	گلے میں اب ترسے رسا پڑ گیا کہ ہو جا تجھے سر سام مرزا مسلمانوں سے تجھ کو واسطہ کیا اور اک ہجڑوں کا باندہ مرزا تو ہر اک نبی اربعل میں سے ترے وہ ٹل گئے احلام مرزا بجھد اسہ کہ چھپکر فتح و توضیح یہی سعدی کا ہے پیغام مرزا
--	---	--

ولہ ایضاً

غضب نہی تجھ پر شکر چٹھی ستمبر کی یہ گونج اٹھا امرت چٹھی ستمبر کی ذیل و خوار نہ امت چھپا رہی کرتا کہ جینا ہو گیا دوسرے چٹھی ستمبر کی سرخ ہندی کا ذنب نہ کہانی ملاحظہ کا وہ رہے چٹھی ستمبر کی	نہ دیکھی تو نے نکھر چٹھی ستمبر کی تیرے حریف کو فیروز پور سے لائی تیرے مریوں پر شکر چٹھی ستمبر کی سو برس کے تھے امیدوار سب کہ تیرے تھے گھر گھر چٹھی ستمبر کی یہ کا دیانی کی تذلیل کسے تھی ہنسا	ہر کا دیانی ہی جہو نام نہیں تم یہ ریل ہے جو تیرا غر چٹھی ستمبر کی یہ لودیانہ میں مرزا یوں کی تھاتی مرد اعرج و اعر چٹھی ستمبر کی ہر دوسرا شیل و میل و اسود مبادلہ کا انزگر چٹھی ستمبر کی
--	--	--

عیسائیوں کی طرف سے جو اشتہارات نکلتے انہیں سے ایک یہ تھا۔
ایسی مرزا کی گت بنائینگے۔ سارا لہام ہوں جائینگے پختہ ہر گت کا۔ پھر فرشتے کہیں نہ آئینگے

رسول قادیانی
کو
پھر الہام ہوا

نیو آہم شکر رسانی آجی	تو ہی ڈالینگے وہ نازک کلانی آجی	آہم اب نہ وہیں کر دیکھ لو انکھوں سے خود
-----------------------	---------------------------------	---

بات کت چہرے ہے اپنی پانی کی	کچھ کر و شرم و حیا تو کل اکٹام کیا	بات اب بنی نہیں کی بنائی کی
جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنا دیکھ	کون مگر پہلایہ کج ادائی آپ کی	جھوٹ میں باطن میں دھوکا دیا کی کوہی
بات کی ایک ہی سہنے نہ پائی کی	حق ہی صادق اور صادق کا سب الہام	ہو گئی شیطان ثابت آشنائی کی
ہو گیا ثابت سب ان سچ آپ کے	کر رہا شیکہ شہید ہائی کی	پتھر پتھر ہنسی شیطان تمہیں دینا
اوس کو کب منظر ہو کر دم جودائی کی	تم ہو اور اب ہو تمہارا پارغا	رات دن گزرا وہی ہو پیشوائی کی
ہم نہ کہتے تھو کہ شیطان کہا انویا	کس بلا میں سر دیو چاہی ہنسی کی	ہر طرف لستہ و پشکار اور دھکار
دیکھو کسی ہاک پر اجاں آئی کی	خوب ہے جبریل و الہام والا وہ	آہر و سب خاک میں کیسی ملائی کی
ہو کہا اب خدا جسا نہیں مانتا	کیسے کرنا نہیں شکستہ کی کی	اب تہا وہیں کہاں آپ کے پیرو
جو کھلی کوچوں میں کر دھوڑائی کی	کرتے ہیں عظیم جہنم کر دھوڑائی کی	ڈرم کچھ دہرے کچھ خوش فضا کی
آپنے خلقت کے بچے کا نکالا ہو پیر	جافنیں ہم یہ ساری پار صالی کی	کچھ کر خوف خدا گیا حشر کو دھوا
کام کسی نیکی یہ دولت کمانی کی	ڈھیلے و رہیش ہم ہی عالم میں ہو گئی	سب سبقت لیگی ہے جیالی کی
کر کر منہ لاکھو پر کیوں نہیں تو سوا	فیصلے کی شرط ہو مانی منائی کی	داڑھی سر اور موچہ بچنا بڑا دشوار
کر ہی ڈالیا حجامت اپنی مانی کی	آپ کے دعو و نکو باطل کر دیا حق و تہا	اب ہی تائب ہو اسی میں ہو ہلائی کی
اب ہم ہی فرصت ہے اگر پہنچے کی فکر	ہاتھ کب آئیگی یہ بہت گنوائی کی	سخت گمراہ ہو نہیں سمجھ کی نشان
راہ حق اور زندگی ہو گئی لائی کی	خانہ بالچہ ہو گا اور ہو گئے غمزدہ	ہو گئی اب ہی سچ ہو کر صنعائی کی

اب دام نہ کر اور کسی جا بچھائیے ۔ بس ہو چکی نماز مصلے اٹھائیے

ان اشتہاروں کی بھی چنداں حاجت نہیں مرزا جی خود ہی مانتے ہیں کہ پیشگوئی کے خاتمہ پر تمام مخالفوں نے خوشی منائی اور مرزا جی کی تذلیل میں کوئی کسر نہ چھوڑی چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں :- ”انہوں نے پشاور سے لیکر الہ آباد اور ممبئی اور کلکتہ اور دور دور کے شہروں تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کئے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخبار والے ان کے ساتھ خوش خوش اور ہاتھ میں ہاتھ ملا کر ہوئے تھے و سراج بیچتے تھے

پس مرزا یو ایوخذ الم باقرارہ پر غور کرو اور ادون دونوں کی عزت و ذلت کو سوچو کہ کس کے نصیب تھی بلکہ بسا ہی اگر تم سے کوئی شخص آیتم والی پیشگوئی کا ذکر کری تو تمہارے دل پر کیا کچھ ذلت اور ندامت کے خطرات گذرتے ہیں سچ بتلانا خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر بتلانا جس طرح عیسائی تئانیٹ پر گتنگو کرانے سے جی چرتے ہیں تم اس پیشگوئی کو ٹلانے ہو یا نہیں ہم یہ تو نہیں کہتے کہ تم بالکل ہی چپ چاپ جلتے ہو حاشا وکلا تم ایسے کہاں فوٹو گراف کیا اور آواز مدخلہ کے پورا پہونچانے سے غاشی کیا۔ ظاہر میں تو بہت کچھ کہتے ہو بلکہ اپنے پیر کی پوری وکالت کرتے ہو مگر ہمارا یہ سوال ظاہری مناظرہ سے نہیں بلکہ اندرونی کیفیت سے جسکو تم اور علیم بذات اللہ اور کوئی نہیں۔ فائیم۔

ایک اور طرح

بھی اس پیشگوئی کی تکذیب ہوتی ہے۔ مرزا جی اپنے الہام یا وحی یا نبوت اور رستہ کو انبیاء کے منہاج اور طرز پر بتلایا کرتے ہیں پس ضرور ہے کہ مرزا جی کی پیشگویاں ہی اسے آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔

۱۔ دیکھو۔ مرسالہ ضرورت الامام۔ تمام۔ مرزا جی کے ایک خاص حواری سیرجی سراج الحقی خط جو میاں محمد علی بنیاد سونف سونف ضلع گورداسپور کے نام پہونچا ہے۔ اس دعویٰ کی کہ مرزا جی کو دعویٰ نبوت ہے تو ضیح کرتا ہے۔ ”قرآن اور توریت اور انجیل اور زبور اور صحف انبیاء دنیا میں موجود ہیں یہ سب جن پر نازل ہوئیں وہ سب الہام کے مدعی تھے۔ یعنی یہہ کتابیں الہامی ہیں اور الہام الہی ہے۔ الہام اور وحی ایک ہی بات ہے۔ ہمیں سلف خلف سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ ہمارا امام منہاج نبوت پر ہے۔ سلف خلف کے منہاج پر۔ پس جس طرح انبیاء رسل پر وحی نازل ہوئی ہے اسی طور سے اس امام پر وحی نازل ہوتی ہے جسکو امام صاحب بطریق اصطلاح مروجہ الہام فرماتے ہیں۔ والسلام۔

خاکسار سراج الحق از قادیان۔ ۱۳ جولائی ۱۹۰۶ء

مرزا جی کے ایک حاشیہ نشین نے حافظ محمد یوسف صاحب ترمسری کو ایک خط میں لکھا ہے

انبیاء کی پیشگوئیوں کی طرح یہ ہوں ہم دعوت سے کہتے ہیں کہ جو پیشگوئی انبیاء علیہم السلام نے کی ہے فاسکروہ پیشگوئی جو بطور سختی کے ہر گئی اور سکاظہور ایسے طریق سے ہوا ہے کہ کسی موافق یا مخالف کو اس کے وقوع میں تردد کہی نہیں رہا۔ گو بعض جہال نے عناد سے اونکو ساحر مجنون۔ رمال۔ جفری وغیرہ کہا ہو لیکن اصل میں شک نہیں کہ ان کی پیشگویاں بالخصوص سختی سے کی ہوئیں تو ایسی وقوع پذیر ہوتی تھیں کہ اس کے وقوع میں مطلق تردد نہ رہتا تھا۔ مثلاً غلبہ روم کی خبر فتح بدر کی پیشگوئی وغیرہ چھوٹے قسم کی پیشگوئی ایسی نہیلی جیسے وقوع میں کفارت تک بھی متردد رہے ہوں۔ بخلاف اسکے آپ کی پیشگوئیوں کا یہ حشر ہے کہ غیر تو بغیر خود اپنے مرید اور فدائی مستعد ہی دل سے منکر بعض تو دایمی انقطاع کر جاتے ہیں اور بعض اپنی زبان کی بیخ سے کئی دنوں بعد شکل کچھ کچھ اپنی طرف تاکتے تاکتے لیاظ میں پسند کر فوٹو گراف کی طرح آپ ہی کی بولی بولنے لگ جاتے ہیں۔ اس جگہ ہم ایک معزز اور قابل شخص کے خط پیش کرتے ہیں جنکی بخت اور دلی اخلاص ہی اس رسالہ کی تالیف کے لئے ایک سبب ہے یعنی میاں محمد علی خاں صاحب رئیس مایر کوٹہ جو ادنیوں نے اس پیشگوئی کے خاتمہ پر بھیجے تھے جنہیں سے ایک یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولینا مکرم سلمکم اللہ تعالیٰ! السلام علیکم! آج، ستمبر ۲۱

کہ جن دلائل سے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانا ہے اور وہی دلائل سے ہم مرزا جی کا یہ موعود ہونا ثابت کرتے ہیں۔ ایسے حاشیہ نشینوں کی اغراض اور مبلغ علم سے ہم آگاہ ہیں اس لئے ایسے لوگوں سے مخاطب کرنا تو محض تضييع اوقات ہے لیکن فرمان خداوندی ان تبسل نفس الا یہ کہ لحاظ سے ان صاحب کو ہی اس طرز تقریر پر توجہ دلاتے ہیں کہ حافظ صاحب نے بلکہ ہم سب نے جن دلائل سے حضرت کو رسول اللہ مانا ہے وہیں سے ایک دلیل یہی ہے کہ آپ کی تمام پیشگوئیاں نمایاں طریق پر ظہور پذیر ہوئی ہیں پس اس مختصر تقریر کو ذہن نشین کرو اور اس جیسی لاؤ

۲۱ ستمبر ۱۳۲۱

اولئک ابائی فجدنی بمثلہم | اذا جمعتنا یا حریر اجماع

مرزا جی رسالہ اعجاز احمدی صفحہ ۲۴ پر اس خاکسار کو مخاطب کر کے خاص نوٹس دیتے ہیں کہ منہاج نبوت کو ملحوظ رکھ کر میری پیشگوئیوں کی پرتال کرو اسلئے میں یہی مرزا کو مطلع کرتا ہوں کہ آپ کی دلیل کہ منہاج نبوت یہی ہے یا اورو۔

اور پیشینگوئی کی میعاد مقررہ ۵ ستمبر ۱۸۹۹ء کو پیشینگوئی کے الفاظ کو پتہ ہو گیا
لیکن آپ نے جو الہام کی تشریح کی ہے وہ یہ ہے۔

”میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ یہ پیشینگوئی جہولی نکلے بیٹے وہ فریق جو خدا کے نزدیک
جہول پرست وہ ۱۵ ماہ کے عرصہ میں آجکی اینٹ سے یہ بڑا موت مار دیں نہ تو سب تو
ہر ایک سزا کے اٹھانیکے لئے تیار ہوں بھوکو زلیل کیا جاوے۔۔۔ دسیاہ کیا جاوے۔
سیرے گلے میں رستا ڈال دیا جاوے بھوکو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں
اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کہا کرتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کرے گا۔ ضرور مگر یہ ضرور کریگا
زمین و آسمان ٹل جائیں پڑوسی باتیں نہیں لگی۔“

اب کیا پیشینگوئی آپ کی تشریح کے موافق ہوئی ہوگی؟ انہیں ہرگز نہیں۔ بعد اللہ
آہتمم اب تک صبح و سالم سوچو رہا اور اسکو یہ ترسے موت ہاویہ میں نہیں گریا گیا۔ اگر یہ کہو
کہ یہ پیشینگوئی الہام کے الفاظ کے بموجب ہاویہ ہو گئی۔ ”جیسا کہ مراد اللہ تعالیٰ صاف بتا
لکھا ہے اور ظاہری معنی جو یکے گئے تھے وہ ٹھیک تھے۔“ اول تو کوئی ایسی بات نظر نہیں
آتی کہ جسکا اثر بعد اللہ آہتمم صاحب پر پڑا ہو۔ دوسری پیشینگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔

”اس بحث میں دونوں فرقوں میں جو فرق عمد گہوش کو اختیار کر رہا ہے اور پتہ خدا
کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بشارت ہے وہ انہیں دونوں مباحثہ کے لحاظ سے سنی
نی دن ایک ماہ یکے یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گریا جاوے گا اور اسکو سخت ذلت پہنچے گی۔
بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص رجوع کرے اور پتہ خدا کو ماننا شروع کرے اسکی
سے عزت ظاہر ہوگی۔ اور اسوقت جب پیشینگوئی ظہور میں آوے گی بعض اندھے سوچا
کئے جائینگے بعض لنگڑے چلنے لگیں گے بعض بہرے سننے لگیں گے۔“

پس اس پیشینگوئی میں ہاویہ کے معنی اگر آپ کی تشریح کے بموجب لئے جاویں اور صرف
ذلت اور رسوائی لیجائے تو بیشک تادی جماعت ذلت اور رسوائی کے ہاویہ میں گر گئی ہو
عیسائی مذہب سچا عیسائی مذہب اوسی حالت میں سمجھا جائے اگر یہ پیشینگوئی سچی سمجھی جائے
جو خوشی اسوقت عیسائیوں کو ہے وہ مسلمانوں کو کہاں مسلمانوں کو تو نہیں بلکہ مراد اللہ

شرمندگی اور بڑی شرمندگی ہوئی پس اگر اس پیشین گوئی کو سچا سمجھا جائے تو عیسیٰ
 ٹھیک ہے کیونکہ جہوٹے فریق کو رسوائی اور سچے کو عزت ہوگی۔ اب رسوائی مسلمانوں
 کو ہوئی۔ پیرے خیال میں اب کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ دوسرے اگر کوئی تاویل
 ہو سکتی ہے تو یہ بڑی مشکل کی بات ہے کہ ہر پیشین گوئی کے سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ لڑکے کی
 پیشینگوئی میں تفاعل کے طور سے ایک لڑکے کا نام بشید رکھا وہ مر گیا۔ تو اس وقت
 ہی غلطی ہوئی۔ اب اس معرکہ کی پیشینگوئی کے اصلی مفہوم کے نہ سمجھنے نے تو غضب
 دھوا دیا۔ اگر کہا جاوے کہ حدیس فتح کی بشارت دی گئی تھی۔ آخر شکست ہوئی تو اس
 میں ایسے شور سے اور قسموں سے معرکہ کی پیشینگوئی نہ تھی۔ اور اس میں لوگوں سے
 غلطی ہو گئی تھی۔ اور آخر پھر جو بخت ہو گئے تو فتح ہوئی۔ کیا کوئی ایسی نظیر ہے کہ اہل حق
 کو بالمتقابل کفار کے ایسے صیغ و وعدے ہو کر اور میاں حق و باطل ٹھیکر ایسی شکست ہوئی
 ہو جہاں تو اب اسلام پر شبیہ پڑنے شروع ہو گئے۔ لیکن الحمد للہ اگر اب تک جہاں تک
 غور کرتا ہوں اسلام بالمتقابل دوسرا دین کے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آپ کے
 دعاوی کے متعلق تو بہت ہی شبہ ہو گیا پس میں نہایت بہرے دل سے التجا کرتا
 ہوں کہ آپ اگر فی الواقع سچے ہیں تو خدا کرے کہ میں آپ علیحدہ نہوں۔ اور اس خم
 کے لئے کوئی مرہم عنایت فرمائیں کہ جس تشفی لگی ہو باقی جیسا لوگوں نے پہلے ہی مشہور
 کیا تھا کہ اگر یہ پیشینگوئی پوری نہ ہوئی تو آپ یہی کہہ دینگے کہ باوید سے مراد موت تھی
 الہام کے مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ براہ مہربانی بدلائل تحریر فرمادیں۔ ورنہ آپ کے ہلکے
 ہلاک کر دیا۔ ہم لوگوں کو کیا منہ دیکھائیں۔ برائے استفادہ نہایت دلی سچ سے یہ
 تحریر کر رہا ہوں۔ راقم محمد علی خاں۔

جو کچھ اس خط سے گہرا ہٹ اور بے چینی ثابت ہوتی ہے ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں
 علاوہ اسکے اس موقع پر میں زیادہ گفتگو کی ضرورت سمجھتی نہیں۔ مزاجی خود ہی اپنے
 اشتہار انعامی تین ہزار کے صحت پر پتے خاصوں کو جو پیشینگوئی کے صدق اور آہتم کے
 رجوع سے منکرانہ سوال کرتے تھے تسلی دیتے ہیں اور انجاہم آہتم کے صفحہ ۱۲ پر بعض کا

پہر جانا مانتے ہیں یعنی تسلیم کرتے ہیں کہ اس پیشگوئی کی وجہ سے بعض مرید برگشتہ ہونگے
 چونکہ آپ کو بھی اسکا اعتراف ہے لہذا ہمیں فہرست بتلانہ کی چندان حاجت نہیں ہماری
 غرض اس سے بھی جتنا کہ آپ نے اقرار کیا ہے ہو سکتی ہے کہ چونکہ اس طرز میں ہم اتنے
 ہی پہلو پر ہیں کہ پیشگوئی کا وقوعہ ایسے طرز اور طریق سے نہیں ہوا کہ مخالف - موافق سب کے
 ار کے وقوعہ کا یقین ہو تا گو بعد اس یقین کے مخالف بنی مخالفانہ طرز سے اور موافق
 اپنے مخلصانہ طریق سے اس کے وقوعہ کی تعبیر کرتے مگر یہاں تو غضب یہ ہے کہ پیشگوئی کے
 وقوعہ کا ہی یقین نہیں مخالفوں کو تو کیا ہوتا مخلصوں کو بھی یہاں تک تردد تھا بلکہ گمان
 غالب ہے کہ اب بھی ہو گا کہ اوپر قسم نہیں کہا سکتے ہونگے۔ مگر چونکہ ہم نے مرزاجی کی طرح ایک
 سال بہر کی پیشگوئی کر کے اس کے پیچھے دم نہیں لگائی اسلئے ہم اون سے حلف لینا نہیں
 چاہتے وہ اس امر پر دل ہی میں غور کریں۔ ہمارا مطلب تو مرزاجی کے اعتراف مذکور ہی
 حاصل ہے کہ یہ پیشگوئی مثل انبیاء کی پیشگوئیوں کے وقوع پذیر نہیں ہوئی کہ کسی مخالف یا موافق
 کو اس کے وقوعہ میں شک و شبہ رہتا کہ مخالف مانتے۔ مگر اس کے وقوعہ کے قابل ہوتے مثلاً
 آہم علی الاعلان مسلمان ہو جانا یا پندرہ ماہ کے اندر مرجانا۔ ہماری اس تقریر پر کہ سچی
 پیشگوئی وہ ہوتی ہے جس کے وقوعہ میں کسی دوست یا دشمن کو بھی شبہ نہ رہے۔ خود
 مرزاجی سر اج پند میں دستخط کر چکے ہیں جہاں لکھتے ہیں۔ ”اگر پیشگوئی نے الواقعہ ایک
 عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔“
 (صفحہ ۱۴) نعم الوفاق۔

اس پیشگوئی نے جیسا کہ دلوں کو مرزاجی کی طرف کھینچا ہے بیان راچہ بیان کیا
 کہ لینے کے دینے پڑ گئے تھے۔ کئی قسم کی مخالطہ آمیز تحریروں سے شکل بعض مریدوں
 کو مجالس میں یہ کہنے کی جرأت ہوئی تھی کہ آہم نے رجوع کیا ہے اسکا ہی کیا۔ اگر رجوع
 نہیں کیا تو قسم کیوں نہیں کہلاتا۔ حالانکہ وہ خود ہی دل میں جانتے تھے کہ آہم پر قسم
 کی کوئی صورت نہیں۔ دویم وہ قسم نہ کہنے کی وجہ شرعی بتلاتا ہے کہ انجیل سنیہ باب
 میں قسم سننے ہے۔ مگر ہمارے نزدیک اصل بات یہ ہے کہ مرزاجی کی ایک سالہ پیشگوئی کی

پتھر سے جو قسم کہلانے پر اوسکے پیچھے لوند کے طوق کی طرح ڈال کر لوگوں کی توجہ کامل ایک
 سوال تک پھیر کر دیتے تھے وہ اس سے بہاگنا تھا۔ وہ ہی آخر ٹپٹی رہ چکا تھا اوس
 اس قسم کے کئی ایک مقدمات طے کئے ہوئے تھے وہ جانتا تھا کہ مرزا جی کی یہ غرض ہے
 کہ چورس میں نہ جھوٹے سکے کے بخوبی کیا تھا وہ ایک سال تک ملتوی رہا اور اگر
 مرزا جی صرف قسم کی ریاست اوسے کہتے تو شاید انجیل متی باب کی کوئی تاویل
 سوچ کر وہ قسم کیا جاتا۔ رہا یہ کہ مرزا جی کو قسم دینے کا کیا حق تھا اسکا ذکر پہلے آچکا ہے

ایک اور طرے

یہی اس پیشگوئی میں تناقض ہے۔ مرزا جی نے آہم کار جوع تو عین جلسہ مباحثہ ہی
 ثابت کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ "اوس آہم نے عین جلسہ مباحثہ پر ستر ستر
 آریوں کے وہرہ اور حضرت علی علیہ السلام کو دجال کہنے سے رجوع کیا اور نہ صرف
 یہی بلکہ اوسے پندرہ بیٹے تک اپنی خاموشی اور خوف سے اپنا رجوع ثابت کر دیا۔" (کشتی نوح
 صفحہ ۶۔ عبارت مذکورہ بالا سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آہم نے جلسہ مباحثہ ہی میں
 وہ رجوع کر لیا تھا جسکے کرنے پر اوسے ہادیہ سپرد کرنا تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا کافی
 باوجود اوسکے رجوع اور سپرد رحم نہ کیا اور ناحق اوسکو ہادیہ میں ہی ڈال دیا جیسا کہ بالا
 صفحہ ۷ کی عبارت منقولہ ناظرین دیکھ چکے ہیں۔ پہلی طرز تناقض میں تو ہم فی ثبات
 کیا ہے کہ آہم کا ایک ہی فعل یعنی گہرانے اور سفر کرنے کو مرزا جی رجوع بتلاتے ہیں اور
 اور اوسے کو ہادیہ قرار دیتے ہیں جو حقیقی تناقض ہے جس میں موضوع ہی واحد ہے
 مگر اس طرز میں یہ نہیں اس میں فعل تو دو ہیں یعنی بقول مرزا جی دجال کہنے سے
 تو اوسکا رجوع ہے اور اپنی حفاظت کے لئے سفر کرنا اوسکا ہادیہ ہے رواہ رسے روحانی
 مسیح تیرا سب ہی کچھ روحانی ہے) جس پر ایک انی سمجھ بوجھ کا آدمی ہی سوال کر سکتا ہے
 کہ اگر آہم نے جلسہ ہی میں رجوع کر لیا تھا تو پھر وہ ہادیہ سے کیونکر بچا نہ رہا حالانکہ بقول
 مرزا جی وہ پندرہ بیٹوں تک اوس رجوع پر ثابت قدم ہی رہا جیسا کہ آپ صفحہ ۶ کی
 عبارت بالا عبارت میں لکھ چکے ہیں۔

ایک اور سوال | پہلا مرزا جی اگر آہتم نے جاسپی میں شتر آدمیوں کے سامنے
 دجال کہنے سے توبہ کی تھی اور یہی اور نکار جو ہوا اور اسی بنا پر پیشگوئی ہی تھی تو پھر
 آپ نے اویس وقت اپنی بچائی اور سیحالی کا ثبوت کیوں نہ دیا کیوں نفاق اور
 روز بد کا انتظار کیا جس کا وہ گزرنے سے روٹ گئے کھڑے ہوتے ہیں جس کا حق نقض تھا
 غضب تھی تجرپہ سنگ چٹھی ستمبر کی یہ مذہبی تو نے نکل کر چٹھی ستمبر کی
 اور کیوں نفاق طول طویل اشارت میں فضول جھگڑا بڑھایا اور قسم کھائی بت پرست بچائی
 کیوں نہ ادھنی شتر سوز آدمیوں کو گواہی میں پیش کر دیا جس کے رو بہ واد سے رجوع
 یا توبہ کی تھی بلکہ اویس وقت تو اس واقع کا ذکر تک نہ کیا۔ اور آج آٹھ نو سال بعد یہ منہ بولا
 مرزا جی کی عیسیٰ کی سی کوئی حد ہے؟ پندرہ ماہ میں جب آہتم نے مرا تو اس کو بھی
 تو رجوع کون سے ملزم ٹھہرایا۔ اور کبھی ہا وید میں پوچھایا۔ اور پیشگوئی سے بعد قریباً
 آٹھ ماہ مرا تو تو ہی اپنی پیشگوئی کی تصدیق تبلا لکھے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-
 " چونکہ طرہ عبد احمد آہتم صاحب ۱۴ جولائی ۱۸۹۹ء کو بنگالہ فیروز پور فوت ہو گئے ہیں "
 " اسلئے ہم قریب صدمت سمجھتے ہیں کہ سبک کو وہ پیشگوئیاں دوبارہ یاد دلایا "
 " اور جن میں لکھا تھا کہ آہتم صاحب اگر قسم نہیں کھائے گئے تو اس انکار سے جو انکا اصل "
 " مدعا یعنی باقی ماندہ عمر سے ایک کافی حصہ پانایہ از نکو برگز جاہل نہیں ہوگا۔ بلکہ انکا "
 " بعد جو انکی پیما کی علامت ہے جلدی اس جہان سے اٹھائے جائیگے چنانچہ "
 " ایسا ہی ہوا۔ (انجام آہتم) صفحہ ۱۔

کیا یہ عجیب نئی منہق ہے کیا مرزا جی آپ نے کہیں حکم کا قول رولوا لاجتہاد بطلت الدینا
 تو نہیں سن لیا کہ تمام یہاں کے لوگوں کو اسی ذیل میں سمجھ بیٹھے ہیں۔ غضب کی بات
 کر یہ کیا پیشگوئی ہے کہ ایک ٹر ہے شتر سوز کی یا بہت جو پندرہ ماہ سے پیشکل بجا ہو گیا
 نسبت ایسی ہے کہ پیشگوئی کی جاسکے کہ وہ جلد مر جائے گا کیوں نہ صحیح ہو گیا
 دنوں ایک پندرہ تنہی نے مرزا جی کی طرح چند پیشگوئیاں شتر سوز کی تھیں تو ان پر جان کر
 مراد آباد کے زندہ دل پندرہ ستمبر ۱۹۰۰ء کے تھے جس میں تھا کہ وہ جلد مر جائے گا

بڑی تہیں جن میں سے ایک یہ تہیں کہ پندت جی رولی کہا میں گے تو تفسیر
اوس کے خلق سے اتر کر مدے میں جا کر بگاڑا۔ صبح پانچ بجانے جا میں گے تو پانچ بجانے کے ساتھ ہی
از نکا پیشاب ہی نکلا گئے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

تہیک اس طرح مرزا جی کی پیشگوئی ہے کہ عنقریب آقہم مرزا بیگما۔ غالباً اگر آقہم
کئی سال ہی زندہ رہتا تو مرزا جی اس پیشگوئی میں جھوٹے نہ ہوتے اور گمان غالب
کہ آیت اِنھُمْ یَرَوْنَہُ لَیْسَ اَوْ نَرَاہُ قَرِیْبًا پڑھ دیتے۔ ایسی پیشگوئی پر بحث
کرتے ہوئے ہیں جیسا آتی ہے کہ ہم کیا کہیں جس شخص نے فاضل ماشتت ہی پر
عمل کرنے کا عزم یا مجرم کر لیا ہو اور جس کا یہ قول ہو کہ۔ "قاضی نے ہرالی میں ہار لی"
اوس سے ہم کیونکر پوچھ سکتے ہیں لیکن اتنی گزارش کرنے سے نہیں چرک سکتے
کہ جس صورت میں قسم کہا ہے پر آقہم کو ایک سال تک مہلت دی جاتی تھی تو بغیر قسم کہا ہے
ہی وہ سال کے اندر ہی کیوں مر گیا۔ اس سے تو صاف سمجھیں آتا ہے کہ قسم کہا کر ہی
اگر ایک سال کے اندر مرنا تو قسم کا نتیجہ نہ ہوتا بلکہ یہ معلوم ہوتا کہ اوسکی موت کا یہی وقت تھا۔

تعب ہے کہ حسب تحریر سراج منیر صفحہ ۱۰۷۔ اندر من مرزا آبادی نے اپنی پیشگوئی سے
اعراض کیا اور بعد اعراض بقول آپ کے کچھ عرصہ کے اندر فوت بھی ہو گیا اسکی نسبت

آپ نے یہ شہرہ نہ کیا کہ میری پیشگوئی کے مطابق مرزا لیکن آقہم کے ایسے گلے پڑے کہ قبر
تک بھی اوسکو دیکھنے گئے۔ کیا رَا لَہُمْ کَلِمَہُ التَّکَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمْ اَلْمُتَخَافِیْنَ کے معنی ہو
جہاں تک ہم سے ہو سکا اس پیشگوئی کے متعلق ہم نے بہت ہی اختصار سے کام لیا

ورنہ ستمبر ۱۸۷۹ء سے تو مرزا جی کا کوئی رسالہ یا اشتہار اس کے ذکر سے خالی نہیں
لیکن شکر ہے کہ مجز چند مقامات کے جن میں کچھ پہلی تحریر پہلی تحریر سے متعارض اور متضاد
ہے۔ باقی کل رسائل اور اشتہارات قریب قریب ایک ہی مضمون کے سب پر ہے
ہیں جو سلطان القلم کی سلطانت پر دلیل قلع اور برہان سلط ہے۔

۱۔ یہ ایک حدیث کا کلام ہے جس کے پورے الفاظ یہ ہیں:۔ اِنَّ مَا اَدْرَاکَ اَنْ اَسْ
مِنْ کَلَامِ النُّبُوۃِ اِذَا لَمْ تَسْتَحِیْ فَاَصْنَعْ مَا شِئْتَ۔

اگر رے ایسے خن پہ یہ بے نیازیاں | بندہ نواز! آپ کسی کے خدا نہیں

اس پیشگوئی نے مرزا جی کو ایسا حیران کر رکھا ہے کہ بلا بساغذا وہ نہیں کہتے کہتے
یہ تمیز بھی نہیں رہتی کہ میری آواز کدھر سے نکل رہی ہے آج تک باوجود کامل نو سال گزر
جانے کے وہ سخت حیرانی میں ہیں رسالہ ہذا کے طبع اول سے بعد کی تحریروں
پہلی تحریروں سے ہی زیادہ مزید ہیں آپ کشتی نوح کے صفحہ آخر پہنچیں کہ
پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدے کے رومے
جھوٹا ہے وہ پہلے مرگیا سو وہ راتہم بجہ سے پہلے مر گیا کیا ہی احمقوں کی آنکھوں میں
مٹی کا سرمہ ڈالا ہے مرزا جی کی اس بات کے ہم ہی قایل ہیں کہ لوگوں کی جیب کترنے
میں آپ کو کمال ہے۔ دیکھئے تو کس ہوشیاری اور صفائی سے لکھا ہے کہ میں کہ
پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ جھوٹا ہے مرگیا۔ ناظرین درق اور ٹاکر پیشگوئی کے الفاظ
بغور پڑھیں کہ ان میں کوئی بھی ایسا لفظ ہے جس کے یہ معنی یا اشارہ ہو کہ جھوٹا ہے
سے پہلے مرگیا۔ بڑے مزے کی بات ہے کہ پیشگوئی کے متصل کی عبارت جس میں متو
کا لفظ ہے اس کی تویہ تاویل کی گئی کہ ہماری تشریح تہی اصل الہام کے الفاظ نہ تھے
اگر وہ غلط ہو گئی تو بلا سے ہمارا ذمہ غلط ہو تو ہوا الہام غلط تو نہ ہوا۔ بقول شخصے ”مگر کا
تمام اسباب جلا سوجھا چوبوں کا پنجرہ تو سلامت رہا۔ مگر یہاں پر کس آیت تاب
فرما رہے ہیں کہ پیشگوئی میں یہ بیان زناظرین بیان کے لفظ کو دیکھئے اور مرزا جی
کے ہاتھ کی صفائی کی (ادریکے) تھا کہ جھوٹا ہے سے پہلے مرگیا گو پانچدہ مہینوں
کی کوئی تحدید ہی نہیں چہ خوش سے

کیونکہ مجھے یاد رہو کہ ایسا ہی کرینگے | کیا وعدہ وہ نہیں کر کے مکرنا نہیں آتا

آخر اس بحث کے ہم اپنا خیال مرزا جی کی نسبت کچھ ظاہر نہیں کرتے بلکہ اونہی
کے فرمودہ پر ایمان رکھتے ہیں کہ

”اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک
” جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آجکی تاریخ سے بسزا کرے “

" موت ہاوی میں نہ پڑے تو میں ہر ایک قسم کی سزا اٹھانے کو "
 " تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے روسیہ کیا جائے۔ "
 " میرے گلے میں رستہ ڈالا جائے۔ اور تمام شیطانوں اور "
 " بدکاروں اور احمقوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو ورنہ مقتدی "
 " کہئے مرزا جی! ہم آپ کے کیسے پتے مقتدی کہ جن لفظوں میں آپ نے ہکواہا "
 " سکھایا ہے ہم اوپر لیے جے ہیں کہ بس بس۔ کیا کوئی آپ کے مصنوعی مریدوں میں ہے "
 " جو ہمارا مقابلہ کرے۔ یاد رکھو۔ "

چہرہ ساشاقی جہاں میں کہیں پاؤ گے نہیں | گرچہ ڈھونڈو گے پھر اس طرح نہ پایا لیکر

دوسری پیشگوئی

پنڈت لیکھرام کے حق میں

اس پیشگوئی کے متعلق اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو مندرجہ ذیل ہے :-

لیکھرام پشوری کی نسبت ایک پیشگوئی

واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۲ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل
 کیا گیا تھا۔ اندر من مرقع آبادی اور لیکھرام پشوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر
 وہ خواہشمند ہوں تو ان کی قضاء قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شامل کی جائیں۔ سو اس
 اشتہار کے بعد اندر من نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا لیکن لیکھرام
 نے بی دیر سے ایک رٹ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو
 شائع کرو میری طرف سے اجازت ہے سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اسے حیرانہ
 کی طرف سے یہ اہام ہوا جلی جسد لہ خوار۔ لہ نصیب و عذاب یعنی
 یہ صورت ایک سیریلن کو سا ہے جس کے اندر سے مکروہ آواز کل رہی ہے۔ اور اس کے

لئے ان گستاخوں اور بدزبانوں کے عوض میں سزا اور بیخ اور عذاب تھوڑا ہے جو ضرور اس کو ملے گا اور اسکے بعد آج جو ۲۰ فروری سنہ ۱۳۹۷ء روز دوشنبہ جو اس عذاب کا وقت معلوم کر نیسکے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے ہمیں ظاہر کیا کہ آجکی تاریخ سے جو ۲۰ فروری سنہ ۱۳۹۷ء ہر چہ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزائیں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدیدیں مبتلا ہو جائیگا سوا ب میں اس پیشگوئی کو شریع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آجکی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا بقائے کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک نہ کہے بھگتے کے لئے ظہار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رتہ ڈال کر کسی سوئی پر کھینچا جائے اور باوجود سیر اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام سوالوں سے بڑھ کر سوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں یہ رسالہ پیر صفحہ ۱۱۔

اس کا جواب

اس اشتہار میں صاف قوم کو کہ پٹت لیکھرام پر کوئی خرق عادت عذاب نازل ہو گا جن الفاظ پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ ان میں کوئی لفظ بھی ایسا نہ ہے کہ اس سے یہ مفہوم ہو سکے کہ لیکھرام کے مرتے کی پیشگوئی ہے بلکہ خارق عادت عذاب کی ہے جو زندگی کو مستلزم ہے موت اور خصوصاً ایسی موت کو جیسی پٹت لیکھرام پر اتنی ہیبت ناک عذاب کہ نہ مزاجی کا ہی کام ہے۔ پس اس اشتہار کے مطابق تو فیصلہ بالکل آسان ہے کہ پٹت لیکھرام بموجب تحریر مزاجی کسی خارق عادت عذاب میں مبتلا نہیں ہوا بلکہ ایک شخص کے مرے ایسی روایات ملتا ہوتی ہیں یہ نہ تو کوئی پٹت کا عذاب ہے اور نہ ہی خرق عادت موت۔ ہاں مزاجی نے یہ کہہ کر اہل تصادقین میں ایک اہم لیکھرام کی موت کا ہی روح کیا دیا ہے جس کے مختصر الفاظ ہیں :-

فیشر فی ربی موتی فی سست سستہ یعنی خداوند نے مجھے بشارت دی کہ وہ چوبیس سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ "اچھا بچہ وہ چھری سے مارا گیا۔"

اس کا جواب آپ کے قاعدہ پر تو بالکل سہل ہے کہ اصل الہام میں جو لیکھرام کی بابت شائع ہوا ہے موت کا لفظ نہیں بلکہ صرف خرق عادت عذاب کا ذکر ہے۔ اگر کہیں کہ الہام بھی تو میرا ہی ہے پھر یہ کیا انصاف ہے کہ میرے ایک الہام کو دوسرے الہام کی تفسیر یا توضیح نہ بنایا جاوے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ہی نے سکھایا ہے کیا آہتم کے حق میں بعد اظہار اصل الہام آپ نے اپنی لفظوں میں تشریح نہ کی تھی جبکہ ہم نے اسی کتاب کے صفحہ ۱۱ پر اسی کتاب کرامات الصادقین کی عبارت نقل کی ہے جس میں یہی لفظ ہے فلشحنی ربی بعد دعوتی بموتہ پس جس اصول سے آپ نے اصل الہام کے بعد کی تشریح کو آہتم کے متعلق داخل الہام نہیں بتایا حالانکہ حکام سے کہی تھی اسی اصول سے ہم آپ کی

۱۵ لیکھرام نے کہیں مرزا جی کو "بجیب الدعوات" لکھ دیا تھا تو مرزا جی نے رسالہ استغفار کے صفحہ ۶ پر اس کی وہ تہائی کر او کے حق سے بھی زیادہ مگر تعجب ہے کہ آپ ایسے مدعی الہام اور فصاحت و بلاغت کے سببان ہو کر ایسی غلطی کریں پھر کس عبارت میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوئی ہو جس غلطی کو "مخو میر" پڑھا ہو طالب علم ہی بخوبی سمجھ سکے یعنی سند سند ہم اس غلطی کی وضاحت نہیں کرتے۔ مرزا جی اور ان کے حواریوں کو شبہ ہو تو حکیم نور الدین یا اپنے فاضل امروہی سے پوچھیں۔ یا اگر ہمارے کسی شاگرد سے استفادہ کریں۔

کاش ایک ہی مقام پر یہ عبارت اس طرح ہوتی۔ جہاں کہیں یہ عبارت منقول ہے اسی طرح مذکور ہے۔ شاید مرزا جی یہ غلط کریں کہ میرا کیا تصور ہے خدا نے ایسا ہی کہا وہ جس طرح چاہے کلام کرے وہو علی کل شے قدير اگر یہ کہیں تو ہمارا ہی اس پر صاف ہے

۱۷ میرے خیال میں یہ لفظ یوں چاہتا تھا۔ فی سست سپن کیونکہ تین سے دس تک تیز جمع مجرور ہوتی ہے جیسے قرآن شریف میں ہے تذرعون سبع سنین ذابا۔

نیاز مند علم الدین کاتب ادنیٰ تلمیذ مولانا مصنف ۱۲

اس تشریح کو داخل الہام نہ سمجھیں گے اور یقین کرینگے کہ موت صرف آپ منصب
ہے داخل الہام نہیں۔ بتلایئے اسکی کوئی وجہ ہو کہ آپ پہنچے ہی مقرر کردہ اصول سے
کیوں منحرف ہوں پس نتیجہ صاف ہے کہ لیکہرام کے حق میں جو خرق عادت عذاب کا
الہام بناوہ غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ وہ مرگیا عذاب میں نہیں ہیں۔

اور اگر ہم ہی اس عبارت مندرجہ کرامات الصادقین کو ادنیٰ معنی میں سمجھیں
جن میں مرزاجی اسکو لے رہے ہیں تو کچھ شک نہیں کہ یہ موت جو چھ سال کے اندر
ہونے والی تھی اسی خرق عادت اور رعب دار اور ہیبتناک عذاب سے ہونی
چاہیے تھی کیونکہ پہلے اشتہار میں یہ قید لگائی گئی ہے جو کسی طرح منسوخ نہیں ہو سکتی۔ لیکن
جب ہم دیکھتے ہیں کہ لیکہرام ایک ایسی موت مرا ہے جس سے عموماً لوگ مر تے ہیں اور
انکی موت کو کوئی خرق عادت نہیں جانا جاتا۔ اور تو اور ایک نہاٹے کالے پانی میں ایسا
بند اسی چھری کے تھکا ہوئے تھے۔ تھوڑے روز ہوئے شہر لاہور کے انارکلی بازار میں
ایک دانی سے فقیر نے ایک سکنڈ میں ایک انگریز کا چھری سے خون کر دیا چند ایام کا
عرصہ ہوا ہے کہ ہمارے بازار میں لوگوں کے چلتے ہوئے ایک ہندو نوجوان لڑکے کا
اوسکے کسی حریف نے چھری سے کھم کام کر دیا۔ پھر لطف یہ کہ ہاتھ ہی نہ آیا۔ پٹری اور پٹا
میں تو آئے دن ایسی داروائیں دن دن ہارے ہوتی ہیں۔ غرض اسی قسم کے واقعات
سینکڑوں نہیں ہزاروں لاکھوں پولیس کی رپٹوں سے مل سکتے ہیں۔ مگر لطف یہ
ہے کہ ایسی موتوں کو کوئی ہی خرق عادت نہیں کہتا۔

مرزا میو اختر عادت کے بھی متھے ہیں کہ اس قسم کے واقعات ہر روز ہوتے ہوں اگر
یہی معنی ہیں تو ہم مانتے ہیں کہ تمہارا پیر شخص تیرے اور لوہا ڈولنے میں کامل ہے ہر کہ
شک آرد کافر گردد۔

مرزاجی نے اس پیشگیولی کے متعلق ایک اور کمال کیا ہے جس سے ہمیں ایک بزرگ

مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب لوی کہا کرتے ہیں کہ مرزا کو خدا پر ہی ایمان نہیں۔ کیونکہ جس شخص کو
خدا پر ہی ایمان ہو وہ ایسی جرات سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو یہی امر سر
میں مولوی صاحب موصوف سے میں نے یہی مضمون سنا۔ اسی کلام کی طرف اشارہ ہے

کلام کی تصدیق ہوتی ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ مزاجی قرآن شریف کے معانی اور مطالب
 ہی کو نہیں بلکہ کتب سابقہ کو ہی اپنی سن گہریت تاویلوں کی تابع کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ
 در یہ البام کہ عجل جسمہ لد خوار۔ لد نصیب و عذاب یعنی البام کو سالہ سا
 در ہے۔ اور اوسے کو سالہ کی طرح او سکون عذاب کا یہ نہایت پر معنی البام ہے جو سالہ سا
 در کی مشابہت کے پیرا میں نہایت اعلیٰ اسرار غیب کے بیان کر رہا ہے۔ منجملہ ان کے ایک ہے
 در کہ گو سالہ سامری یہودیوں کی عید کے دن میں ٹکڑے ٹکڑے کر گیا تھا جیسا کہ تورات
 در خروج باب ۳۰ آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ ہے: "ہارون نے یہ کہہ کر مرنے لگا
 در کی کہ کل خداوند کی عید ہو" سو ایسا ہی اسلامی عید کے دن کے قریب ہے ۶ رماچ ۱۸۹۶ء
 در کو لیکر اتم قتل ہوا"

اس بیان میں مزاجی نے یہ چالاکی کی ہے کہ تورات کے حوالہ سے ثابت کرنا چاہا ہے بلکہ
 اپنے خیال میں کہہ رہی دیا ہے کہ گو سالہ سامری عید یہود کے روز مارا گیا مگر جب ہم مزاجی
 کے بتلائے ہوئے مقام کو دیکھتے ہیں تو وہاں اسکا ذکر ہی نہیں پاتے بلکہ جس عید کو اپنے
 گو سالہ سامری کے فیج ہونیکا دن لکھا ہے وہ دن اوسکی پرستش اور سوختنی قربانیوں کے
 چڑھاوے کا تھا اس سے بعد حضرت موسیٰ کو جوابی پہاڑ ہی پر نئے خدا تعالیٰ کے
 بتلانے سے خبر ہوئی تو وہ آئے انکے واپس گئے میں ہی کئی روز لگے جنگ و جدوجہد مقام
 مذکور کی کیتقد رعبات ہم نقل کر کے باقی کیلئے ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ
 خود ہی مقام مذکور یعنی خروج ۳۲ باب کی تم۔ آیت اخیر تک پڑھیں۔ وہ یہ ہے۔
 وہ اور اوس نے اون کے ہاتھوں سے لیا اور ایک پتھر اڑھا ل کر اوس کی صورت
 وہ دکا کی بتیار سے درست کی اور اونہوں نے کہا کہ اے اسرائیل یہ تمہارا مہبود
 در ہے جو تمہیں مہر کے ملک نکال لایا اور جب ہارون نے یہ دیکھا تو اس کے
 در آگے قربانگاہ بنائی اور ہارون نے یہ کہہ کر مرنے لگا کہ کل خداوند کے لئے عید
 در اور وہ صبح کو اوتھے اور سوختنی قربانیاں چڑھائیں اور سلامتی کی قربانیاں

۱۰ ناظرین! یہی عبارت صحیحہ غت بود کر کے نقل کی ہے۔ بغور دیکھئے

۱۱۔ گذرانیں اور لوگ کہانے پیٹنے کو بیٹھے اور کہنے کو اوٹھے۔ تب خداوند
 ۱۲۔ موسیٰ کو کہا کہ اتر جا کیونکہ تیرے لوگ بنوئیں تو مصر سے پھڑالا یا خراب گئے
 ۱۳۔ رہیں وہ اس راہ سے جو میں نے فرمائی تھی کہ یہاں سے نہیں اور انہوں نے اپنے
 ۱۴۔ لئے ڈھالا ہوا پتھر اٹھایا اور اس سے پہچان لیا کہ اس کے لئے قربانی کیج کر کے کہا
 ۱۵۔ کہ اسے اسرائیل پر تیار اور تیار رہیں مصر کے ملک سے پھڑالا یا۔ پھر خداوند
 ۱۶۔ نے موسیٰ سے کہا کہ میں اس قوم کو دیکھتا ہوں کہ ایک گروہ کش قوم ہے
 خروج ۲۲ باب کی ۴ سے ۱۰ تک۔

یہ عبارت اپنا مطلب بتلانے میں صاف ہے مگر نہیں معلوم مرزا جی کا قرآن شریف
 پر تو کوئی حق شغف ہی تھا یا نہیں پر کیا ہے؟ نہیں نہیں میں نے غلط کہا آخر میں نے ہی تو آپ کی
 خبر بتلائی ہے؟ مرزا جی کے مقرر ہوا اس علم اور سمجھ و دیانت پر ہی اور کو مجھ و اور
 حکم مانتے ہو اور نامہ کم احلام کم بھلا اور انتہی قوم طاغون، ہاں اگر ہم اس فقرہ
 عجل جسد لہ خوار کو آپ کی تکذیب پر گواہ بنانا چاہیں تو بنا سکتے ہیں کیونکہ با
 صبح مفہوم اور عرف عام اہل اسلام اس سے سمجھا جاتا ہے کہ ایک ہرام بقرہ عید کے دن
 میں قتل ہوگا مگر وہ ہوا تو عید الغفر کے دنوں جو گائے اور گوسالہ کفر سے ہونے کے
 دن ہی۔ نہیں مرزا جی! ہاتھ لاؤ سنا دیوں کیسی کہی۔

مرزا جی نے اس پیشگوئی کے متعلق کئی ایک الہام ایسے بتلائے جنکا پہلے سے علمی
 نہ تھا ہکو تو کیا ہی ہوتا خود مرزا جی کو ہی ہونگا جسکی تشبیل بالکل اس بے ایمان عطار کی سی
 ہے جو ایام بیماری میں ایک ہی بوتل سے ہر ایک قسم کے شربت ویدیا کرتا ہے گو چند
 شربتوں کو وہ پہلے سے ذہن میں سوچ لیتا ہوگا کہ یہ یہ شربت اس بوتل سے نکالوگا
 مگر بعض خریدار ایسے شربتوں کے ہی آجاتے ہیں جو اس کے ذہن میں اس وقت نہ ہوتے
 ہونگے لیکن وہ عیار اسی بوتل سے سب کو بنا دیتا ہے یہی حال مرزا جی کی پیشگوئیوں

۱۔ دیکھو انجیل متی ۲۲ باب آیت اس مقام کو مرزا جی اپنے حق میں مان چکے ہیں دیکھو
 رشتی نوح، صفحہ۔ مگر ناظرین مقام مذکور ملاحظہ کر کے فیصلہ کریں کہ ہماری مراد صیح ہے یا مرزا جی۔

کا سبب آپ فرماتے ہیں -

” اگرچہ خدا تعالیٰ کی کلام کے بارے میں بصیرت جانتے والے کو سالہ سامری کا نام “

” رکھنے سے اور پھر اس عذاب کا ذکر کرنے سے مجھہ سکتے تھے کہ غروب ہو کہ لیکھرام “

” کی موت ہی اپنے دن کے لحاظ سے گو سالہ سامری کی تباہی کے دن سے مشابہ “

” ہوگی مگر یہ خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں اس اجمال پر اکتفا نہیں کیا بلکہ صریح “

” لفظوں میں فرمادیا کہ ستعریف یوم الیعد اقرب یعنی لیکھرام کا واقعہ “

” قتل ایسے دن میں ہوگا جس سے عید کا دن ملا ہوا ہوگا اور یہ پیشگوئی کہ عید کے “

” دن کے قریب لیکھرام کی موت ہوگی۔ الخ استغنا ص ۲۱ “

مرزا جی کے لشکر کی روٹیاں کہاں بنوائے یا اونکے بیعلیم کج فہم مرید تو کا ہیکو پوچھیں گے

جو نوٹو گراف کی طرف سنی سنائی عبارت کو تمام و کمال پہنچانا ہی فرض جانتے ہیں

اور اس میں سوال کرنا۔ وہ ہر کہ شک آرہا کہ گردہ کے برابر سمجھتے ہیں مگر ہنہ تو

یا تو لکھ بھالو قسم ہوا انتہو ولا ایا علیکم کی حدیث سنی ہوئی ہے اسلئے جو بہت بے فائدہ تھا

ہم مرزا جی کی توہل کے تمام شہرتوں کا پتہ اور ماہیت اور اجزا معلوم نہ کر لیں ہیں کیونکہ قصیدہ

یہ مصرع جس قصیدہ کا ہے وہ گرامات الصاوقین کے صفحہ ۵ پر مرثوم پر

جس میں لیکھرام کا کہیں نام و نشان نہیں بلکہ اس کے لکھتے وقت مرزا جی کو یہی

اسکا خواب و خیال نہوگا ہم ناظرین کی تسلی اور مرزا جی کی توہل کی پرتال کرنیکو

اس قصیدہ میں سے چند اشعار نقل کرتے ہیں جن سے اس مصرع کے معنی اور

سیاق و سباق معلوم ہو جائیگے۔

و تکفہن هو من وقت نب

الا ایھا الواشی الام تکذاب

فان لیما انت ام ان عقری

والیت ان مسلمہ تکف

الا انتی امرد و انت تلعب

الا انتی بروانت مذهب

۱۰ یہ ایک حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں ذکر ہے کہ اخیر زمانہ میں کذاب لوگ پیدا ہوں گے

وہ ایسے سائل تم کو سنائیں گے جو نہ تمہارے سلف نے سنے ہوں گے۔

الا نفي في كل حرب غالب فذكرني بما زودت فالحق يغلب
 وبشرني ربي وقال مبشراً! ستعرف يوم العيد والعيد اقرب
 ونفعني ربي فكيف امر د وهن اعطاء الله والمخلوق يعجب
 وسوف ترى ان صدق مؤيد ولست بفضل الله ما انت تحسب

اشعار مذکورہ صاف بتلا رہے ہیں کہ یہ کلام کسی ایسے شخص کے جواب یا خطاب میں
 ہے جو مرزا جی کا کفر ہے یعنی خود سلمان ہے اور مرزا کو کافر کہتا ہے اور سکومرزا جی ڈوانٹ
 بتلاتے ہیں کہ تو بچیا ہے پچھو ہے میں نیک ہوں تو ملع ساز ہے میں شیر ہوں تو لونہری
 ہے۔ میں ہر ایک لڑائی میں غالب ہوں مجھے خدا نے بشارت دی اور کہا ہے کہ تو
 عید کو پہچانے گا اور عید قریب ہے۔ میرے خدا نے مجھے نعمتیں دی ہیں۔ لوگ تعجب کرتے
 ہیں تو دیکھ لیگا کہ میں سچا ہوں اور جیسا تیرا گمان ہے ویسا نہیں ہوں اس سے آگے
 قریب کر کے صاف اور صریح لکھتے ہیں۔

فما سئوهم ان الفادى صحیحة وعلیک وذر الکذب اذ کنْتَ تکذب
 وکل من علم وصر محکم علی کفرنا وحق من وتعب

صاف بات ہے کہ جس قصید میں مذکور ہے نہ اہم کا ذکر ہے نہ اہم کا بلکہ صریح خطاب کفر میں
 میں ہے ہاں اگر علماء سے کفر میں تمام کے تمام یا کم سے کم اس کے سرگروہ رد ام اخلالہ
 ہی عید دن شہادت یا بت ہو تو بھی مرزا جی کو کچھ کہنے کی گنجائش ہوتی مگر یہاں تو اتنی
 ہی نہیں خدا کے فضل سے سرگروہ کفر میں شمس العلماء مولینا سید محمد نذیر حسین صفا
 دام فیض آج دسمبر ۱۹۱۱ء تک ایک سو دس برس کی عمر میں سلامت باکرامت موجود
 ہیں اور مرزا جی کو پورے اسی برس کبھی یقینی الہام نہیں۔

ناظرین ہاں یہ مرزا جی کی عطاری کی بوتل جس میں الہامی شربت جس تاثیر اور جس
 مرض کا چاہتے ہیں نکال دیتے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ جہاں حقوں کے خانی ہیں

لے تو نے اول لوگوں کو قسم کہا کہ بتلا کہ یہ فتوے (جو مرزا جی پر لگائے گئے ہیں) صحیح ہیں اگر تو چوٹا
 ہے تو چوٹا ہے تو ہوٹ کا رہاں تجھے سزا کی تیری یاں نفعی علم یا مضبوط نص یہاں کفر پر یا زوض شکل
 تکلف کرتا ہے سچ آج اس لفظ کی بجائے ہم رحمت اللہ لکھتے ہیں۔ انا سر

اس پیشگوئی پر دونوں طرح سے وہ جرح ہی ہو سکتی ہے جو آہٹ والی پیشگوئی پر کی گئی ہے یعنی یہ کہ اس پیشگوئی کے لوازم نہیں پاسے گئے ہنگو اپنے اس پیشگوئی کیلئے "سراج نیر" نہیں تسلیم کیا ہوا ہے کہ اگر پیشگوئی فی الواقع ایک عظیم الشان ہیئت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود بخود دلوں کو اپنی طرف مکیب لیتی ہے "مسلم" پس اگر یہ پیشگوئی ہفتیاں عظیم الشان نشان کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی ہوتی تو اپنا اثر ہی ساتھ کرتی دوم یہ کہ انبیاء کی پیشگوئیوں کی طرح اس کا بھی ظہور قطعی و یقینی نہیں ہو اگر کسی مخالف و موافق کو شبہ نہ رہتا بلکہ اسکے کذب پر بعض لوگ قسم کھا چکے ہیں کہ جو آپ نے اس کا جرح نہیں کیا

پیشگوئی

مرزا احمد بیگ اور اسکے داماد کی موت و آسمانی منکوحہ کے نکاح کے متعلق

اس پیشگوئی کو مرزا جی نے خاص مسلمانوں کے حق میں بتلایا ہوا ہے اسلئے ہمارا یہی حق ہے کہ ہم بھی جی کہول کر سی کریں اور تحقیق کر کے بال کی کہاں اوتاریں گے اور پیشگوئیوں میں یہی مرزا جی زور لگایا کرتے ہیں مگر اس پیشگوئی کے متعلق جو کچھ مرزا جی نے مساعی جمیلہ خرچ کئے ہیں اور نکاح ذکر کرنا غالباً ناشکری ہوگی اسلئے پہلے ہم اس پیشگوئی کا اشتہار نقل کرتے ہیں زراں بعد مرزا جی کی مساعی جمیلہ بتلاویں گے۔ ہو ہذا

ایک پیشگوئی پیش از وقوع کا اشتہار

قدرت حق کا عجب ایک شاہ ہوگا
کوئی پاجا نہیں کا عمت کوئی رسوا ہوگا

پیشگوئی کا جملہ انجام ہویدا ہوگا
جھوٹا جرح میں جو فرق وہ پیدا ہوگا

اب یہ جاننا چاہیے کہ جس خط کو ۱۰۱ می شہادہ کے نورافشاں میں فرقی مخالف ہے

در چہ پوایا ہودہ خط محض بانی اشارہ کر لکھا گیا تھا، ایک ست دراز سے بعض سرگروہ اور قریبی
 در رشتہ دار مکتوب ایسے چکی حقیقی ہمیشہ زادہ کی نسبت درخواست کی گئی تھی نشان آسانی،
 دو کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف کہتے تھے اور اب بھی رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگست،
 در شہزادہ عیس جو چشمہ نور امت سر میں انکی طرف سے اشتہار چھپا تھا یہ درخواست کی،
 دو اس اشتہار میں مندرج ہے انکو نہ محض مجھ سے بلکہ خدا اور رسول سے بھی دشمنی ہو،
 دو اور والد اس دختر کا بیعت شدت تعلق قرابت اون لوگوں کی رضا جوئی میں محاور،
 دو اونکے نقش قدم پر دل بہان سے خدا اور اپنے اختیار سے قاصر و عاجز بلکہ نہیں،
 دو کافر مانبر دار ہو رہا ہے اور اپنی لڑکیاں انہیں کی لڑکیاں خیال کرتا ہے اور،
 دو یہی ایسا ہی سمجھتے ہیں اور ہر باب میں اوسکے مدار الہام اور بطور نفس ناطقہ کے،
 دو اوسکے لئے ہو رہے ہیں تب ہی تو تیارہ بجا کر اوسکی لڑکی کے بارہ میں آپ ہی شہرت،
 دو دیدی یہاں تک کہ عیسائیوں کے اخباروں کو اس قصہ سے بہرہ دیا۔ آفریں بریں عقل،
 دو دانش۔ ماموں ہونیکا خوب ہی حق ادا کیا۔ ماموں ہوں تو ایسے ہی ہوں۔ غرض یوگ،
 دو جو مجھ کو میرے دعوے الہام میں مکارا اور ورور و غلو خیال کرتے ہیں اور اسلام اور قرآن،
 دو پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے اور مجھ سے کوئی نشان آسانی مانگتے تھے تو اس،
 دو وجہ سے کئی دفعہ اونکے لئے دعا بھی کی گئی تھی۔ سو وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالیٰ نے یہ تقریب،
 دو قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک پنے ضروری کام کیلئے ہماری طرف ملتی ہو تفصیل اوسکی ہے،
 دو کہ نامبروہ کی ایک ہمیشہ ہر ایک چھاڑا دیہائی غلام حسین نام کو ایسا ہی گئی تھی غلام حسین،
 دو عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الجھر ہے اوسکی زمین جس کا حق ہمیں پہنچتا،
 دو ہے نامبروہ کی ہمیشہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرادی گئی تھی۔ اب حال،
 دو کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے نامبروہ لینے ہمارے خطا کے،
 دو مکتوب ایسے نے اپنی ہمیشہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار یا پانچ ہزار اترتو،
 دو کی قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور سبب منتقل کرادیں چنانچہ اوسکی ہمیشہ،
 دو کی طرف سے یہ نام لکھا تھا چونکہ وہ بہ نامہ بجز ہماری رضامندی کے بیکار تھا،

در نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ ان سب کے
 ۱۱۔ ہندار کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہو گا اور انجام کار اس کی اس ۱۱
 در لڑکی کو تمہاری طرف واپس لایا گیا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب ۱۱
 ۱۱۔ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں ۱۱
 ۱۱۔ اور عنقریب وہ مقام بخشنے لایا گیا جس میں تیری تعریف کی جاوے گی یعنی گواہوں میں اس حق اور ۱۱
 ۱۱۔ لوگ بد باطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالایق باتیں منہ پر لاتے ہیں ۱۱
 ۱۱۔ لیکن آخر کار خدا تعالیٰ کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہونگے اور سچائی کے کہنے سے چاروں ۱۱
 ۱۱۔ طرف سے توفیق ہوگی۔ راجیک تو جیسی ہوئی ہے نمایاں ہے ۱۱
 ۱۱۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔ ارجو مافیہ ۱۱
 یہ اسٹنہار اپنے مضمون بتلانے میں بالکل واضح و لائح ہے کسی مزید توضیح یا تشریح -
 کی حاجت نہیں رکھتا صاف بتلا رہا ہے کہ تاریخ صحاح سے تین سال تک دونوں راجیک
 اور اوسکا داماد فوت ہو جائیں گے البتہ تاریخ معلوم کرنے کے لئے کہ صحاح کب ہوا اور کب
 ان دونوں کی موت کی تاریخ ہے مرزاجی کی دوسری ایک تحریر سے شہادت لینے کی ضرورت ہے +
 شہادت القمran میں مرزاجی خود ہی اوسکی میعاد بتلاتے ہیں کہ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۳ء کو
 قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی تھی (مفصل عبارت صفحہ ۸ کتاب ہذا دیکھو) پس بموجب اقرار
 مرزاجی ۱۱ اگست ۱۹۳۳ء کو مرزا سلطان محمد داماد مرزا احمد بیگ کو دنیا پر رہنے کی اجازت
 نہ تھی مگر افسوس کہ وہ مرزا کے سینہ پر ہو گیا تھا ہوا آج یکم جنوری ۱۹۳۴ء تک زندہ ہے مگر مرزاجی
 کیا ایسے نرم اور کم گو تھے کہ خاموش ہو جاتے انہوں نے بڑے بڑے امور و مشکلات کو نہایت
 آسانی سے حل کر دیا تھا تو اس پیشگوئی کا پورا کر لیا تو ان کے بل میں ہاتھ کا کہیں ہے آپ
 فرماتے ہیں -

۱۱۔ اس پیشگوئی کے دو حصے تھے ایک احمد بیگ کی نسبت اور ایک اوسکے داماد کی نسبت ۱۱
 ۱۱۔ اور پیشگوئی کے بعض اہمات میں جو پہلے سے شائع ہو چکے تھے یہ شرط تھی کہ وہ ۱۱
 ۱۱۔ اور خوف کے وقت موت میں تاخیر نہ لے دیا جائے گی سو افسوس کہ احمد بیگ اس شرط ۱۱

۱۔ فائدہ اٹھانا نصیب ہو کیونکہ اس وقت اسکی بد قسمتی سے اوسنے اوراوسکے تمام
 ۲۔ عزیزوں نے پیشگوئی کو انسانی مکر اور فریب پر حمل کیا اور ٹھٹھا اور ہنسی شروع کر دی
 ۳۔ اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے کہ پیشگوئی کے وقت نے اپنا ہنہ دکھلا دیا اور
 ۴۔ احمد بیگ ایک محرقہ تپ کے ایک دن کے حملہ سے ہی اس جہان سے رخصت
 ۵۔ ہو گیا۔ تب تو انکی آنکھیں کھل گئیں اور داماد کی یہی فکر پڑی اور خوف اور توبہ اور
 ۶۔ نماز روزہ میں عورتیں لگ گئیں اور مار ڈر کے اونکے کلیجے کا پٹ ٹھے پس ضرور
 ۷۔ ہنہ کہ اس درجہ کے خوف کے وقت خدا اپنی شرط کے موافق عمل کرتا۔ سو وہ لوگ سخت
 ۸۔ احمق اور کاذب اور ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ داما کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی
 ۹۔ بلکہ وہ بدیہی طور پر حالت موجود کے موافق پوری ہو گئی اور دوسرے پہلو کی انتظار
 ۱۰۔ رہے (سراج منیر حاشیہ صفحہ ۳۰)

مرزا جی کا عذر یہی کہ فلاں شخص دل میں توبہ کر گیا نماز روزہ کا پابند ہو گیا اوس نے کہا ان عطار
 کی توبہ سے کم نہیں جیسا ذکر ہے اوپر کیا ہے توبہ کے مرزا جی کے مقرب علم کے مدعی ایسی
 وہابیات تاویلوں کو مان لیتے ہیں بلکہ نہ ماننے والوں پر غراتے ہیں۔ ناظرین بغور اشتہار نہ کرو
 کو دیکھ سکتے ہیں خصوصاً فقرہ زیر خط کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ اس کلام سے اصل غرض کیا ہے
 یہ عجیب رہے دلی معاف ہو کہ کتومان نہ مان میں تیرا ہمان مخالف اوسی طرح
 اپنی مخالفت پر جہا ہوا ہے ذات شریف پرتیرے اور سلواتیں سناتا ہے ہاں بوجہ مسلمان ہونے
 کے نماز بھی پڑھتا ہوگا تو اوسکا نام خوف زدہ رکھا جاتا ہے۔ ہم آہتم کے متعلق صفحہ ۱۵
 کتاب ہذا ایک حدیث کی شہادت سے ثابت کر آئے ہیں کہ اگر آپکی پیشگوئی سے وہ ڈرتا تو
 بھی وہ رجوع مستلزم تاخیر عذاب ہوتا چہ جائیکہ وہ مخالفت پر دیسا ہی تلمبا بٹھا ہے جیسا
 اور وقت تباہکا اس سے بھی زائد۔ اس پیشگوئی کے متعلق جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں مرزا جی
 کے مساعی جیلہ خاص قابل ذکر ہیں اس ضمن میں اونکے وہ خطوط ہم نقل کرتے ہیں جو
 انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو اس نکاح کے متعلق بھیجے تھے۔

پہلا خط یہ ہے

شفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سدہ تعالیٰ

- دو السلام علیکم ورحمتہ اللہ اللہ تعالیٰ نے خوب جانتا ہے کہ بھکوا آپ کے کیسے طرے فرق ۱۱
- دو نہ ہنا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں لیکن ۱۱
- دو اب تو آپ کو ایک خبر سنا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گذر چکا مگر میں محض بساؤں لوگوں ۱۱
- دو سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناپسند تھا نے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں کرتے ۱۱
- دو آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں میں اون لوگوں کے ساتھ کس قدر ۱۱
- دو میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو ۱۱
- دو اس لڑکی کا نکاح ہونیوالا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں آپ ۱۱
- دو سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میر سخت دشمن ہیں بلکہ میرے کیا دین اسلام ۱۱
- دو کے سخت دشمن ہیں عیسائیوں کو ہنسنا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا ۱۱
- دو چاہتے ہیں اور اللہ رسول کے دین کی کچھ پی پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے ۱۱
- دو میری نسبت اون لوگوں نے سچے ارادہ کر لیا ہے کہ اسکو خوار کیا جاوے۔ ذلیل کیا جائے ۱۱
- دو رو سیاہ کیا جاوے۔ بیانی طرف سے ایک تلوار پھلانے لگے ہیں۔ اب بھکوا بچا لینا اور ۱۱
- دو تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اسکا ہونکا تو ضرور مجھے بچا لینگا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت بغاوت ۱۱
- دو کر کے اپنے بہائی کو سمجھاتے تو کیوں سمجھ سکتا کیا میں چوڑیا چار ہتا جو بھکوا لڑکی دینا ۱۱
- دو عاریبانگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملا ہے اور اپنے بہائی کے لئے ۱۱
- دو مجھے چھوڑ دیا۔ اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یہ تو ۱۱
- دو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جنکو میں خوش سمجھتا ۱۱
- دو اور جنکی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اسکی اولاد ہو اور وہ میری وارثہ ہو وہی میرے ۱۱
- دو خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اسکا رویہ ۱۱
- دو ہو خدا بے نیاز ہے جسکو چاہے رو سیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ۱۱
- دو ہیں۔ میں نے خط لکھا کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو میر کسی نے جواب ۱۱

۱۱ اس سے صاف مفہم۔ کھرنے کا حال۔ پانی خوری مرتب تھی جو ہو چکی۔

رو نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپکی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف
 ۱۱ عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے بیشک وہ طلاق دیدیوے ہم
 ۱۲ دو راضی ہیں ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بہائی کے خلاف مرضی
 ۱۳ وہ نہیں کرینگے یہ شخص کہیں مرنابھی نہیں۔ پہرینے رحیمی کرکر آپکی بیوی صاحب کے
 ۱۴ نام خط بھیجی مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے ہمارا کیا رشتہ باقی رہ گیا ہے
 ۱۵ وہ جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خلیفوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہوتے
 ۱۶ دو مترانہ رہ گیا کہیں مرابھی ہوتا یہ باتیں آپکی بیوی صاحب کی بجھے پہونچی ہیں
 ۱۷ رہ بیشک میں ناپ چیز ہوں۔ ذلیل ہوں اور خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری
 ۱۸ عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے
 ۱۹ رہ تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ بلند بننے اور مکی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ
 ۲۰ وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بہائی کو اس نکاح سے روک دیں پھر جیسا کہ
 ۲۱ وہ آپکی خود منشا دے میرا بیٹا افضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا
 ۲۲ وہ بلکہ ایک طرف جب غم دے گا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپکی لڑکی
 ۲۳ کو طلاق دیدیگا۔ اگر نہیں دیکھا تو میں اسکو عاقب اور لاوارث کر دوں گا۔ اور اگر میرے لئے
 ۲۴ وہ احمد بیگ سے تیار کرے اور یہ ارادہ اسکا بندہ کرادے تو میں بدل دیتا ہوں حاضر
 ۲۵ وہ ہوں اور فضل احمد کو اب میرے ہمنام میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپکی
 ۲۶ رہ لڑکی آبادی کیلئے کوشش کرے گا اور میرا مال اونکا مال ہوگا۔ لہذا آپکی بھی لکھتا ہوں کہ
 ۲۷ وہ کہ آپ اس وقت کو بہال میں اور احمد بیگ کو پورے دور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں
 ۲۸ وہ اور اپنے گھر کے لوگوں کو تیار کر دیں کہ وہ بیانی کو لڑائی کر کے روک دیں ورنہ مجھے
 ۲۹ وہ خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کیلئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد
 ۳۰ وہ میرا زہر زہر وارث بننا چاہتا ہے تو وہی حالت میں آپکی لڑکی کو گھر میں کہیگا۔ اور جب آپکی
 ۳۱ وہ بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہان میں رخصت ہوا ایسا ہی سب ناطے رشتے بھی ٹوٹ
 ۳۲ وہ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہا تک

دو درست ہیں۔ والدہ اعلم۔

راتم خاکسار غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج - ۲۴ مئی ۱۸۹۱ء

دوسرا خط یہ ہے

دو والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ بھکھو خیر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی
 دو لڑکی کا نکاح ہو گیا ہے اور میں خدا شیکل کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے
 دو رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی حلق نہیں ہیگا اسلئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے
 دو بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ متوقف کر لو اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اسکو سمجھا دو
 دو اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو جینے مولوی نور دین صاحب نے فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم
 دو اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر مسجد سے ادر
 دو اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اسکو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اسکو وار
 دو نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ وراثت کا اسکو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرعی طور پر
 دو اسکی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجایگا جسکا یہ ضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا غیر کے ساتھ
 دو نکاح کر نیوے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے عزت بی بی
 دو کو تین طلاق ہیں۔ سو اس طرح لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا
 دو اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق چر جائیگی۔ سو یہ شرعی طلاق ہے اور مجھے
 دو اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کر نیوے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں
 دو نے انورا و سکو عاق کر دوں گا اور پہر وہ میری وراثت سے ایک نہ نہیں پاسکتا اور اگر
 دو آپ اسوقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا مجھے افسوس ہے کہ میں عزت بی بی
 دو کی بہتری کیلئے ہر طرحے کوشش کرنا چاہتا تھا اور میری کوشش سے سب بیک بات
 دو ہو جاتی مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے یاد رہے کہ میں نے کوئی بات کہی نہیں لکھی مجھے قسم ہے اللہ
 دو تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کر دوں گا اور خدایتا لے میرے ساتھ ہے جس دن نکاح ہوگا لو
 دو دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں ہیگا

راتم مرزا غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج - ۲۴ مئی ۱۸۹۱ء

سیدہ زین العابدین
 کوئی قسم نہیں لکھی
 لکھا ہے

تیسرا خط مرزا راجی نے اپنی بہو لکھا کر بھیجا جو یہ ہے:-

وہ از طرف عزت بی بی بطرف والدہ۔

وہ اسوقت میری بریادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق
وہ نہیں کرتے اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر
وہ طلاق ہوگی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو بغیر جلدی مجھے اس جگہ سے
وہ لیجاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

اس خط پر مرزا صاحب کی طرف سے یہ بیمار کہ جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید کیا کہ اگر نکاح
مرگ نہیں سکتا پھر بلا توقف عزت بی بی کیلئے کوئی قادیان آدمی بھیج دو تاکہ اسکو لیجائے فقط

چوتھا خط یہ ہے

مشفق لکری اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ توالے

وہ السلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ قادیان میں جب واقعہ ہائیکہ محمود فرزند آن کرم کی خبر
وہ سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا لیکن بوجہ اسکے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ
وہ سکتا تھا اسلئے غزا پر سی سے مجبور رہا صدمہ وفات فرزند ان حقیقت میں ایک لڑکھا صدمہ
وہ ہے کہ شاید اسکے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ ہوگا خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو
وہ سخت مصیبت ہوتی ہے خداوند توالے آپکو صبر بخشنے اور اسکا بدل صاحب عمر عطا کرے
وہ اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشنے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہو کوئی
وہ بات اوسکے آگے آہونی نہیں۔ آپ کے ولیم کو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن
وہ خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدا سے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر
وہ برکت چاہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں
وہ تمام میرے دل کی نیت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھکو ہے آپ پر ظاہر
وہ ہو جائے مسلمانوں کے ہر ایک کے لئے کا آخری فیصلہ قسم یہ ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان
وہ خدا کے توالے کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اسکی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا
وہ ہے سوہن خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہو کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے

میں کچھ ہے لوں بہنا ہے جوں بہاؤں میں لگے ہوں۔ (پنجابی مثل ہے)

۱۔ در خدا متعالے کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی رشتہ کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا ،
 ۲۔ اور اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا متعالے کی تدبیریں وار دہونگی اور آخر اسی جگہ ہوگا کیونکہ ،
 ۳۔ اور آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اسلئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو بتلایا کہ دوسری ،
 ۴۔ جگہ اس رشتے کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر ،
 ۵۔ نہ کرتا۔ اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتے ہوں کہ اس رشتہ ،
 ۶۔ سے آپ انحراف نہ فرمادیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا ،
 ۷۔ اور خدا متعالے ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم ،
 ۸۔ اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جسکے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ،
 ۹۔ ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہو گیا یا نہیں کہ یہ پیشینگوئی ،
 ۱۰۔ اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ ،
 ۱۱۔ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشینگوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اسکی ،
 ۱۲۔ طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں ،
 ۱۳۔ کہ یہ پیشینگوئی جہڑی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو لیکن یقیناً خدا متعالے انکو رسوا کرے گا اور ،
 ۱۴۔ اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز ،
 ۱۵۔ کے بعد اس پیشینگوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ اونکی ہمدردی ،
 ۱۶۔ اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے اے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ،
 ۱۷۔ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا متعالے کے اون الہامات پر جو تو اترے اس عاجز پر ہو ،
 ۱۸۔ اور ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتے ہیں کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشینگوئی کے پورا ہونے ،
 ۱۹۔ کے لئے معاون بنیں تاکہ خدا متعالے کی بکثرتیں آپ پر نازل ہوں خدا متعالے اس ،
 ۲۰۔ کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا ،
 ۲۱۔ اور خدا متعالی آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ،
 ۲۲۔ وہ ڈالے جسکا اوسنے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دنیا ،
 ۲۳۔ اور دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرماوے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی غلطی ہو

لفظ ہو تو محاف فرماویں والسلام

خاکسار احقر عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ ۱۶ جولائی ۱۸۹۶ء بروز جمعہ راز مکہ فضل جلی آ
ان خطوط سے ظاہر ہو کہ مرزا جی اپنی اغراض نفسانی کو پورا کر چکے۔ لیکن یہی عموماً بقول حافظ شیرازی

۱۔ حافظاے خور و رندی کن خوش باش کہ ۲۔ دام تزدیر کن چون دگر اس قرآن را

اسلام اور قرآن ہی کو پیش کیا کرتے ہیں مگر چونکہ خدا اپنے دین کا آپ حامی ہو کسی آ
ویسے الہامی وغیرہ کی حمایت پر اسکی امداد موقوف نہیں اسلئے ہمیشہ مرزا جی کو ناکامی ہوتی
ہے اور یہی ایک سنیے میں قطع النین کے۔

چوتھی پیشگوئی

مولانا ابوسعید محمد حسین صناٹا لوی

اور
ملا محمد بخش مالک اخبار جعفر ٹیلی بورٹی اور لوموی الحسن تہی کے متعلق

یہ پیشگوئی آنحضرت کی پیشگوئیوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے کیونکہ اس پیشگوئی سے
مرزا جی اور ان کے مخالفوں کا القطائی فیصلہ ہے چنانچہ رسالہ راز حقیقت کی عبارت
صفحہ ۹ کتاب ہدایت لاری ہے کتاب الٹ کر ضرور دیکھو۔

ناظرین عبارت مذکورہ کو بغور پڑھیں اور دل سے قوت سے حاصل کریں کہ اس پیشگوئی کا
مخاد اور مدعا مرزا جی نے کیا بتلایا۔ بعد ازاں اشتہار سندرج ذیل پڑھیں۔ مرزا جی کہتے ہیں کہ
دو میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ مجھ میں اور محمد صین میں آپ فیصلہ کرے ۱۔
وہ دعا جو میں نے کی ہے یہ ہے کہ اسے میرے ذوالجلال پروردگار اگر میں تیری نظر میں ۲۔
رو ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور منقری ہوں جیسا کہ محمد صین نے اپنے رسالہ اشاعت ۳۔
۴۔ میں بار بار کھوکذابہ و جال اور منقری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اس نے ۵۔
۶۔ اور محمد بخش جعفر ٹیلی اور ابوالحسن تہی نے اس اشتہار میں جو ۷۔ نومبر ۱۸۹۶ء کو چھپا ہے ۸۔

اشہار کھوکذابہ و جال

۱۰ میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تو اسے میرے مولیٰ اگر میں تیری نظر
 ۱۱ ور میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو پھر تیرا گاہ کے اندر یعنی پندرہ دسمبر ۱۹۰۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۹ء
 ۱۲ دو تک ذلت کی مار وار کر اور ان لوگوں کی عزت اور وجاہت ظاہر کر۔ اور اس روئے
 ۱۳ دو جھگڑے کو فیصلہ فرما۔ لیکن اگر اسے میرے آقا میرے مولیٰ میرے منعم میری اُن نعمتوں
 ۱۴ رو کے دینے والے جو تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے
 ۱۵ دو تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ان تیرہ (۱۳) مہینوں میں جوہ ۱۹۰۸ء سے
 ۱۶ دو ۱۵ جنوری ۱۹۰۹ء تک شمار کئے جائینگے شیخ محمد حسین اور جعفر زبلی اور تبتی مذکور کو تہوں
 ۱۷ دو نے میرے ذلیل کرنے کے لئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلت کی مار سے دنیا میں رسوا کر غرض
 ۱۸ دو اگر یہ لوگ تیری نظریں پہنچے اور تبتی اور پرہیزگار اور میں کذاب اور سفرتی ہوں تو مجھے
 ۱۹ دو ان تیرہ مہینوں میں ذلت کی مار سے تباہ کر۔ اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت
 ۲۰ دو اور عزت ہے تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرما کہ ان تینوں کو ذلیل اور رسوا اور
 ۲۱ دو ضربت علیہم الذلۃ کا مصداق کر۔ آمین تم آمین۔“

۲۲ دو یہ دعا تبتی جو میں نے کی۔ اس کے جواب میں الہام ہوا کہ میں ظالم کو ذلیل اور رسوا کروں گا۔
 ۲۳ دو اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا۔ اور چند عربی الہامات ہوئے جو ذیل میں مرج کئے جلتے ہیں۔
 ۲۴ دو ان الذین یصدون عن سبیل اللہ لیسینا لہم غضب من ہم۔ ضرب اللہ الشد
 ۲۵ دو من ضرب الناس۔ انما من اذا اردنا شیئا ان نقول لہ کن فیکون اتعجب لکامی
 ۲۶ دو ان مع العشاق۔ ان انا الرحمن والرحیم والعلی۔ وایضاً لظالم علی یدہ۔ بطرح
 ۲۷ دو بین یدہ جناء سیدۃ بمثابة وترہم ذلۃ۔ مالہم من اللہ من عاصم فاصبر
 ۲۸ دو حتی یاتی اللہ بامرہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین لہم حسنات
 ۲۹ دو یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے جس کا حاصل یہی ہے کہ ان دونوں فریق میں سے جس کا ذکر
 ۳۰ دو اسل اشتہار میں ہے یعنی یہ فاکسار ایک طرف اور شیخ محمد حسین اور جعفر زبلی اور مولوی

۳۱ دو ہاتھ کاٹنے سے مراد یہ ہے کہ جن ہاتھوں سے ظالم نے جو حق پر نہیں ہے ناجائز تحریر کا کام لیا
 ۳۲ دو ہاتھ اسکی حسرت کا موجب ہونگے وہ افسوس کرے گا کہ کیوں یہ ہاتھ ایسے کام پر چلے۔ (مرزا)

۱۰ ابو الحسن تہمتی دوسری طرف خدا کے حکم کے نیچے ہیں۔ ان میں سے جو کاذب ہے وہ ۱۱
 ۱۲ ذلیل ہوگا۔ یہ فیصلہ چونکہ الہام کی بنا پر ہے اسلئے حق کے طالبوں کے لئے ایک کھلا
 ۱۳ رو کھلا نشان ہو کر ہدایت کی راہ اونپر کھولے گا۔

۱۴ در اب ہم ذیل میں شیخ محمد حسین کا وہ اشتہار لکھتے ہیں جو جعفر زٹائی اور ابو الحسن تہمتی کے
 ۱۵ دو نام پر شائع کیا گیا ہے نا خدا تعالیٰ کے فیصلہ کے وقت دونوں اشتہارات کے پڑنے
 ۱۶ سے حق کے طالب عبرت اور نصیحت پکڑ سکیں اور عربی الہامات کا خلاصہ مطلب
 ۱۷ وہ ہے کہ جو لوگ سچے کی ذات کے لئے بدن زبانی کر رہے ہیں اور منصوبے باندھ رہے ہیں
 ۱۸ وہ خدا کو ذلیل کریں گے۔ اور میعاد بند رہ دسمبر ۱۳۹۸ء سے تیرہ مہینے ہیں جیسا ذکر
 ۱۹ وہ ہو چکا ہے اور ہم اردسمبر ۱۳۹۸ء تک جو دن ہیں وہ توبہ اور رجوع کے لئے بہت
 ۲۰ مہینے۔ فقط (اشتہار ۱۲ نومبر ۱۳۹۸ء)۔

یہ عبارت جس زور شور سے لکھی گئی ہے اس کا اندازہ کرانے کے لئے کسی مزید توضیح
 یا تشریح کی حاجت نہیں۔ عبارت مذکورہ اپنا مطلب صاف اظہار کر رہی ہے کہ مولوی
 محمد حسین صاحب اور اُن کے دونوں فقیہوں پر خدا جانے کس قسم کا خرق عادت عذاب نازل
 ہوگا۔ کیا اونکی گت ہوگی جو خدا دشمن کی بدی نہ کرے۔ کوئی بڑی ہی سخت آفت آینوالی تہی
 جسکی بابت مرزا جی نے رسالہ ”راز حقیقت“ میں ”یہ مہینوں تک بڑے صبر سے اپنے
 مریدوں کو آخری فیصلہ کی انتظار کرنے کو حکم دیا تھا اور سخت تاکید تھی کہ اس فیصلہ کے
 منظر رہیں۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا تھا کہ ان تیرہ مہینوں کے بعد مرزا جی سے مخالفوں
 کا قطعی فیصلہ ہو جائیگا ایسا کہ کسی دوست۔ دشمن کو چون و چرا کرنے کی گنجائش نہ رہے گی
 وہ فیصلہ کیا ہوگا مثل فتح مکہ کے آخری فیصلہ ہوگا۔ مگر افسوس کہ یہ پیشگوئی بھی بقول شخصے

۱۵ اس فیصلہ کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اب اگر میں چوٹا اور دجال اور ظالم
 ہوں تو فیصلہ شیخ محمد حسین کے حق میں ہوگا۔ اور اگر محمد حسین ظالم ہے تو فیصلہ میرے حق میں ہوگا۔
 وہ خدا پر ایک خدا ہے جو ٹٹے کی کہی تائید نہیں کریگا۔ اب آسانی سے یہ مقدمہ مہابہ کے رنگ میں
 آگیا۔ خدا تعالیٰ سچوں کو فتح بخشنے۔ آمین (مرزا)

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیعہ بگہارتے | وہ ساری اونکی شیخ جھڑی دو گھڑی کے بعد

”کوہ کندن و کاہ بر آوردن“ کی مصداق ہوئی چنانچہ آج جنوری سن ۱۲۸۷ء کو گذری پور
تین سال ہو گئے مگر مولوی محمد حسین صاحب اور ان کے ہر دو رفیق پیشگوئی زدہ برابر زندہ سلا
بلا کلفت مرزا جی کے سامنے موجود ہیں۔ اس پیشگوئی کا ہی جو مرزا جی خوشتر کیا وہ نئی نظر سے سنائیتر
یاد رہے کہ ایسا کوئی سوال نہ ہوگا جس کا مرزا جی نے جواب دیا ہو کیونکہ بقول شیخے ”مرا آن
باشد کہ چپ نشود“ ممکن نہیں کہ مرزا جی خاموش ہوں۔ یہ تاویل تو یہ چلی کہ تینوں صاحب دل میں
ڈر گئے صوم و صلوٰۃ کے پابند ہو گئے ورنہ قسم کہا میں کیونکہ مرزا جی کو یقین تھا کہ ان صاحبوں کے
سامنے قسم کا نام لیا نہیں کہ یہ اپنی گرہ سے کچھہ دیکر ہی سچی قسم اٹھا لینگے ان کے مذہب میں
تو اتہم کی طرح سچی قسم کا کہنا منع نہیں اسلئے اس میں ایک ایسا رہی چال چلے کہ جطرح مولوی
محمد حسین نے میرے پر فتوے کفر کا لگوا یا تھا اسپر ہی لگ گیا پس یہی میری پیشگوئی کا عا
تھا اور بس۔ (دیکھو اشتہار ۷ جنوری ۱۸۹۹ء)۔

تفصیل اس جال کی یہ ہے کہ مرزا جی کی پیشگوئی منکر مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب نے
ہتھیار رکھنے کے متعلق بعض فسروں سے تذکرہ کیا کہ میری بابت مرزا نے پیشگوئی کی ہے مبادا
لیکھرام کی طرح میں ہی مارا جاؤں۔ اسلئے بطور حفاظت خود احتیاری مجھے ہتھیار ملنے چاہیں
اسپر مرزا جی کی طلبی ہوئی کہ اگر تین لادیں کہ کیوں اونے حفظ اس کی ضمانت نہ لی جائے۔ یہ چنانچہ
مقدمہ بڑے زور و شور سے چلنے لگا اسپر مرزا جی نے یہ تجویز نکالی کہ کسی صورت سے اس مقدمہ
کو خفیف کیا جائے اور سرکار کے ذہن نشین کیا جائے کہ یہ پیشگوئی کوئی قتل و قتال کی
نہیں جیسی کہ مولوی محمد حسین نے سمجھی ہے بلکہ صرف زبانی ذلت و رسوائی سے ہے یا یوں
کہیے کہ صرف اعتباری باتیں اور کچھ نہیں اسپر بعد شورہ حاشیہ نشینان یہ تجویز ٹھہری کہ
ایک آدمی ناواقف علماء سے یہ فتوے حاصل کرے کہ حضرت ہدی کے منکر کا کیا حکم
ہے چنانچہ وہ شخص بڑی ہوشیاری یا مکاری سے علماء کے پاس پھر نکلا۔ اور ہر ایک کے
سامنے مرزا کی مذمت کرتا اور یہ ظاہر کرتا کہ میں افریقہ سے آیا ہوں کا دیانی کے مرید ہوں
ہی ہو گئے ہیں اونکی ہدایت کے لئے علماء کا فتویٰ ضروری ہے اسپر علماء نے جو مناسب تھا

لکھا پس مرزا جی نے جھٹ او سے شائع کر دیا اور بجائے اپنے پر لگا بیسے مولوی محمد حسین صاحب پر لگا دیا کہ اسے یہی اشاعت السنہ کے کسی پرچہ میں احادیث متعلقہ ہمدی کو ضیف لکھا ہے پس حشر اس نے پھر فتوے لگوا یا تھا اسی طرح اوپر لگا یا گیا۔ میری پیشگوئی کا صرف اتنا ہی مفہوم تھا۔

یہ ہے مرزا جی کی کوشش اور سی جس سے اپنی پیشگوئیوں کو سچا کیا کرتے ہیں لیکن انہیں کہ دنیا میں ایسی تک سمجھدار موجود ہیں اور وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ اگر یہ فتویٰ اگر ہم مان بھی لیں کہ مولوی صاحب ہی اور وہ اسکے مصداق ہی ہیں، ہی آپ کی تیز ماہہ پیشگوئی کا مطلب تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ جس طرح آپ سے علماء اسلام اور اہل اسلام بلکہ جملہ انام متنفر ہیں اسی طرح مولوی صاحب اور ان کے دونوں رفیقوں سے کیوں ان کو نفرت نہیں بلکہ ان کے ساتھ ان کا ایسا خلا ملا ہے کہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو مولوی صاحب موصوف ہی کی کوشش اور لحاظ سے مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی اور مولوی احمد رضا امرتسری اور حافظ محمد یوسف صاحب پنشنر امرتسری کی بقیہ کدورت ہی جو آپ ہی کے طفیل ہے حکم ولتذہبن الشنعاء پیدا ہو چکی تھی بالکل جاتی رہی اور پھر مثل سابق

لے یہ ایک حدیث صحیح کی طرف اشارہ ہے جو مسلم کی روایت سے مشکوٰۃ میں بھی ہے جیسے الفاظ یہ ہیں ولتذہبن الشنعاء والبتاغض والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبلہ احد یعنی سچ موعود کے آنے پر یہ آثار مرتب ہونگے کہ باہمی بخششیں اور کینے اور حسد کی عادتیں بالکل جاتی رہیں گی اور مال کی اس قدر کثرت ہوگی کہ لوگ مال کے لئے بلائے جائینگے مگر کوئی قبول نہ کریگا مرزا جی کی مسیحیت پر ان سب کی نفی صاف ہے اور تو اور مسلمانوں ہی میں جتنے حق میں ازالہ صفہ ۶ پر خود ہی کہہ چکے ہیں وہ ایدل تو نیز خاطر ایناں نگاہدار۔ آخر کس قدر عوامی حجت امام انکی طفیل بجائے مسکینہ اٹھنے کے وہ بتاغض پیدا ہوا ہے کہ خدا کی پناہ بہائی سے بہائی جدا ایک کے ساتھ ایک نماز نہیں پڑھتا مال کی ایسی کثرت ہے کہ خود سچ موعود ہی ہمیشہ استیوں ہی کے دست نگر رہتے ہیں گو یہ عذر کریں کہ ہم قوی کام کیلئے لیتے ہیں تاہم اس میں تو شک نہیں کر لیتے ہیں عام طور پر مسلمانوں کے تنول کی جو حالت ہے عیاں باچہ بیان۔ شاید مرزا جی یہ جواب دینا

یا بھی شیر و شکر ہو گئے پس جس طرح ہم آفہم والی پیشگوئی کی بحث میں ثابت کرتے
 ہیں اور آپ کے بھی بحوالہ "ازالہ اوہام" صفحہ ۷۵ و ۷۶ دستخط کرتے ہیں کہ انتفاء الامم
 يستلزم انتفاء الملزوم یعنی لوازم کے عدم سے ملزوم کا عدم ہوتا ہے تو پھر اس پیشگوئی
 کے کذب میں کیا شبہ ہے۔ اگر کہو کہ مولوی محمد حسین نے منافقانہ اپنا خیال اونسے چسپاں
 اسلئے علماء اوس سے متفر نہیں ہوئے تو بیچ پوچھو تو مولوی محمد حسین صاحب آپ کے
 الہام کنندہ سے دانائی میں بڑھ گئے کہ یہ تو کامیاب ہو گئے اور وہ نہ ہوا کہ ذلت کی پیشگوئی
 کر چکا جو مولوی صاحب کی (بقول آپ کے) ایک دن تدبیر سے بلیا میٹ ہو گئی۔ علاوہ
 اسکے مرزا جی نے اپنے حاشیہ پر اپنی مراد خود ہی بتلائی ہوئی ہے جسکو ہم نے ہی اوسکے مقام
 پر حاشیہ پر نقل کر دیا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ ہاتھ کاٹنے سے مراد یہ ہے کہ جن ہاتھوں سے
 ظالم نے جو حق پر نہیں ہیں ناجائز تحریک کا کام لیا ہے وہ ہاتھ اوسکی حسرت کا موجب ہو گئے
 وہ افسوس کریگا کہ کیوں یہ ہاتھ ایسے کام پر چلے۔ مرزا جی کی تشریح صاف بتلا رہی ہے کہ مولوی
 محمد حسین صاحب پر جب وہ عذاب تیرہ ماہہ نازل ہوگا تو وہ اون تحریروں پر نادام اور شرمندہ
 ہو گئے جو انہوں نے مرزا کے خلاف لکھی ہیں اور انہیں پر ہاتھ کاٹینگے مگر افسوس کہ تیرہ ماہ
 تک تو کیا آج تک ہی مولوی صاحب موصوف جیسے کچھ اون تحریروں پر نادام ہیں سب کو
 معلوم۔ ابھی چند ہی روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب نے اشاعت السنہ میں بدستور اپنا خیال
 مرزا کی نسبت ویسا ہی بتلایا ہے جیسا وہ سابق میں بتلایا کرتے تھے یا جسکا وہ حقدار ہے
 مرزا جی ہی چونکہ اصل میں دانائے ہیں وہ جانتے ہیں کہ میری ایسی ویسی باتوں پر گو حقدار
 تو لٹو ہو رہینگے اور سبحان اللہ امانا و صدقنا فاکتبا مع الشاہدین کیونکہ مگر آخر
 جہاں داناؤں سے خالی نہیں اسلئے وہ اس فکر میں سوچتے رہتے ہیں چنانچہ انہوں نے
 سوچا کہ فتویٰ کی بابت جو کارروائی ہم نے بصد کوشش کی ہے اور مولوی محمد حسین کو اس پیشگوئی
 کا مصداق بنایا ہے یہ تو ایک معمولی سی بات ہے جو کوئی جاہل سے جاہل ہی نہ کہیگا خاکہ

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آب حیات نشہ می رود سکندرا
 بابا مال سے مراد وہی ممنوی برکات بتلاویں تو پھر آپ کی برکات میں تو کسی کو شبہ ہی نہیں رہی

اس وجہ سے کہ جن علماء نے ہمارے فریب اور دہوکہ سے مولوی محمد حسین صاحب پر فتوے لگایا ہے اور اپنی کے نزدیک مولوی صاحب موصوف کی وہ عزت ہے کہ باموجودیکہ وہ اپنے کاموں میں ہمیشہ متغنی ہیں اور کبھی کسی کو کسی کام میں جو ان کے متعلق ہو۔ چند وغیرہ کی زبانی ترغیب بھی نہیں دیا کرتے اور انہوں نے ہی مولوی صاحب کے مقدمہ میں ان خود شخص ہمدردی سے امراء کے مکالموں پر جا جا کر چندہ لیا اور اپنی ہمدردی کا ثبوت دیا اس لئے مرزا جی نے سوچ بچار کر چند ایک اور دلتوں کی فہرست طیار کی۔ (۱) یہ کہ اس (مولوی صاحب) نے میرے ایک الہام پر اعتراض کیا کہ عجبیت کا صلہ لام نہیں آتا یعنی عجبیت کلام صحیح نہیں۔ حالانکہ فصحا کے کلام میں لام آتا ہے اس سے اسکی علمی بے عزتی ہوئی۔ (۲) یہ کہ صاحب ٹیپی کشر گورداسپور نے مقدمہ ہمارے حق میں کیا۔ اور اسکو سخت دست کہا بد اس سے عہد لے لیا کہ آئندہ کو مجھے دجال کا دیانی۔ کافر وغیرہ نہ کہے گا جس سے اسکی تمام کوشش بھکاوڑا کہنے اور کہلانے کی خاک میں مل گئی اور اسے اپنے فتوے کو منسوخ کر دیا یعنی اب وہ میرے حق میں کفر کا فتوے نہ دیگا (۳) یہ کہ مولوی محمد حسین نے میرے حق میں انگریزی لفظ ڈسچارج کا ترجمہ غلط سمجھایا یہی اسکی بے عزتی کا موجب ہے (۴) یہ کہ اسکو زمین ملی زمین دار ہو گیا یہ بھی ذلت ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں آلات حرث داخل ہوں وہ ذلیل ہو جاتا ہے (دیکھو اشتہار ۱۷ دسمبر ۱۸۹۹ء)۔

ناظرین! یہ ہیں مرزا جی کی پیشگوئیاں اور یہ ہیں انکے الہام اور یہ ہیں انکے دعاوی بنوت و رسالت۔ کیا کہنے ہیں۔ ہمیں۔ شرم آتی ہے کہ ہم انکے متعلق کیا لکھیں۔ کیونکہ ہمارے خیال میں تو انکے دعوے ہی انکی تکذیب کو کافی ہیں بشرطیکہ کسی میں عقل سلیم اور فہم مستقیم ہو۔ دیکھئے کہ ۱۷ جنوری ۱۸۹۹ء کے اشتہار میں جبکہ مقدمہ دائر تھا تحفیغ الزام کے لئے یا سرکار کو دہوکہ دینے اور عام رائے کو اس طرف پھرنے کے لئے ایک فتوہ شائع کرادیا کہ مولوی محمد حسین صاحب پر میری پیشگوئی پوری ہو گئی جسکا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔ پہلا اگر ۱۷ جنوری سے پہلے پہلے آپکی پیشگوئی پوری ہو چکی تھی تو بعد کے واقعات کو اس میں کیوں داخل کرتے ہو۔ لام کے انکار والی بات کا کوئی ثبوت ہی نہیں۔ باقی امور

نمبر ۲ تو نمبر ۲۱ فروری ۱۸۹۹ء کے دن جس روز فیصلہ ہوا اہتافا ہر ہوتے تھے جو، جنوری سے ڈیڑھ مہینہ بعد کا واقع ہے اور عطیہ زمین تو مدت بعد ہوا ہے پہر انکو پیشگوئی کے مصداق بنانا جسکا صدق اولے پہلے مدلوں ہو چکا ہو کیا ہماری تصدیق نہیں کہ مرزا جی کو خود اپنی تقریر میں جو سراسر ملمع سازی سے طیار کی گئی ہوتی ہے شبہات رہتے ہیں نہیں بلکہ دل سے اوسکو ہوٹا اور قابل رد جانتے ہیں آخر وہ دانا صاحب بخیر ہیں کیوں نہ سمجھیں یہ تو ان نمبروں پر مجملہ گفتگو تھی مفصلہ یہ کہ نمبر اول تو بنے نبوت ہمیں معلوم نہیں مولوی صاحب نے کب اُس کس پر آپ میں اعتراض کیا۔ مرزا جی اور مرزائی پارٹی کے جوابات ہمارے نزدیک بالخصوص اپنی تائید کے متعلق بحکم اصول حدیث معتبر نہیں نہ ہی مرزا جی نے مولوی صاحب کی کسی تحریر کا حوالہ دیا ہے طبع ثانی کی وقت ہم نے چاہا کہ ابھی تو مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب نے ہین انکی زندگی میں فیصلہ ہوا تو کب ہوگا اس خیال سے ایک خط انکی خدمت میں بھیجا تو آپ نے ۲۳ نومبر ۱۸۹۹ء کو چوک نمبر ۳۳ ضلع جہنگ سے جواب دیا جو درج ذیل ہے:-

”سلام علیکم۔ مرزا جی صاحب لکھتا ہے میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ عجب صمد لام کہہ نہیں آتا حدیث مشکوٰۃ عجمنا لہ فیئلہ ویصدقہ یحیٰ بھول نہیں گئی۔ میں نے کہا تھا کہ قرآن میں عجب کا صمد من آیا ہے قالوا تعجبین من امر اللہ۔ مرزا جی! کہیے آپکی اصطلاح میں مجد و اور مسیح کے لئے ایمان داری اور رست بیانی ہی شرط ہے یا نہیں۔ علاوہ اسکے اگر یہ صحیح ہو کہ کسی لفظ کا صمد غلط سمجھنے سے عالم کی ذلت ہے ایسی کہ وہ کسی الہام کی زد میں آ جاتا ہے تو آپکی کہ قدر ذلت ہوئی ہوگی۔ جب شاعرا السنہ میں آپکی غزلیں کی غلطیوں کی ایک طویل فہرست چھپی تھی جسکا جواب آج تک آپ سے نہ ہو سکا۔ اسی رسالہ میں ہم نے آپکی ایسی الہامی عبارت نقل کی ہے کہ عالم تو عالم کوئی نحو میر پڑھتا ہوا طالب علم ہی ایسی غلطی نہ کریگا کہ ”ستہ“ کی تمیز مغرور لکھ کر ”ستہ سنہ“ الہام تبلا یلبے۔ پہر ایک جگہ نہیں اسبطح کی ایک موقع پر۔ علاوہ اسکے آپکے اعجازی فصیح میں بیسیوں غلطیاں (جتنی فہرست آگے آتی ہے) ہونے سے بھی آپکا سمجھہ بدستور اور آپکی اعجازی دم خم بحال۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب کو عجب کا صمد لام معلوم نہوئیے (حالانکہ فصیح ہی غلط) ایسی ذلت پہنچی کہ خدا کی پناہ۔

مرزا جی یا کہیے کہ آپ کی عزت وہی جاٹ کی پتیلیاں عزتوں کی مصداق تو نہیں ہے
 وہ مردہ مردہ را حق کند۔ عقل راجے نور و بے رونق کند۔

(۲) دوسری بات کے متعلق ہم کچھ زیادہ نہیں کہہ سکتے کہ مقدمہ میں کس کی ذلت ہوئی
 مطبوعہ فیصلہ ہمارے سامنے ہے اس کی کل دفات ہم نقل کرتے ہیں ناظرین خود ہی اندازہ
 لگائیں گے کہ یہ فیصلہ کس کے حق میں مقید ہوا۔ وہ ہوندا

وہ میں ایسی بیٹیکوئی شایع کرنے سے پرہیز کر ڈنگا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے مخبرین کے
 جو جاسکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا
 وہ وہ مورد عقاب الہی ہوگا۔

وہ (۳) میں خدا پاس ایسی ہیں رفراؤ و درخواست کر نیسے ہی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو
 (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کر نیسے
 کہ وہ مورد عقاب الہی ہو یا ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے
 (۴) میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کر نیسے عجب تب ہوں گا جس کا یہ منشور ہو یا جو ایسا
 منشور کہنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی)
 ذلت اٹھائیگا یا مورد عقاب الہی ہوگا۔

وہ (۵) میں اس سے بھی باز رہوں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا اونکے کسی دوست یا
 پیروں کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشلم آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں یا
 کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں جس سے او کو درد پہنچے میں قہراً کو تو ہوں کہ انکی
 ذات کی نسبت یا اونکے کسی دوست اور پیروں کی نسبت کوئی نفی مثل۔ حیاں کافر۔
 کاذب بطلانوی نہیں کہہ دوں گا۔ میں انکی پرائیویٹ زندگی یا اونکے خاندانی تعلقات کی
 نسبت کچھ شایع نہیں کر ڈنگا جس سے انکو تکلیف پہنچے کا عقلاً احتمال ہو۔

وہ (۶) میں اس بات سے بھی پرہیز کرں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا اونکے کسی دوست
 یا پیروں کو اس امر کے مطالبہ کے سے بلاؤں کہ وہ خدا کے پاس مباہلہ کی درخواست
 کریں مگر وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے نہیں انکو۔

دو یا اونکے کسی دوست یا پیرو کو کسی شخص کی نسبت کوئی پیشگیوں کرنیکے لئے بلاؤنگا۔
 ۱۱ (۶) جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہو تمام اشخاص کو جنہر میرا کچھ اثر یا اختیار ہے
 دو ترقیب دینگا کہ وہ بھی بجائے خود اسی طریق پر عمل کریں جس طریق پر کار بند ہونے کا
 وہ میں نے دفعہ ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ میں اقرار کیا ہے۔

اس امر کا خارجی ثبوت کہ اس فیصلہ نے مرزاجی کا قافیہ کہاں تک تنگ کیا ہے لینا
 ہو تو مرزاجی کی تحریر ہی سے لیجئے۔ مرزاجی کا ایک مطبوعہ اشتہار ہمارا پاس ہے جس سے اذکی لڑکی
 ایسی نمایاں ہے کہ کسی شرح یا حاشیہ کی محتاج نہیں آپ فرماتے ہیں: ”مجھے بارہا خدا تعالیٰ
 مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنو گنا سو میں نوح نبی کی طرح دونوں
 ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں رَبِّ اِنِّیْ مَعْلُوْبٌ مگر بغیر فائتصر کے۔ میں اسوقت
 کسی دوسرے کو مقابلہ کے لئے نہیں بلاتا اور نہ کسی شخص کے ظلم اور جور کا جناب
 الہی میں اپیل کرتا ہوں۔“ اشتہار ۹ نومبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۹۔

یہ عبارت باوازا بلند اپنا مدعا اور مطلب بتلا رہی ہو اور صاف کہہ رہی ہے کہ مرزاجی پر اس
 مقدمہ سے ایسا عیب چھایا ہو کہ خدا سے استدعا کرتے ہوئے فائتصر میری مدد کر ہی نہیں
 کہہ سکتے باوجود اس کے پہر ہی ڈرتے ہیں کہ گورنمنٹ خلاف عہدی سرباز پر س نہ کرے کہ وہاں
 امر کے ذریعہ کو کہتے ہیں کہ کسی کو مقابلہ پر نہیں بلاتا۔ انذار سی پیشگوئیاں چھین گئیں۔ نبوت
 کی مانگ ٹوٹ گئی۔ ابھی تک کہے جاتے ہیں کہ اس مقدمہ سے مولوی محمد حسین کی ذلت ہوئی
 کہ اسکا فتویٰ کفر منسوخ ہو گیا یہی غلط فتویٰ منسوخ نہیں ہوا صرف ہما حشہ میں ایسے الفاظ
 رد جال کا فر۔ وغیرہ بولنے سے دونوں ذریعہ کو روکا گیا کسی سبیل یا مستغنی کے جواب میں
 فتویٰ دینے اور اپنی مجلس میں تنہا ہی نسبت رائے ظاہر کرنے سے ہرگز منع نہیں کیا گیا
 چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب نے اشاعت السنہ نمبر ۹ جلد ۹ ابابت ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰ پر صاف
 صاف لفظوں میں آپکے اس علم باطل کو رد کر دیا ہے ہم بلا کسی پیشی مولوی صاحب موصوف
 کے الفاظ کا نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:-

دو مرزا نے اپنے اشتہار ۹ نومبر ۱۹۰۶ء میں مضمون غلط اور خلاف واقع شہر کیا ہے کہ مولوی محمد حسین

- ۱۰۔ نے اس باقرار نامہ پر دستخط کر کے اپنے فتوے کو جو اشاعت السنہ جلد ۳۴ میں شائع ۱۱۔
 ۱۱۔ کیا تھا منسوخ کر دیا اور اسی بنا پر مرزا نے اس اشتہار میں یہی دعویٰ کیا ہے کہ وہ فیصلہ ۱۲۔
 ۱۲۔ ابو سعید محمد حسین کے منشاء کے برخلاف ہوا جس کا جواب صفحہ ۳۴۷ میں گذر چکا ہے ہم کو ۱۳۔
 ۱۳۔ مرزا سے بحث و خطاب منظور نہیں ہم صرف پبلک کو آگاہ کرنے کی غرض سے اس امر ۱۴۔
 ۱۴۔ کا اظہار واجب سمجھتے ہیں کہ مرزا نے اس بیان میں پھر اور عجیب و غریب ضلع پراقترا کیا ۱۵۔
 ۱۵۔ پبلک کو دہو کہ دیا خاکسار قبول تمام مسلمانوں کے جو مذہب باطل مرزا کے مخالف ہیں ۱۶۔
 ۱۶۔ اور مرزا کو اس کے عقاید باطلہ مخالف اسلام کے سبب ایسا ہی گمراہ جانتا ہے جیسا کہ اس ۱۷۔
 ۱۷۔ باقرار نامہ پر دستخط کر نیے پہلے جانتا تھا اور اس کے حق میں یہی فتویٰ دیتا ہے جس کو جلد ۱۳ ۱۸۔
 ۱۸۔ اشاعت السنہ میں شائع کر چکا ہے فیصلہ مقدمہ اور دستخط باقرار نامہ کے بعد مجھے مولوی ۱۹۔
 ۱۹۔ برکت علی صاحب منصف اخلاص نے امرتسر نے سید حیدر حسین قانلو کو تفصیل مذکورہ ۲۰۔
 ۲۰۔ کے سامنے امرتسر لاہور کی ریل گاڑی میں مرزا کی نسبت فتویٰ پوچھا تو خاکسار نے وہی فتویٰ ۲۱۔
 ۲۱۔ دیا مرزا کے خاص مرید حواری یعقوب ایٹہ بلخارا الحکم نے شمال کے پیش پر مجھ سے مرزا ۲۲۔
 ۲۲۔ کو کئی مہینے فتویٰ پوچھا تو میں نے وہی فتویٰ دیا اور اسے کہہ کہ یہ فتوے لکھ دو گے میں نے ۲۳۔
 ۲۳۔ کہا کہ تحریری سوال پیش کر دے تو تحریری جواب ملے گا۔ ان فرض اپنے فتوے یا اعتقاد ۲۴۔
 ۲۴۔ کو میں نے نہیں بدلا اور نہ ہی منسوخ کیا اور نہ ہی اس دفعہ چہارم اقرار نامہ کا یہ منشاء ۲۵۔
 ۲۵۔ صرف مباحثہ میں ان الفاظ کو بالمتقابل استعمال کر نیکا دونوں فریق نے وعدہ و اقرار نامہ ۲۶۔
 ۲۶۔ کیا ہے اور یہی اس دفعہ چہارم کا منشاء ہے۔ ناظرین اشتہار مرزا اور دوسرے ۲۷۔
 ۲۷۔ دہو کہ نہ کہہائیں۔“

۲۸۔ کیے مرزا جی! بدد یا بد رسا نید میں ابھی کچھ کسر ہے۔ سچ ہو اذالہ تسخے فاصنع ما شئت ۲۹۔
 ۲۹۔ نمبر سوم کا جواب ہم کیا دیں۔ ہاں یاد آیا کہ مولوی صاحب اگر انگریزی لفظ ڈسپچارج کا ترجمہ ۳۰۔
 ۳۰۔ غلط سمجھنے سے ایسے ذلیل ہوئے کہ آپ کی پیشگوئی کے مصداق بن گئے تو کیا حال ہے اون الہامیوں ۳۱۔
 ۳۱۔ کا جنکو انگریزی میں الہام ہوں اور کتاب کے چپے تک نے ترجمہ ہی لکھ دیں اور عذر یہ کریں کہ ۳۲۔
 ۳۲۔ اس وقت یہاں کوئی مترجم نہیں اسلئے بے ترجمہ ہی لکھا جاتا ہے دیکھو براہین احمدیہ جلد چہارم ۳۳۔

۳۴۔
 ۳۵۔
 ۳۶۔
 ۳۷۔
 ۳۸۔
 ۳۹۔
 ۴۰۔
 ۴۱۔
 ۴۲۔
 ۴۳۔
 ۴۴۔
 ۴۵۔
 ۴۶۔
 ۴۷۔
 ۴۸۔
 ۴۹۔
 ۵۰۔

نمبر چہارم کی بابت تو ہم آپکی داد دیتے ہیں، واقعی زمینداری ایسی ہی ذلت ہے کہ خدا
 دشمن کے نصیب نہ کرے۔ جب ہی تو آپنے اپنی قدیمی آبیانی ذلت نہ ہونے کو اپنی
 جائیداد غیر منقولہ اپنی چاہتی بیوی کے پاس مبلغ پانچ ہزار روپہ کر دی ہے لیکن جس
 روز انکو خبر ہو گئی کہ زمینداری کی ذلت مرزا جی نے دانستہ سیر گلی مرہ دی ہے تو وہ آپکو سناپی
 خوب کئے لاکھوں شتم اس پیار میں ہی آپنی ہم پر، خدا نا خواستہ گرختم گیس ہوتے تو کیا کرتے
 ہم چاہتے تھے کہ مرزا جی سے درخواست کریں کہ ہمارے ہی ایسی پیشگوئی کریں جسکا
 نتیجہ ایسی ذلت ہو جو مولوی محمد حسین صاحب کو زمین ملنے سے ہوئی مگر یاد آیا کہ گورنمنٹ
 نے شاید اسی خوف سے کہ اتنی زمین کہاں سے آئیگی جو مرزا جی کی پیشگوئیوں کے پور کرنے
 کو کافی ہو سکے انہوں نے تو ہمیشہ کسی نہ کسی کو پیشگوئی کا ہدف بنائے ہی رکھا ہے۔ مبادا
 کہیں زمین کے نہ ہونے سے کوئی پیشگوئی غلط ہو جائے ایسی پیشگوئیاں کرنے ہی سے
 انکو بند کر دیا فسوس ۵

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کریٹیک فریاد، وہ ہی کمبخت تیرا چاہنے والا نکلا
 ہاں مرزا جی نے جو حدیث پیش کی ہے اسکا مطلب بتلانے کو توجی نہیں چاہتا تھا بلکہ
 اوسے ذخیرہ میں اس حدیث کو رکھنا چاہتے تھے جو مرزا جی کی حدیث دانی اور فہم معالی کا
 ہم نے جمع کیا ہوا ہے جسکی طرف اسی کتاب کے حاشیہ صفحہ اپرا اشارہ ہی کرتے ہیں۔ مگر ناظرین کی
 اطلاع کیلئے بتلانا ضروری ہے۔ یہ حدیث جسکے مضمون کی طرف مرزا جی نے اشارہ کر کے ثابت کرنا
 چاہا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بوجہ زمیندار ہوجانے کے ذلیل ہو گئے۔ فاتحہ قوم کے
 حال سے متعلق ہے جسکا مطلب ہے کہ جو قلع قوم یعنی بادشاہ ہو کر زمینداری کی طرف
 جھپک جائے اور ملکداری سے غافل ہو جاوے اور اوسے پر کفایت اور قناعت کر لے تو وہ ذلیل
 ہو جائیگی یعنی اوسکی حکومت اور سلطنت چند دنوں میں ہاتھ سے نکل جائیگی (صدق
 رسول اللہ فداہ روحی) اسی اصول اور حکمت کیوجہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عربی سپاہیوں
 کو ایک چپہر زمین ہی نہ دیتے تھے بلکہ آجکل ہی فاتح قوموں کا یہی اصول ہے ورنہ ایسی زمیندار
 جیسی کہ مولوی محمد حسین صاحب کرتے ہیں اس قسم کی تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام

خود کرتے اور کراتے رہے۔ غیبر کی زمین تو تمام اسی طریق پر دی گئی تھی مرزا جی! مجدد
 نے اتنا ہی علم کافی ہے یا اس سے زیادہ کی بھی ضرورت ہے؟
 اللہ کے لیے حسن پہ یہ بے نیازیاں۔ بندہ لوٹا نہ آپ کسی کے خدا نہیں
 ناظرین! یہ ہیں مرزا جی ہتکنڈے جن سے پیشگوئیوں کو سچا کیا کرتے ہیں جو دراصل اس
 شر کے مصداق ہیں۔

کار زلف تہ مشک فتانی اما عاشقاں۔ مصلحت راتہتے برآہوئے چین بستہ اند
 مالک یاد آ یا کہ یہ پیشگوئی تین اشخاص سے متعلق تھی جن میں سے صرف مولوی محمد حسین صاحب
 ہی کامیاب اور فائز ہوا۔ ہوئے مگر وہ صاحب ملا محمد بخش اور مولوی ابوالحسن تبتی بنوڈ بقی تھے
 سوا انکی نسبت ہی مرزا جی نے نہیں تنظر نہیں کہا چنانچہ فرماتے ہیں کہ: ان مولوی ابوالحسن
 تبتی اور ملا محمد بخش لاہوری کی ذلت اور عزت دونوں طغیلی ہیں۔ لاشہار، ۱۸۹۹ء
 صفحہ ۱۴، چلو چھٹی شدہ بس ہو چکی نماز مصلے اٹھائیے۔

ہاں ملا مذکور کے حق میں پیشگوئی کے صدق پر مرزا جی نے ایک دلیل ہی دی جو جو قابل بیان
 بیان ہو فرماتے ہیں: ”وہ جعفر زٹلی (ملا محمد بخش) جو گندی گالیوں سے کسی طرح باز نہیں آتا تھا
 اگر ذلت کی موت اوپر وار نہ نہیں ہوئی تو اب کیوں نہیں گالیاں نکالتا۔“ لاشہار
 مذکور صفحہ ۱۴، اس دلیل سے ہمیں ایک قصہ یاد آیا۔ ہمارے شہر انیسویں ایک دیوانی عورت
 تھی او سکول کے چھڑا کرتے اور او سکول پیو کی اماں: ”کہا کرتے تھے جس روز ان کو سکول کے
 دن ہوتا او سدن تو انہوہ کثیر اماں کی خدمت میں حاضر رہتا اور خاطر تواضع اپنی لفظوں سے
 کرتے رہتے مگر جس دن لڑکے کام میں مصروف ہو او سدن اماں جی کہتیں کہ: ”آج
 شہر کے لوٹے مر گئے۔“ وہی کیفیت ہمارے الہامی صاحب کی ہے۔ انوس کہ یہ
 ہی غلط۔ ملا مذکور ہمیشہ مرزا جی کی دعوت حسب موقع کرتا رہا اور کرتا ہے۔ قبول کرنا کرنا
 مرزا جی کا کام ہے۔ وہ تو بیچارہ ہمیشہ دست بد عار ہوتا ہے کہ

”گر قبول افتد رہے عز و شرف“

ناظرین کے مزید اطمینان کیلئے ہم ملا مذکور کا ایک خط نقل کرتے ہیں جو ہمارے سوال کے جواب میں

ملا محمد بخش صاحب -

السلام علیک - آپ کی نسبت ۱۸ دسمبر ۱۹۹۹ء کے اشتہار میں مرزا کا دیانی نے لکھا ہے کہ آپ ذلت اور خواری کی وجہ سے اس کے مقابلہ سے باز آگئے ہیں۔ یہ ۱۸ دسمبر سے پہلے آگئے تھے۔ آپ حلیہ تبلاویں کہ یہ ٹھیک ہے؟

اس کا جواب { جناب مولانا صاحب - وعلیکم السلام - مرزا بالکل جھوٹ بکتا ہے نیچے اس کے مقابلہ میں کبھی ذلت اور خواری نہیں پہنچی بلکہ دن بدن خدا کے فضل سے عزت ہوتی رہی اور اس کی پیشگوئیوں کو ہمیشہ چھوٹی اور شیطانی اختلام سمجھتا رہا۔ میں اس سے ہزار روپیہ بھی نہ لیتا جو وہ اتنےم کو کہہ رہا تھا وہ اب بھی اگر چاہے تو میں قسم کھا سکتا ہوں اس کے شیطان ہونے پر پھر چاہے وہ ایک سال نہیں دس سال کی بھی پیشگوئی جیسا کہ میرے مضمون اس کی پیشگوئی کے بعد ۱۸ دسمبر تک مفصلہ ذیل تاریخوں میں بعنوان ذیل نکلتے رہے۔

۹ دسمبر ۱۹۹۰ء - ۱۲ دسمبر ۱۹۹۰ء - ۱۴ دسمبر ۱۹۹۰ء - ۱۶ دسمبر ۱۹۹۰ء - ۲۰ دسمبر ۱۹۹۰ء - یہ سب ایک پہلے ہی اشتہار تھے۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۹۰ء کو بعنوان "مرزا کا ڈب اور ہم" - ۲۰ اپریل ۱۹۹۱ء کو بعنوان "مسیح کا ذب کے ساتھ دو باتیں" - ۲۵ جون ۱۹۹۱ء کو بعنوان "کادیان کا جھوٹا مسیح" - یکم اکتوبر ۱۹۹۱ء کو بعنوان "الحکم کی غلط فہمی" - ۱۵ دسمبر ۱۹۹۱ء کو بعنوان "عجیب جواب" - بندہ ملا محمد بخش از لاہور یکم اکتوبر ۱۹۹۱ء۔

سو کوئی ابوالحسن بلیتی بھی بخیر بیتا اپنے وطن قصبہ بنگر ضلع اسکردوٹی میں زندہ سلامت ہیں۔ سردی کی وجہ سے کبھی نزلہ و کام ہوا ہو تو انکار نہیں ہو سکتا۔

آخر میں ہم اپنے ناظرین کو مرزا جی کی ایک پیش بہا پیشگوئی پر بھی مطلع کرتے ہیں گو ادریں پیشگوئی کے دن ابھی باقی ہیں لیکن ہم ابھی سے چشم براہ ہیں کہ دیکھیں ہمدرد عدم کیا کچھ ظہور پذیر ہوتا ہے مضمون اس کی پیشگوئی کا حسب معمول بڑے زور شور کا ہے گو وہ ضرر دعا ہی ہے مگر مرزا جی کی دعا ہی تو صرف دعا ہی نہیں کہ قبول ہونا ہونا خیالی امر ہو مرزا جی سے تو خدا نے صاف کہا ہوا ہے جو تو کہیگا کرونگا جو تو مانگے گا دینگا (دیکھو صفحہ کتاب)۔

یہ پیشگوئی اشتہار مورخہ ۵ نومبر ۱۹۹۹ء میں ہے جسکی یہاں تیس سال پہلے ابتدا اس کی پیشگوئی

سے ہے اور انتہاء اسکی اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ہے مطلب اسکا یہ ہے کہ مرزاجی میں اور مرزاجی کے مخالفوں میں کسی بین آسمانی نشان کو فیصلہ ہوگا جو پہلے نہ ہوا ہو۔ دیکھئے کہیں تیرہ ماہہ پیشگوئی کی طرح جسکی اسل مقدمہ عدالت عالیہ میں پیش تھی ردیکھو صفحہ ۹ کتاب ہذا پیشگوئی ہی تو نہیں چرچاتی۔ آج تک اگر بٹالہ کی گونج۔ یا مرزاجی کی دیوار کا مقدمہ یا امیر صاحب والی کابل یا ملکہ منظر کی وفات یا پریسڈنٹ امریکہ یا ہیکم صاحبہ بہو بال کی موت مراد نہیں تو جو کچھ ہوگا دیکھیں گے ۷

ہم بھی ہیں سینہ سپر قاتل! لگا جو ہو سو ہو۔ آج دیکھیں کاٹ تیرے ابروئے خدا کا

پانچویں پیشگوئی مشعلہ نشان آسمانی

میعادی سالہ

طبع اول کے وقت چونکہ اس پیشگوئی کی میعاد ایک سال باقی تھی اسلئے اسوقت تو ہم نے ناظرین کی خدمت میں صرف انتظار کی درخواست کی تھی مگر آج طبع ثانی کیوقت چونکہ میعاد ختم ہے اسلئے اس پیشگوئی کی بھی جہج کرے ناظرین کو اصلیت پر مطلع کرتے ہیں کیونکہ پیشگوئی اون اہبات اخبار غیبیہ سے ہے جنہر مرزاجی اپنے صدق کا مدار رکھکر مخلوق کو انتظار کرنے کا حکم دیا ہوا ہے۔ یہ پیشگوئی ایک ماہ کے طور پر بڑے دو درقون پر ہے چنکا اصل مطلب یہ ہے مرزاجی

لکھتے ہیں کہ۔ اے میرے مولا! نادرد خدا! اب بچے راہ بتلا (آمین) اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۳ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۳ء تک میرے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے کو ای دے جسکو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔ دیکھتے ہیں

تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر اگر میں تیرے حضور سجا ہوں اور جیسا

کہ خیال کیا گیا ہے کافر کاذب نہیں ہوں۔ تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر ۱۹۰۳ء تک ختم

ہو جائیں گے کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہفتوں سے بالاتر ہو۔ راہنما ۵، ۱۸۹۹ء

گویہ الفاظ دعائیہ میں مگر مرزاجی اپنے رسالہ "اعجاز احمدی" کے صفحہ ۸۸ پر اس دعا کو

پیشگوئی قرار دیتے ہیں۔ پھر ہمارا کیا حق ہے کہ ہم اسکی نسبت یہ گمان کریں کہ یہ صرف

دعا ہی دے جسکی قبولیت قطعی نہیں اسلئے کہ ایک مرزاجی کی دعا ہے کسی معمولی آدمی کی نہیں مرزاجی تو اپنی دعا کی بابت اسی اشتہار کے صفحہ نمبر پر فرماتے ہیں۔ مجھے بارگاہِ خدائیتعالیٰ مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں میری سنو نکا۔

میں سچ کہتا ہوں جب کہ مجھے اشتہار مذکور ملا ہے میں آسمان کی طرف ہر روز گویا تاکتا ہوں، تھا کہ دیکھیں مرزاجی اور انکے مخالفوں کے فیصلہ کیلئے کیا نشان ظاہر ہوتا ہے جس کے دیکھنے کے بعد لوگوں کو انکی نسبت جو خیالات ہو رہے ہیں رفع دفع ہو جائیں کیونکہ نشان کوئی معمولی نشان نہیں تھا بلکہ ایسا عظیم الشان نشان ہے جسکو سلطان کہتے ہیں جسکی بت مرزاجی خود ہی لکھتے ہیں کہ "سلطان عربی زبان میں ہر ایک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں کہ جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلوں پر قبضہ کر لے" اشتہار ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء

پس جو تعریف مرزاجی نے سلطان کی کی خود ہی مرزاجی کے اوس مطلوبہ نشان کی ہے جسکے ہونے پر آپ فیصلہ دیتے ہیں کہ اگر تو (ایجاد) تین برس کے اندر جو جنوری سنہ ۱۲۹۹ھ شروع ہو کر دسمبر سنہ ۱۳۰۰ھ تک پورے ہو جائینگے میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلا دے اور اپنے بندے کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو میری نظر میں شرابا ور پلید اور بیدین اور کذاب اور دجال اور خائیں اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں پنج تین صدق نہیں سمجھو نکا۔ اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لو نکا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں میں اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بیدین اور خابین ہوں جیسا کہ مجھ پر کیا صفحہ ۳۔ افسوس کہ مرزاجی نے ناحق ہمیں تین سال تک انتظار میں رکھا۔ دیکھتے دیکھتے ہماری آنکھیں ہی پتھر آگئیں۔ کان ہی سن ہو گئے مگر کوئی آواز ہمارے کانوں تک نہ آئی کہ فلاں ایسا نشان ظاہر ہوا ہے جس سے مرزاجی اور انکے مخالفوں کا فیصلہ ہو گیا۔ ہم نے طبع اول کتاب ہذا کے وقت ابو جعفری کے چند ایک نشان پیش کئے تھے یعنی امیر صاحب والی کابل کی وفات یا پریزیڈنٹ امریکہ کی موت یا ملک معظمہ قیصر ہند کا انتقال یا بیگم صاحبہ بہاول کی مرگت مگر افسوس کہ مرزاجی کی پارلیمنٹ الہامیہ نے انہیں سے کسی نشان کو قبول نہ فرمایا

بلکہ ایک نئے نشان کی نشاندہی کی فکر میں لگ کر اس پیشگوئی کو بھی سابقہ پیشگوئیوں کی طرح گوہ کندن و کاہ بر آوردن کا مصداق بنایا چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

دس ہزار روپیہ کا اشتہار :- یہ اشتہار خداتوالے کے اس نشان کے اظہار کے لئے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانوں کی طرح ایک پیشگوئی کو پورا کرے گا یعنی یہ ہی وہ نشان

ہے جسکی بابت وعدہ تھا کہ دسمبر ۱۹۲۲ء تک ظہور میں آجائے گا۔ اگر سالہ اعجاز احمدی ^{صفحہ}

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موضع مذکور ضلع امرت سر میں مرزاٹیوں نے شور و غیب

کیا تو ان لوگوں نے لاہور ایک آدمی بھیجا کہ وہاں سے کسی عالم کو لاؤ کہ ان سے مباشرت

کریں۔ اہالی لاہور کے مشورے سے قرعہ قال بنام من دیوانہ زندہ ایک تار آیا

اور صبح ہوتے ہی جہٹ سے ایک آدمی آپہنچا کہ چلیے ورنہ گاؤں کا گاؤں بلکہ اطراف کے

لوگ بھی سبکے سب گمراہ ہو جائیں گے۔ خاکسار چار و ناچار موضع مذکور میں پہنچا

مباحثہ ہوا۔ خیر اس مباحثہ کی رو بہداد توضیح ششمین ہند مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۲ء میں اہالی

وہ مذکور نے شائع کرادی۔ مگر مزاجی کو اس کے فرستادوں نے ایسا کچھ ڈرایا اور اپنی ذلت

کا حال سنایا کہ مزاجی تو آپے سے باہر ہو گئے اور جہٹ سے ایک سالہ اعجاز احمدی نصف

اردو اور نصف عربی نظم لکھ کر خاکسار کے نام مبلغ دس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار

دیا کہ اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری انہی ہی ضخامت کا رسالہ اردو عربی نظم جیسا پتہ بنایا،

پانچ روز میں بنا دے تو میں دس ہزار روپیہ انکو انعام دوں گا اور اس قصیدے کا نام

قصیدہ اعجاز یہ رکھا یعنی یہ قصیدہ ایسا فصیح و بلیغ ہے کہ جیسا قرآن آنحضرت کا مجرہ

ہے یہ میرا مجرہ ہے اسی قصیدہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ یعنی خاکسار

کے اس قسم کے قصیدہ کے کہنے سے عاجز رہنے سے میری وہ پیشگوئی جو سہ سالہ میعاد

کی مینے طلب کی ہوئی ہے پوری ہو جائیگی گویا یہی وہ نشان ہے جسکی بابت مرزا نے خدائے

استے بڑے بڑے چوڑے دانت میں پسکے سوال کئے تھے۔

اب اسکے متعلق سیری کارروائی ہی سنئے مینے ۲۲ نومبر ۱۹۲۲ء کو ایک اشتہار دیا

جسکا خلاصہ ۲۹ نومبر کے پیپہ اخبار لاہور میں ہی چھپا تھا کہ آپ پہلے ایک مجلس

میں اس قصیدے اعجازیہ کو اون غلطیوں سے جو میں پیش کروں صاف کر دیں
 تو پھر میں آپ سے زانو بزا نو بیٹھ کر عربی نویسی کروں گا۔ یہ کیا بات ہے کہ آپ گہرے تمام
 زور لگا کر ایک مضمون اچھی خاصی مدت میں لکھیں اور مخاطب کو جسے آپ کی مہلت کا
 کوئی علم نہیں محدود وقت کا پابند کریں۔ اگر واقعی آپ خدا کی طرف سے ہیں اور جبر
 آپ کا منہ ہے اور ہر ہی خدا کا منہ ہے جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے (تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ
 میدان میں آکر طبع آزمائی نہ کریں بلکہ بقول حکیم سلطان محمود ساکن راولپنڈی سے
 بنایا آ کر کیوں جو رو کا چرخ نکل دیکھیں تیری ہم شہر خوانی

حرم سرائے ہی سے گول باری کریں۔ اس کا جواب یا صواب اس جتنا آیا کہ ہاں ہم میدان
 میں آنے کو طیار ہیں۔ چونکہ میں نے اس شہر میں یہی لکھا تھا کہ اگر آپ مجلس میں اغلاط نہ
 سینے تو میں اپنے رسالہ میں اونکو ذکر کروں گا۔ اس لئے آج میں اوس وعدے کا ایفا کرتا ہوں
 قصیدہ اعجازیہ

آپ تو اس کا نام اعجازیہ رکھتے ہیں جس کے یہ معنی ہونے چاہیے کہ فصاحت و بلاغت کے ایسے
 اعلیٰ مرتبہ پر ہے کہ کوئی شخص اس جیسا لکھ نہیں سکتا۔ مگر غور سے دیکھا جاوے تو خود
 آپ کو بھی اس عجائز کا یقین نہیں پہلا اگر یقین ہوتا تو پانچ روز کی مدت کی قید کیوں لگاتے
 کیا قرآن شریف کے اظہار اعجاز کیلئے ہی کوئی تحدید ہے۔ کسی آیت تحدید میں کفار
 مخالفین سے کہا گیا ہے کہ اتنے دنوں یا اتنے مہینوں میں مثل لاؤ گے تو مقابلہ سمجھا جائیگا
 اور اگر اتنے دنوں سے زائد ایام گزرے تو ردی میں پھینک دیا جائیگا (اعجاز احمدی صفحہ ۱۷۱)
 پھر طرفہ یہ کہ صرف پانچ روز کی تحدید کے قلمی مضمون سے جو مصنف کی اصل لیاقت کا
 سیار ہے کوئی شخص مرزبانی کو حیت نہیں سکتا بلکہ اس مجزہ نمائی میں لکڑی اور لوہے
 کو بھی دخل ہے کہ وہ مضمون کو چھاپ کر کتاب تیار کر کے حضرت کی خدمت میں پہنچا دے
 جس سے یہ مراد ہے کہ نہ کسی مولوی صاحب کے ہاں مرزبانی کی طرح پریں اور نشی گہر کے ہونے
 اور نہ کوئی آپ سے مبالغہ (وہ ہی روحانی اور معنوی) لے سکیگا۔ کیا ہی مجزہ ہے کہ
 پرسیں کے کام کو بھی مجزہ کا جزو بنایا جاتا ہے تاکہ اگر کسی صاحب کو ذاتی لیاقت

و قابلیت ہو ہی تو بوجہ اسکے کہ اس کے پاس پریس کا ایسا انتظام نہیں کہ کا دیانی پریس
کی طرح صرف مرزاجی کا کام کرتا ہو تو بس اس کی لیاقت ہی ملیا میٹا فضل ہے اور بڑا
ہے وہ ہی مرزاجی کو سچ موعود مان گئے کیونکہ اس کے پاس پریس نہیں اور مرزاجی کے
پاس پریس ایک نہیں دو نہیں ہیں۔ ناظرین! یہ میں مرزاجی کی بہول بہلیاں جتنے بہت
کم لوگ واقف ہو سکتے ہیں پتھر ہیں اس سے بخت نہیں ہم تو آپکو جو آپ ہیں واقعی سچے
دل سے مانتے ہیں۔ اب ہم آپ کے اعجازی قصیدہ کا بحر بتلاتے ہیں۔ آپ کے قصیدے
میں ہر قسم کی غلطیاں ہیں۔ حرفی۔ نحوی۔ عروضی وغیرہ۔

آپ کے قصیدے کا بحر حرکت روی (منہ ہے چنانچہ پہلا شعر آپ کا یہ ہے۔

ایا ارض یل قد د فاک مد مر وار د ال ضلیل دا غراک مو غرا ۳۱ شعر

حالانکہ مندرجہ ذیل اشعار میں اقوال لازم آتا ہے بے آخر کی حرکت بجائے منہ کے کسرہ
ہو جاتا ہے اور اقوال سخت عیب ہے۔ ^{۱۰} محیط الدائرہ میں ہوان تغیر الجری الی حرکت قریبہ کما اذا
الملت الضمة کسرة او الکسرة ضمة فهو عیب فی القافیة یسمی اقواء ط۔ اور عروض الفتح میں ہے
عیب اختلاف الوصل یسمی مثل منزل مع منزلی اقواء و مثل نزلا مع منزلو و منزلی اصرا فا و هو عیب۔

(۳۱ شعر) دعویٰ لیبتہلن لموت مزور مضل فلم یسکت ولم یتحمر

(۳۲ شعر) ایا محسنی بالحق و یجمل الزخا رویدک لا تبطل صیغک واحد

(۳۳ شعر) وان کنت قد ساءتک ام خلافتی فسل من سلی ما ساء قلبک واحصر

(۳۴ شعر) سئمتا تکالیف التطاول مزعلنا تمادت لیا لی الجور یا ربی انصر

(۳۵ شعر) وجئتک کالموت فآخی امورنا لغنا اما ملک کالمساکین فاغفر

(۳۶ شعر) تعال جیبی انت مرؤحی و راحتی وان کنت قد انست ذنبی فستر

(۳۷ شعر) بفضلک انا قد عصمتنا من العدا وان جمالت قاتلی فأت والنظر

(۳۸ شعر) و قد جم کر بی یا الہی و بختی و من ق خصلی یا نصیری و عقر

(۳۹ شعر) وان کان لا یستطیع ابطال ایتی فقل خدا من اید الضلالة و انصر

یہ کتاب علم عروض کے متعلق اور نیٹیل کالج کے مولوی فضل کلاس کو پڑھائی جاتی ہے۔

وان كنت تحمده فاعلن واخبر	رمۃ شعراء	اذا نحن بارزنا فاین حسینکو
ومنهم الہی بخش فاسمع و ذکر	رمۃ شعراء	ثلثۃ اشخاص به قدر ایتہم
بغیظ فلم اقلق ولم اتحیر	رمۃ شعراء	مواہل حکم کان فی اذیا لہم
انہ واتق الله المماسید وخذ	رمۃ شعراء	فأرصدیک یا رد فی الحسین ابا الوفا
ومن کان اتقی لا ابالک یخذ	رمۃ شعراء	الا تحققی الرحمان عند تصنع
بضرب ولم اکسل ولم اتحسر	رمۃ شعراء	فوافیت بجمع کذہم وقتلہم
وخف قصہ پ قال لا تقف فأخذ	رمۃ شعراء	انکفی مہلا بعض هذا التہکم
وان تطلب فی الیادین انحض	رمۃ شعراء	فان تبغنی فی حلقة السب تکلف
فیا صاح لا تنطق ہوی وتصب	رمۃ شعراء	وارسلنی ربی لا صلاح خلقہ
متی یا تنی من زائرین اصغر	رمۃ شعراء	وکنت امرء ابغی الخول من السبا
فقتل ولم اعرض ولم اتعد	رمۃ شعراء	فاخرجنی من حجر فی حکم مالکی
لدی شان فوقان عظیم معزو	رمۃ شعراء	واشی لاخبار مقام وموقف
ولکن متی يستحضر القوم لحضر	رمۃ شعراء	ولست بتواقی الی مجمع العدل
ومن یقصد التحقیر خبثاً یحقر	رمۃ شعراء	الا ان حسن الناس حسن خلقہم
الی برہقہ من بعد ذلک یشعر	رمۃ شعراء	مشعرنا مال المنسدين ومنعش
وان كنت قد ازمعت حربی فأحضر	رمۃ شعراء	فتب واتق القہار ربک یا علی
وان خلہا تخفی علی الناس تظہر	رمۃ شعراء	اریناک ایات فلا عذر بعدہا
ومن لا یوقر صا دقا لا یوقر	رمۃ شعراء	اردت بئذ ذللی فریتہما
وان كنت تاتی بالصواب فادبر	رمۃ شعراء	وانی لعن الله لست بجائر
بہل فلم تنکت ولم تستغیر	رمۃ شعراء	وهذا العهد قد تقر بیننا

مرزا جی !

ان اشار کے مجرئی کا اعراب بمنو آپ ہی کا لکھا ہوا لکھا ہے عموماً آپ نے رفع لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقوال کی قوت سے آپ ہی رہتے اور خوف کہاتے ہیں مگر آپ کا رفع

لکھا ہوا اگر صحیح سمجھا جاوے تو صرفی اور نحوی قاعدہ کے خلاف ہوتا ہے۔ مذہبی امور میں
تو آپ اپنے دام افادوں کو اپنا حکم ہونا بتالایا کرتے ہیں اور دعویٰ کیا کرتے ہیں
کہ جو حدیث میرے دعوے کے خلاف ہو وہ غلط ہے۔ مگر صرفی اور نحوی اصول میں تو
آپ حکم یا موجد نہیں کہ جو حکم چاہیں لگائیں۔

اس غلطی کے علاوہ مندرجہ ذیل اشعار میں اصراف لازم آتا ہے جو اس سے بھی
سخت عیب ہے۔ جسکی بابت محیط الدائرہ میں ہے ان تغیر الجری الی حرکتہ بعیدۃ کا اذا
ابدلت الضمة فتحة او بالفتکس فهو عیب فی القافیۃ یسمی صرافا و اسرافا۔ (صفحہ ۱۱۰)

عروض المفتاح میں ہے دھوا عیب (کامیاب) پس سنو!

(صفحہ ۲۶ شعر ۶) دعوا حب دنیا کو رجب تعصیب ومن یشرب الصماء یصیر مسک
کیونکہ "مسک" بوجہ خبر ہونے بصر کے منصوب ہے۔ حالانکہ تعصیب کا مجری مرفوع ہے۔

(صفحہ ۲۶ شعر ۷) وان کان شان الامر رفع عندکم فاین بهذا الوقت من شان جولی
کیونکہ جولی بوجہ شان کے مفعول بہ ہونے کو منصوب چاہیے اور مجری رفع ہے۔

(صفحہ ۲۶ شعر ۸) وان حیات الغافلین لذلة فسل قلبه زاد الصفا وتکدر
تکدر ماضی مبنی بر فتح ہے جو مجری کے خلاف ہے۔

(صفحہ ۲۶ شعر ۹) وسبوا واذلوا باقوا سمبھم وسمون دجالا وسمون اکبرا
ابتس بوجہ مفعول ثانی ہونے سموا کے منصوب چاہیے جو مجری سے خلاف ہے۔

(صفحہ ۲۶ شعر ۱۰) وقد کان صوف قبلہ مثل خادج فجاء لتکلیل الودی لیعتز
لیعتز لام کے بعد ان نامبتدئہ ہونیکیوجہ سو منصوب کا جو مجری کو خلاف ہے۔

(صفحہ ۲۶ شعر ۱۱) وكيف عصوا الله لم يدسها وكان سنا برقي من الشمس
اظهر بوجہ خبر ہونے کان کے منصوب چاہیے۔

(صفحہ ۲۶ شعر ۱۲) وکرم من عدو کان من اکبر العدل فلما اتان صاعرا صرت اصغر
اصغر بوجہ خبر ہونے صرت کے منصوب چاہیے جو مجری کے مخالف ہے۔

(صفحہ ۲۶ شعر ۱۳) اکان حسین افضل الرسل کلام اکان شفیع الانبیاء و مؤثر

منشور ہو جو معطوف ہونے سے شفیع کے کان کی خبر منصوب ہے۔

رشتہ شعری، انعم ان رسولنا سید الوری علی زعمہ شایبہ توفی ابتر
ابتر ہو جو حال ہونے توفی کی ضمیر کے منصوب ہے۔

رشتہ شعری، اآخیت ذنباً عایناً او ابا الوفا او افیت ملل اور دیت امر تس
امر تس ہو جو مفعول بہ یا حسب جو مصنف مفعول فیہ ہونے کے منصوب ہے۔ نیز ہمزہ
ثقل آتا ہے گرامر جائز نہیں قطعی ہے۔

رشتہ شعری، وصبت علی راس النبی مصیبة ودقوا علیہ من السیوف المغفر
المغفر ہو جو مفعول بہ ہونے دقوا کے منصوب ہے۔

رشتہ شعری، وکنت اذا حیرت للبحر والوعا سطوت علینا شاتما لتقر
لتقر ہو جو مقدر ہونے ان ناصبہ کے منصوب چاہے جو مجری کے خلاف ہو۔

رشتہ شعری، ففکر بحدک خمس عشرة لیلۃ وناد حسیناً او ظفر واصغر
اصغر ہو جو معطوف ہونے مفعول بہ کے منصوب ہے۔

رشتہ شعری، رمیت لاغتان واکنت رامیاً وکن رماہ اللہ وبقی لیظہر
لیظہر ہو جو ان مقدرہ کے منصوب ہے۔

اقوا اور اصراف گو بعض شعرا کہلا سون آئیں مگر ناقدین انکو معیوب گنا ہے۔ چنانچہ
عبارات کتب عروض اور گنہگار میں۔

علامہ اسکے مندرجہ ذیل اشعار میں سقم معنوی بھی ہیں۔

رشتہ شعری، فسل ایہا القاری اخالک ابا الوفا لما یخزع الحق وقد جاء منذ
عام مخاطب کو جس میں اپنی جماعت کے افراد ناقصہ اور کاملہ بھی داخل ہیں ابو الوفا کا بہائی یعنی شیل بنایا
اور ابو الوفا کو فدح سے موصوف کیا ہے حالانکہ ایہا القاری بحیث عموم فدح سے موصوف نہیں ہو سکتا۔
رشتہ شعری، وان قضاء الله ما یخطئ الفتن لہ خانیات لا یلہا مفکر

لا یلہا کا فاعل مفکر کو بنایا ہے حالانکہ مفکر کا کام رویت نہیں بلکہ فکر ہے۔

رشتہ شعری، ولوان قومی انسونی کطال لب دعوت لیطو عن عقل و بصروا

و بصرہ کا عطف عوت پر مراد نہیں اور عطف پر صحیح نہیں۔

(۲۷ شعر ۳) ایا عابد الحسنین ایات واللہی و مالک تختار السعید و لشعر

و لشعر پر دوا غلط ہے کیونکہ مضارع حال ہو تو صرف ضمیر سے آتا ہے۔ کافہ میں ہے
و المضارع المقتب بالضمیر و حکہ اور تختار پر عطف مراد نہیں۔

(۲۸ شعر ۱) ثقلت لك الولايات يا ارض جور لعنت بملعون فانت تد مر

انت ضمیر مؤنث مخاطبہ، اور تل میں صیغہ مذکر مخاطبہ، اور اگر تل میں ہو تو نہ وزن
درست رہیگا اور نہ کافہ بے قیاس۔

(۲۹ شعر ۶) فیا قی من الله العلیہ معلّم و یهدی الی اسرارها و یفیس

اسرارها میں ضمیر مؤنث اسد جل شانہ کی طرف پیروی ہے

(۳۰ شعر ۴) وان كان هذا الشرک فی الدنیز جائزاً فباللغو رسالہ فی الناس یعشر

یہ شعر بعینہ اور ہو ہو نہ کا گیا رہوان شعر ہے۔

(۳۱ شعر ۶) نری بر کات ترلوها من السماء لنا کالواقعہ و الکلام یُنصر

نزلوها میں ضمیر اعلیٰ کا مرجع پہلے مذکور نہیں۔

بتلاکے جس چہرے سے قصیدہ میں سرسری نظر سے اتنی غلطیاں لفظی اور معنوی ہوں

وہی اس قابل ہو سکتا ہے کہ اعجازیہ کا معزز لقب پاکے اور اسکو بے مثل کہا جاوے۔ ان اگر

بے مثل کے یہ معنی ہیں کہ اس جیسا غلط کلام اور قصیدہ دنیا بہر میں کوئی نہیں تو ہمیں بھی مسلم ہے۔

علاوہ اسکے ہنر مانا کہ مرزا جی کا یہ قصیدہ ایسا معجزہ ہے کہ اسکے مقابلہ سے کل دنیا پانچ روز

میں بنانے سے عاجز ہے تو یہ معجزہ تو انکو بقول مرزا جی، اس تین سالہ میعاد سے پہلے کا حاصل ہے

۳۱ ام سے آپ مختلف تصنیفات کو بطور معجزہ دگر مقیدہ، بتلاکے سے ہیں۔ رسالہ نور الحق۔

کرامات الصادقین۔ سر الخلافہ۔ وغیرہ رسائل شاہ عدل ہیں۔ نیز ۲۲ نومبر ۱۹۰۲ء کے

پہ اخبار میں اپنے صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ عرصہ دس سال سے میرا دعویٰ عربی میں اعجاز نمائی

کا ہے۔ پہر جو نشان اور معجزہ اس پیشگوئی سے سات سال پہلے کا آپکو حاصل ہو اسی کو اتنی دانت

میں میں کہ خدا سے طلب کیا تھا حاصل نہیں تو کیا ہے؟

علاوہ اس کے اس نشان کی تعریف میں تو یہ بھی اہل ہل ہو کہ وہ آسمانی نشان ہوگا۔ جو
انسان ہاتھوں سے بالا ہو۔ حالانکہ اس قصیدہ کے لکھنے میں انسان کے ہاتھوں کو دخل ہے۔
یہ الگ بات ہے کہ آپسے بوجہ الہام مندرجہ دافع البلاء انت منی بہن لہ اولادہ یعنی خدا فرماتا
ہے کہ تو امی مرزا میری اولاد کے رتبہ پر ہے، انسانیت ہی سلوب ہو در نہ بظاہر تو آپ انسان ہیں
مگر صد یہ کہ ان معقولیہ جوہ کا جب تک آپ جواب نہیں اس کتاب کو اس نشان سے الگ کا
مصدق نہیں بنا سکتے۔

چونکہ تمام ملک نزدیکہ لیا کہ ات میں سال کی مدت میں آپکی تائید اور تصدیق میں کوئی آسانی
نشان ظاہر نہیں ہوا پس ہمارا حق ہے کہ ہم آپ ہی کے فرمودہ پر ایمان رکھیں جو آپنے وصیت
نہ ظاہر ہوئے آسان نشان کے اپنی حق میں فرمایا ہے جو شروع میں نقل ہو چکا جسکو ہم نے بعض
مزید نقل اپنے ناظرین کے دوبارہ لکھ کر انچھی دستخط کڑ دیتے ہیں۔ سنئے فرماتے ہیں۔
”میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود
اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں جیسا بھی سمجھا گیا“ صوفیہ ۱۱ شہارہ نومبر ۱۸۹۹ء
پس ہمارا بھی اسی پر صناد ہے اور آپ کو واقعی اس فیصلہ میں حکم مانکر آپکے فیصلہ کو
بسر چشم رکھتے ہیں۔ امانت و صداقتنا مع الشاہدین۔

چھٹی پیشگوئی متعلق طاعون پنجاب

آس پیشگوئی کی اصل بنیاد وہ اشتہار ہے جو ۲۷ فروری ۱۸۹۸ء کو کاہی۔ جمہین یون مذکور ہے۔
”میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ
” رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بد شکل اور سیاہ رنگ اور غرق خاک
” اور چوڑے چوڑے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے
” اور درخت ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو شہر پر ملک
” میں پھیلنے والی ہے۔ میرے پرے امر مشتبہ رہا کہ اُسویہ کہا کہ آئندہ جاڑی میں یہ مرض
” پھیلے گا یا یہ کہ اس سے بڑھ کے جاڑی میں پھیلے گا۔“ دہشتہ ۲۷ فروری ۱۸۹۸ء

تیس ہم مرزا جی کے اشتباہ کی آخری مدت ہی لیتی ہیں تو یہی اس حساب سے فروری ۱۹۰۰ء کے اندر طاعون کا زور ہونا چاہئے تھا۔ مگر خدا کے فضل سے ایسا نہوا بلکہ ۱۹۰۲ء میں یعنی مرزا جی کی پیشگوئی سے پورے دو سال بعد پنجاب کے بعض شہروں اور قصبوں میں طاعون ہوا پھر بھی ایسا کہ مرزا جی شاید ایسے سے خوش نہوں (خدا انکو خوش نکری) ہمارے شہر امرتسر میں کثیر التعداد آبادی میں اندون (نومبر دسمبر ۱۹۰۲ء) میں جو بقول مرزا جی طاعون کی وجہ سے خدا کے روزہ کھولنے کا زمانہ ہو دیکھو دفع البلاء مطبوعہ ریاض منہ ص ۳۵۱ اور ص ۳۵۲ کل امراض سے ہوتی رہی جن میں ۲-۳-۴-۵ طاعون سے بھی مرتے رہے۔ حالانکہ بقول مرزا جی یہ نومبر ۱۹۰۲ء طاعون کے ایسے زور کا مینا تھا جو لگتے ہیں کہ یہ ابتداء نومبر ۱۹۰۲ء سے خدا تعالیٰ اپنا روزہ کھولے گا۔ اس وقت معلوم ہو جائیگا کہ اس افطار کے وقت کون کون ملک الموت کے قبضے میں آیا ہے۔ (رسالہ دافع البلاء مطبوعہ ریاض منہ ص ۳۵۱)

ساتویں پیشگوئی متعلق حفاظت کاویان

اس پیشگوئی پر تو مرزا جی نے اپنی صداقت کا بہت کچھ مدعا رکھا ہے۔ اہل الہام مبارک میں یہ ہے: "انہ اوی القرية" جسکی بابت فروری ۱۹۰۰ء تک صاف اقرار ہے۔ کہ یہ فقرہ کہ انہ اوی القرية ابتداء کو معنی میرے پر نہیں کھلو" دیکھو ہشتہار فروری ۱۹۰۰ء مگر اس سے بعد تو اس پر اتنے عاشر لکائے گئے ہیں کہ الامان بقول شخصے ڈھائی سو چوبیس ہزار۔ رسالہ دافع البلاء میں تو اس قدر زور ہے کہ تمام دنیا کے لوگوں کو لکھا جاتا ہے کہ کوئی ہے کہ وہ بھی ہائی طرح اپنے اپنے شہر کی بابت کہو کہ انہ اوی القرية۔ جس حال میں طاعون نے کاویان سے وہ دوس کے فاصلے پر آفت برپا کر رکھی ہو کاویان میں کیوں نہیں آتا بلکہ جو کوئی باہر کا آدمی کاویان میں آجاتا ہے تو وہ بھی اچھا ہو جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ (دیکھو دفع البلاء) مگر خدا کی شان کیا ہی کسی نے سچ کہا ہے۔ ۵

جواب بھر کو دیکھو وہ کیسے سر اٹھاتا ہے تکبر وہ بری شئی ہے کہ توڑا ٹوٹ جاتا ہے چند روز تو مرزا جی نے بہت ہی کوشش کی کہ کاویان کے طاعون کا اظہار نہ ہو مگر وہ بکری کی

ہاں کب تک خیر نہ ہو، آخر جب یہ امر ایسا محقق ہو گیا کہ مرزا جی کو اپنی جان کے لالہ پڑ گئے تو ایک اعلان جلی حرفوں میں جاری کیا جو درج ذیل ہے۔

”**اعلان**۔ چونکہ آجکل مرض طاعون ہر ایک جگہ بہت زور پر ہے اسلئے“
 ”اگرچہ کادیان میں نسبتاً آرام ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ برعایت یہاں“
 ”بڑا مجمع جمع ہونے سے پرہیز کی جائے۔ اسلئے یہ قرین مصلحت معلوم ہوا کہ دسمبر کی تعطیلوں میں“
 ”جیسا کہ پہلے اکثر احباب کادیان میں جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اب کی دفعہ اس اجتماع کو“
 ”بمحافظہ نمکدہ بالا ضرورت کے موقوف رکھیں اور اپنی اپنی جگہ پر خدا سے دعا کرتے“
 ”رہیں کہ وہ اس خطرناک ابتلا سے انکو اور انکو اہل و عیال کو بچا دیں“ دیکھو اخبار
 البدر۔ کادیان۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۰۶ء

افترا متہ کس دبی زبان سے کادیان میں طاعون کے ہونے کا اقرار ہے کس سوچ بچار سے لکھا گیا ہے کہ نسبتاً آرام ہو، جس سے دام افتادوں کو بالکل ہی آرام معلوم ہو مگر دانا اس نسبتاً کے لفظ کی نسبت کو سمجھتی ہیں اور اسکی جانچ کرنے کو سرکاری رپورٹیں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ کادیان کے اخبار البدر جو مرزا جی کا ڈائری نوٹس ہے، کے نمبر ۱۷ پر لکھا ہے کہ ”اے پر تائب نگ نے جو کادیان میں لوگوں کو ٹیکہ کرانے آئے تھے، کہا کہ میں مرزا صاحب سے بھی کہتا مگر انہوں نے ڈوبنگ بنایا ہوا ہے اسلئے میں سر دست انکی خدمت میں کچھ نہیں کہتا۔ میں یہاں نہ آتا مگر چونکہ متواتر رپورٹ پہنچی ہے کہ چوہر دن میں طاعون ہے اسلئے آنا پڑا“ تو کس ناز و انداز سے بعد تسلیم وجود طاعون دبی زبان سے تاویل فرماتے ہیں۔

یہ انہ ادوی القرۃ میں قرۃ کا لفظ ہے کادیان کا نام نہیں اور قرۃ قیر سے نکلا ہوا جسکے معنی

جمع ہونے اور اکٹھے ہونے کے ہیں یعنی وہ لوگ جو اسپین ہوا کلت رکھتی ہوں۔ اسپین ہندو اور چوہر سے بھی داخل نہیں گا ناخبرہ کو رسد۔ حالانکہ دافع البلا مطبوعہ ریاض منہ پر لکھتی ہیں کہ ”خدا نے سبقت کر کے کادیان کا نام لے دیا ہے“ اب یہاں صاف ہی کفار

اسد کیا ہے

لَوْنٌ صَدْرُ الْفَعْلِ يَدْرِي مِنَ الْفَعْلِ كَاَعْقَابِهِ لَمْ تَلْفَهْ يَتَخَذَمُ -

الان ان کو
اپنی کاموں کا انجام
معلوم ہو۔ تو
شرائینہ یوں ہو۔

خدا کی شان ابھی کل ہی کا ذکر ہے کہ یوں لکھا جاتا تھا اور شور مچایا جاتا تھا کہ "قادیان کو
اسکی خونا کتبا ہی سے محفوظ رکھیگا۔ کیونکہ یہ اسکی رسول کا تختگاہ ہے اور یہ تمام امتوں کو
لئے نشان ہے" دافع البلاء، مگر آج یہ بات کھلی کہ قادیان کا نام ہی نہیں۔ قادیان کے
رہنروالوں سے ہم نے بگوش خود سنا کہ اگر مرزا یہ پیشگوئی نکرتا تو قادیان میں کبھی طاعون نہ آتا
جبکہ اسنے پیشگوئی کی ہے۔ ہم نے اُسی روز سے سمجھا تھا کہ ہماری خیر نہیں خدا اسکی تکذیب
کرنے کو قادیان میں ضرور ہی طاعون بھیجیگا۔ سو ایسا ہی ہوا۔

ناظرین! خدا را ذرہ رسالہ دافع البلاء کو اٹھا کر ملاحظہ فرمائے۔ پھر مرزا جی کی یہ
توجیہ بھی پڑھے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ کسی استاد کا قول کیسا سونے سے لکھنے کے قابل ہے۔
تھے دو گڑھی سے شیخ جی شیخ بگارتے وہ ساری انکی شیخی جہڑی دو گڑھی کے بعد
ہمارا ارادہ تھا کہ ہم قادیان میں طاعون زدوں کی فہرست لکھیں جس میں مرزا جی کے
مرید بھی ہوتے۔ مگر مرزا جی کی اس تاویل نے کہ الہام میں قادیان کا نام ہی نہیں۔ الہام
میں تو قرینہ کا لفظ ہے جس میں سوائے مرزا جی اور انکے اہل بیت کے کوئی دوسرا ہی نہیں
سکتا۔ اسی ہم یہ ارادہ ملتوی کرتے ہیں اور انتظار کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کوئی ایسی
صوت پیدا کرے کہ مرزا جی حسب عادت شریفہ اس تاویل سے بھی روگردان ہوں جو منظر ملت
موجودہ بعید نہیں۔ وما ذلک علی اللہ یعین۔

آٹھویں پیشگوئی خاکسار راقم کے متعلق

رسالہ انجما زاہدی جکا ذکر سے سالہ پیشگوئی میں مفصل ہو چکا ہے۔ اسکو ص ۱۱ و ۱۲ پر خاکسار
کو ان لفظوں میں دعوت دیتی ہیں۔

۱۔ اگر یہ (مولوی شاد احمد) سچے ہیں تو قادیان میں اگر کسی پیشگوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں۔
۲۔ اگر ہر ایک پیشگوئی کیلئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا اور آمدورفت کا کرایہ علیحدہ۔
۳۔ مولوی شاد احمد نے کہا تھا کہ سب پیشگوئیوں میں جھوٹی نکلیں اسی ہم انکو مدعو کرتے ہیں اور،

۴۔ اہل زبان اس عطف کو غور سے دیکھیں اور الہامی صاحب کے انجماز کی داد دیں۔

۱۰ " خدا کی قسم دیتا ہوں کہ وہ اس تحقیق کے لئے قادیان میں آدین رسالہ نزول المسیح میں
 ۱۱ " ڈیڑھ سو پیشگوئی میں لکھی ہو تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولو سے
 ۱۲ " ثناء اللہ صاحب لکھائے۔ اس وقت ایک لاکھ سو زیادہ میری جماعت ہو پس اگر میں مولوی صاحب
 ۱۳ " موصوف کیلئے ایک روپیہ ہی اپنی مریدوں سے لوں گا۔ تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائیگا
 ۱۴ " وہ سب انکی نذر ہو گا " ص ۲۳

اسی بیان کے متعلق ایک پیشگویان بھی جلدی میں چنانچہ لکھتے ہیں۔

۱۵ " اور واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشان میری ظاہر ہو گدا، وہ
 ۱۶ " قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پُر مال کیلئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے اور سچی پیشگوئیوں کی
 ۱۷ " اپنے قلم تصدیق کرنا انکو لئے موت ہوگی (۲)، اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کا ذات صادق
 ۱۸ " کے پہلو مر جائے تو ضرور وہ پہلو مرینگو (۳)، اور سب سے پہلو اس اردو مضمون اور عربی قصیدہ
 ۱۹ " کے مقابلہ سے عاجز رہے کہ جلد ترانگی روسیا ہی ثابت ہو جائیگی " اعجاز احمدی ص ۳
 ۲۰ " نمبر سویم کا جواب تیس سالہ پیشگوئی کے ذکر میں ہو چکا ہے۔ نمبر دویم کا جواب اسکو سوا کیا ہے۔
 ۲۱ " کہ مسلمان ہی نفس باقی ارض سمیت کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کونسی زمین میں مرے گا۔
 ۲۲ " چونکہ یہ خاکسارہ واقع میں اردن اکی طرح تھی۔ یا رسول۔ یا ابن اللہ یا الہامی ہے
 ۲۳ " اہلئے مقابلہ کی جرأت نہیں کر سکتا۔ چونکہ آپکی غرض یہ ہے کہ اگر مخاطب پہلو مر گیا تو چاندی
 ۲۴ " کھری ہو اور اگر خود بدولت تشریف لے گئے تو خس کم جہان پاک، تو بعد مرنے کے کسی نے قبر پر شہاب
 ۲۵ " کرنے آنا ہے؟ اہلئے آپ ایسی دیسی بیہودہ شرطیں باندھتی ہیں مگر میں انوس کرتا ہوں کہ مجھوں
 ۲۶ " باتوں پر جرأت نہیں اور یہ عدم جرات میرے لئے عزت ہی ذلت نہیں۔

آن نمبر اول کا جواب پیش میرے بس میں تھا۔ جو در صورت واقع ہونے کی پیشگوئی

عہ کیا مزاجی در صورت ڈیڑھ سو پیشگوئی جہوئی ثابت ہونے کے بھی آپکو مرید آپکو ایک ایک
 روپیہ نذرانہ دیدینگے جب بڑی ہی عقل کے پتلا اور ایمان کی کچی ہو گئی۔ حق تو یہ ہے کہ آپکو مریدوں کا
 ایسی ہی میں ہم بھی آپکی داردیتا ہوں۔ اگر وہ ایسی نہوتے تو مجھ کو قادیان میں موجود دیکھتے ہی آپ سے
 الگ جاتے کیونکہ میری دکان پہنچتی ہی آپکی پیشگوئی منہ پر آتی۔ اعجاز احمدی غلط ہو گئی تھی نہ

کا مصداق ہو سکتا تھا مگر افسوس کہ یہ بھی صحیح نہیں ہوئی۔ چنانچہ اجنوری سنہ ۱۲۸۷ء کو راقم فرما دیا
میں پہونچ کر مرزا جی کو رقعہ مندرجہ ذیل لکھا جو یہ ہے۔

” بسم الله الرحمن الرحيم۔ بخدی مت جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان۔
” در خاک رسب دعوت آپ کو مندرجہ اعجاز احمدی صلا و علیہ قادیان میں اسوقت حاضر ہو،
” در جناب کی دعوت کو قبول کرنے میں آج تک رمضان شریف مانع رہا ورنہ اتنا توقف،
” نہ ہوتا میں اسد جل شانہ کی قسم کہتا ہوں کہ مجھو جناب کو کوئی ذاتی خصوصیت اور عناد نہیں۔ چونکہ،
” دو آپ (بقول خود) ایک ایسی عہدہ جلیلہ پر ممتاز و مامور ہیں جو تمام بنی نوع کی ہدایت کیلئے،
” در عموماً اور مجہد جیسے مخلصوں کیلئے خصوصاً ہے۔ اسلئے مجھے قوی امید ہے کہ آپ میری،
” تفہیم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نگرینگو اور جب وعدہ خود مجھو اجازت بخشینگے کہ میں مجمع،
” میں آپ کی پیشگوئیوں کی نسبت اپنی خیالات ظاہر کروں۔ میں مکرر آپ کو اپنی اخلاص اور محبت،
” در سفر کیرف توجہ دلا کر اسی عہدہ جلیلہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھو ضروری موقع دیں۔“
بنیادین وقت پر ۳۱ جنوری سنہ ۱۲۸۷ء التوالی فاع شمار اسد از قادیان۔

آسکا جواب مرزا جی کیرف سے نہایت ہی شیریں اور مزیدار پہونچا جو مندرجہ ذیل ہے۔

” بسم الله الرحمن الرحيم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔
” از طرف عائد با اسد احمد غلام احمد عافہ اسد واید۔ بخدی مت مولوی شمار اسد صاحب۔
” در آپ کا رقعہ پہونچا۔ اگر آپ لوگوں کی صدق دل سو یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک و شبہات،
” در پیشگوئیوں کی نسبت یا انکی ساتھ اور امور کی نسبت بھی جو دعوی سے تعلق رکھتی ہوں،
” رفع کر ادین تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہوگی اور اگرچہ میں کئی سال ہو گئے کہ اپنی،
” کتاب انجام آہم میں شائع کر چکا ہوں کہ میں اس گروہ مخالف سے ہرگز باخات نہیں،
” نہیں کر دینگا۔ کیونکہ اسکا نتیجہ ہجر گندی گالیوں اور اباشانہ کلمات سننے کے اور کچھ،
” ظاہر نہیں ہوا۔ مگر میں ہمیشہ طالب حق کے شبہات دور کرنے کیلئے طیار ہوں۔ اگرچہ،
” در آپ نے اس رقعہ میں دعوی تو کر دیا ہے کہ میں طالب حق ہوں مگر مجھے تامل ہے کہ اس دعوی،
” پر آپ قیچہ سکین۔ کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہر ایک بات کو کشان کشان

مرزا جی کی وجہایت میں جو کہ ہر روز ہوتا ہے۔ تاہم تصنیف ہوا اسد احمد جل شانہ کی۔ کہ اس حال کی میرا کادیان مالک اور اصل واقعہ کو چیک کر صرف اپنی طرف سے ایک عبارت لکھ رہی ہے جو صحیح نہیں ہے۔ نہ اصل واقعہ کی بنا پر ہے۔ نہ ساری خطوط نقل کر رہی ہیں۔ واہ رسے ہلو مانس تیر سے کیا کہنے۔ منہ

۱۰ یہودیہ اور لغو مباحثات کی طرف لے آتے ہیں اور میں خدا کو تعالیٰ کے سامنے دعوہ کر چکا ،
 ۱۱ ہوں کہ ان لوگوں سے مباحثات ہرگز نہیں کروں گا۔ سو وہ طریق جو مباحثات سے ،
 ۱۲ بہت دور ہے وہ یہ ہے کہ آپ اس مرحلہ کو صاف کرنے کیلئے اقل یہ اقرار ،
 ۱۳ کر دیں کہ آپ منہاج نبویؐ باہر نہیں جائیں گے اور وہی اعتراض کریں جو آنحضرتؐ ،
 ۱۴ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا حضرت عیسیٰؑ پر یا حضرت موسیٰؑ پر یا حضرت یونسؑ پر عاید ہوتا تھا ،
 ۱۵ اور حدیث اور قرآن کی پیشینگوئیوں پر رد نہ ہو۔ دوسری یہ شرط ہوگی کہ آپ زبانی ،
 ۱۶ بولنے کے ہرگز مجاز نہیں ہونگے۔ صرف آپ مختصر ایک سطر یا دو سطر تحریر دیدیں کہ میرا ،
 ۱۷ یہ اعتراض ہے۔ پھر آپکو عین مجلس میں مفصل جواب بنایا جائیگا اعتراض کیلئے لیا لکھنے کی ،
 ۱۸ کوئی ضرورت نہیں ایک سطر یا دو سطر کافی ہیں تیسری یہ شرط ہوگی کہ ایک دن میں ،
 ۱۹ صرف ایک ہی آپ اعتراض پیش کریں گے۔ کیونکہ آپ اطلاع دیکر نہیں آؤ۔ چورون کی ،
 ۲۰ طرح آگئے اور ہرمان دنوں باعث کم فرصتی اور کام طبع کتاب کے تین گھنٹوں سے ،
 ۲۱ زیادہ وقت نہیں خرچ کر سکتے۔ یاد رہی کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ عوام کا لالہ عام کے ،
 ۲۲ روبرو آپ دغظ کی طرح لمبی گفتگو شروع کر دیں بلکہ آپ نے بالکل منہ بند رکھنا ہوگا۔ ،
 ۲۳ جیسے حکم حکم۔ یہ سلیقہ کہ تا گفتگو مباحثہ کے رنگ میں نہ جا دی۔ اقل صرف ایک ،
 ۲۴ پیشگوئی کی نسبت سوال کریں۔ تین گھنٹہ تک میں اسکا جواب دے سکتا ہوں۔ اور ،
 ۲۵ ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپکو متنبہ کیا جاویگا۔ کہ اگر ابھی تسلی نہیں ہوئی تو اور لکھ کر ،
 ۲۶ پیش کرو۔ آپکا کام نہیں ہوگا کہ اسکو سنا دیں ہم خود پڑھ لیں گے۔ مگر چاہئے کہ دو تین ،
 ۲۷ سطر سے زیادہ نہ ہو۔ اس طرز میں آپکا کچھ خرچ نہیں ہے۔ کیونکہ آپ تو شہادت دور ،
 ۲۸ کرانے آئے ہیں۔ یہ طریق شہادت دور کرانے کا بہت عمدہ ہے۔ میں باواز بلند ،
 ۲۹ لوگوں کو سنا دینگا کہ اس پیشگوئی کی نسبت مولوی شامی صاحب کے دل میں یہ دوسمہ ،
 ۳۰ پیدا ہوا ہے اور اسکا یہ جواب ہے۔ اسی طرح تمام دساوس دور کردی جائیں گے ،
 ۳۱ لیکن اگر یہ چاہو کہ بحث کے رنگ میں آپکوبات کا موقع دیا جا دی۔ تو یہ ہرگز نہیں ،
 ۳۲ ہوگا۔ چودھویں جنوری سن ۱۳۱۰ء تک میں اسبجہ ہوں۔ بعد میں ۱۳۱۰ء کو ،

۱۰ یہودیہ اور لغو مباحثات کی طرف لے آتے ہیں اور میں خدا کو تعالیٰ کے سامنے دعوہ کر چکا ،
 ۱۱ ہوں کہ ان لوگوں سے مباحثات ہرگز نہیں کروں گا۔ سو وہ طریق جو مباحثات سے ،
 ۱۲ بہت دور ہے وہ یہ ہے کہ آپ اس مرحلہ کو صاف کرنے کیلئے اقل یہ اقرار ،
 ۱۳ کر دیں کہ آپ منہاج نبویؐ باہر نہیں جائیں گے اور وہی اعتراض کریں جو آنحضرتؐ ،
 ۱۴ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا حضرت عیسیٰؑ پر یا حضرت موسیٰؑ پر یا حضرت یونسؑ پر عاید ہوتا تھا ،
 ۱۵ اور حدیث اور قرآن کی پیشینگوئیوں پر رد نہ ہو۔ دوسری یہ شرط ہوگی کہ آپ زبانی ،
 ۱۶ بولنے کے ہرگز مجاز نہیں ہونگے۔ صرف آپ مختصر ایک سطر یا دو سطر تحریر دیدیں کہ میرا ،
 ۱۷ یہ اعتراض ہے۔ پھر آپکو عین مجلس میں مفصل جواب بنایا جائیگا اعتراض کیلئے لیا لکھنے کی ،
 ۱۸ کوئی ضرورت نہیں ایک سطر یا دو سطر کافی ہیں تیسری یہ شرط ہوگی کہ ایک دن میں ،
 ۱۹ صرف ایک ہی آپ اعتراض پیش کریں گے۔ کیونکہ آپ اطلاع دیکر نہیں آؤ۔ چورون کی ،
 ۲۰ طرح آگئے اور ہرمان دنوں باعث کم فرصتی اور کام طبع کتاب کے تین گھنٹوں سے ،
 ۲۱ زیادہ وقت نہیں خرچ کر سکتے۔ یاد رہی کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ عوام کا لالہ عام کے ،
 ۲۲ روبرو آپ دغظ کی طرح لمبی گفتگو شروع کر دیں بلکہ آپ نے بالکل منہ بند رکھنا ہوگا۔ ،
 ۲۳ جیسے حکم حکم۔ یہ سلیقہ کہ تا گفتگو مباحثہ کے رنگ میں نہ جا دی۔ اقل صرف ایک ،
 ۲۴ پیشگوئی کی نسبت سوال کریں۔ تین گھنٹہ تک میں اسکا جواب دے سکتا ہوں۔ اور ،
 ۲۵ ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپکو متنبہ کیا جاویگا۔ کہ اگر ابھی تسلی نہیں ہوئی تو اور لکھ کر ،
 ۲۶ پیش کرو۔ آپکا کام نہیں ہوگا کہ اسکو سنا دیں ہم خود پڑھ لیں گے۔ مگر چاہئے کہ دو تین ،
 ۲۷ سطر سے زیادہ نہ ہو۔ اس طرز میں آپکا کچھ خرچ نہیں ہے۔ کیونکہ آپ تو شہادت دور ،
 ۲۸ کرانے آئے ہیں۔ یہ طریق شہادت دور کرانے کا بہت عمدہ ہے۔ میں باواز بلند ،
 ۲۹ لوگوں کو سنا دینگا کہ اس پیشگوئی کی نسبت مولوی شامی صاحب کے دل میں یہ دوسمہ ،
 ۳۰ پیدا ہوا ہے اور اسکا یہ جواب ہے۔ اسی طرح تمام دساوس دور کردی جائیں گے ،
 ۳۱ لیکن اگر یہ چاہو کہ بحث کے رنگ میں آپکوبات کا موقع دیا جا دی۔ تو یہ ہرگز نہیں ،
 ۳۲ ہوگا۔ چودھویں جنوری سن ۱۳۱۰ء تک میں اسبجہ ہوں۔ بعد میں ۱۳۱۰ء کو ،

عہ کیا مزاجی! حکم ہو کر بھی آپکی تقریر سنی جاسکتی ہے۔ شاید معجزہ ہو! نہیں نہیں یہ منہ اس لائق کہان کیا تھا۔

۱۱ ایک مقدمہ پر جہلم جاؤنگا۔ سو اگرچہ بہت کم فرصتی ہو۔ لیکن چودہ جنوری کو ایک تین گھنٹہ
 ۱۲ تک آپ کے لئے خرچ کر سکتا ہوں اگر آپ لوگ کچھ نیک نیتی سے کام لیں تو یہ ایک ایسا طریق
 ۱۳ ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہوگا۔ ورنہ ہمارا اور آپ لوگوں کا آسمان پر مقدمہ ہے
 ۱۴ خود خدا کو تعالیٰ فیصلہ کر دیگا۔ والسلام علیہ وعلیٰ آلہہ وسلم
 ۱۵ سو چکر دیکھ لو کہ یہ بہتر ہوگا کہ آپ بذریعہ تحریر جو سطر و وسط سے زیادہ نہو ایک ایک
 ۱۶ گھنٹہ کے بعد اپنا شبہ پیش کرتے جائیں گے اور میں وہ دوسرے دور کرتا جاؤنگا۔ ایسا ہی
 ۱۷ صد آدمی آتے ہیں اور دوسری دور کرالیتے ہیں۔ ایک پہلا مانس شریف آدمی ضرور
 ۱۸ اس بات کو پسند کرلیگا۔ اُسکو اپنی وسوسہ دور کرانے میں اور کچھ غرض نہیں۔ لیکن
 ۱۹ وہ لوگ جو خدا سے نہیں ڈرتے انکی توفیق نہیں ہی اور ہوتی ہیں۔
 ۲۰ بالآخر اس غرض کیلئے کہ اب آپ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہیں قادیان سے بغیر تصفیہ
 ۲۱ کے خالی نہ جاویں۔ دو قسموں کا ذکر کرتا ہوں۔ اقل چونکہ میں انجام تمہیں
 ۲۲ خدا سے تعالیٰ سے قطعی عہد کرچکا ہوں کہ ان لوگوں سے کوئی بحث نہیں کرینگا
 ۲۳ اس وقت پہر اسی عہد کے مطابق قسم کھاتا ہوں کہ میں زبانی آپکی کوئی بات نہیں
 ۲۴ سنوں گا۔ صرف آپکو یہ موقع دیا جاوینگا کہ آپ اقل ایک اعتراض جو آپ کے نزدیک
 ۲۵ بڑا اعتراض کسی پیشگوئی پر ہو ایک سطر یا دو سطر یا حد تین سطر تک لکھ کر پیش کریں
 ۲۶ جسکا یہ مطلب ہو کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور منہاج نبوت کو ردی قابل اعتراض ہے
 ۲۷ اور پہر چپ رہیں اور میں مجمع عام میں اُسکا جواب ددنگا۔ جیسا کہ مفصل لکھ چکا ہوں
 ۲۸ پہر دوسری دن اسی طرح دوسری پیشگوئی لکھ کر پیش کریں۔ یہ تو میری طرف سے خدا
 ۲۹ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس سے باہر نہیں جاؤنگا اور کوئی زبانی بات نہیں سنوں گا اور
 ۳۰ آپکی مجال نہیں ہوگی کہ ایک کلمہ ہی زبانی بول سکیں اور آپکو ہی خدا تعالیٰ کی قسم دیتا
 ۳۱ ہوں کہ آپ اگر سچو دل سے آئے ہیں تو اسکو پابند ہو جائیں اور ناحق فتنہ و فساد میں ملے
 ۳۲ رہیں نہ کریں۔ اب ہم دونوں میں سے ان دونوں قسموں سے جو شخص انحراف کریگا۔
 ۳۳ اُسپر خدا کی لعنت ہے۔ اور خدا کرے کہ وہ اس لعنت کا پہل ہی اپنی زندگی میں

۱۰ دیکھ لو آمین۔ سو میں اب دیکھوں گا کہ آپ سنت نبوی کے موافق اس قسم کو پورا
 ۱۱ کرتے ہیں یا قادیان سے نکلتی ہوئی اس لعنت کو ساتھ لجاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اول
 ۱۲ آپ مطابق اس عہد کو کہ بقسم کہ آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر کا لکھ کر پیچیدہ
 ۱۳ اور پہر وقت مقرر کر کے مسجد میں جمع کیا جا دیکھا اور آپ کو بلایا جا دیکھا اور عام مجمع
 ۱۴ میں آپ کے شیطانی دس دس دور کر دے جائیں گے۔ مرزا غلام احمد قلم خود
 ۱۵ کیسی صفائی اور ہوشیاری کے ساتھ بحث سے انکار کرتے ہیں حالانکہ تحقیق حق کیلئے رجوع بالکل
 بحث ہی کا مرادف (ہم معنی) لفظ ہے، صلاً پر مجبور بلایا ہوا صاحبان منکر ہیں بلکہ مجبور ایسی غاشی
 کا حکم دیتے ہیں کہ صہم۔ بکھڑا دہرہ۔ گونگا، ہو کر آپ کا لیکچر سنا جاؤں۔ مگر نہیں معلوم کہ صہم یعنی
 گونگا ہو کر تو میں سن سکتا ہوں۔ صہم دہرہ، ہو کر کیا سنوں گا۔ شاید یہ بھی معجزہ ہو۔ خیر بہر حال سکا
 جواب جو خاکسار کی طرف سے گیا وہ درج ذیل ہے۔

۱۰ الحمد للہ و سلام علی عبادۃ اللہ الذین اعطیہ۔
 ۱۱ اقا بلعل ان خاکسار شہداء۔ بخند مست مرزا غلام احمد صاحب۔
 ۱۲ آپ کا طولانی رقعہ مجھ پہنچا۔ مگر افسوس کہ جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا وہی ظاہر ہوا
 ۱۳ جناب الاجبکہ میں آپ کی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی صلاۃ ۲۳ حاضر ہوا ہوں اور
 ۱۴ صاف لفظوں میں رقعہ ادلی میں انہیں صفحوں کا حوالہ دیکھا ہوں تو پھر اتنی ٹول
 ۱۵ کلامی جو آپ کی ہے بجز العادۃ طبیعۃ ثانیۃ کے اور کیا معنی رکھتی ہے۔
 ۱۶ جناب میں کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اعجاز احمدی کے صفحات مذکور پر تو اس نیاز
 ۱۷ کو تحقیق کیلئے بلاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میں خاکسار، آپ کی منگونیوں کو جھوٹی ثابت کروں
 ۱۸ تو فی بیشکوی مبلغ سو روپیہ انعام لوں اور اس رقعہ میں آپ مجھ کو ایک دس سطرین لکھو گے
 ۱۹ پابند کرتے ہیں اور اپنی لئے تین گھنٹے تجویز کرتے ہیں تلک اذا قصۃ ضیعی۔
 ۲۰ پہلا یہ کیا تحقیق کا طریق ہے کہ میں ایک دس سطرین لکھوں اور آپ تین گھنٹے تک فرماتے جائیں
 ۲۱ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آپ مجھ کو دعوت کر کے پھینکا رہے ہیں اور اپنی دعوت
 ۲۲ انکاری ہیں اور تحقیق سے اعراض کرتے ہیں جسکی بابت آپ نے مجھ صلاً پر دعوت دی ہے

۱۰ جناب الا کیا انہیں ایک دستور کے لکھنے کے لئے آپ نے مجھ کو درودت پر حاضر
 ۱۱ کرنے کی دعوت دی تھی جس عمدہ میں امرتہ ہی میں بیٹھا ہوا کر سکتا تھا اور چکا
 ۱۲ ہوں۔ مگر چونکہ میں اپنی سفر کی مصوبت کو یاد کر کے بلا نیل مرام واپس جانا کی صلاح
 ۱۳ مناسب نہیں جانتا۔ اسی میں آپ کی اس بے انصافی کو بھی قبول کرتا ہوں کہ میں
 ۱۴ دو دو تین سطرین ہی لکھونگا اور آپ بلا شک تین گھنٹے تک تقریر کریں۔ مگر اسی اصلاح
 ۱۵ ہوگی کہ میں اپنی دو تین سطرین مجمع میں کھڑا ہو کر سناؤں گا اور ہر ایک گھنٹہ کے بعد
 ۱۶ پانچ نہایت دس منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت رائے ظاہر کروں گا اور چونکہ مجمع عام
 ۱۷ اور آپ پسند نہیں کرتے اسی فریقین کے محد آدمی ہونگے جو چپیں چپیں سے زائد ہونگے
 ۱۸ اور آپ میرا بلا اطلاع آنا چور دنگی طرح فرماتے ہیں کیا مہانوں کی خاطر اسی کو کہتے ہیں
 ۱۹ اطلاع دینا آپ نے شرط نہیں کیا تھا۔ علاوہ اسکی آپ کو آسمانی اطلاع ہوگی ہوگی۔
 ۲۰ اور آپ جو مضمون شائیکے وہ اسی وقت مجھ کو ویر کئے گا۔ کارروائی آج ہی شروع
 ۲۱ ہو جائے۔ آپ کے جواب آنے پر میں اپنا مختصر سوال سپرد کرنا۔ باقی لعنتوں
 ۲۲ کی بابت یہی عرض ہے جو حدیث میں موجود ہے۔ "جوڑی شہداء شہادۃ"

کیسے معقول طریق سے راقم نے اپنی وجوہات بتلائی اور کس نرمی سے مرزا جی کی پیش کردہ
 تجویز تہذیب سے خفیف اصلاح کے ساتھ جسے کوئی منصف مزاج ناپسند نہ کرے گا، بعینہ منظور
 کر لی مگر مرزا جی اور معقولیت سے این خیال ست و محال ست جنوں۔ چنانچہ آپ اس قہ پر
 ایسے خفا ہوئے اور اتنی گالیاں دیں کہ کہنے سننے سے ہر ہم انکو اپنی لفظوں میں نہیں بلکہ قاصد
 لفظوں میں عاشرہ پر لکھتے ہیں۔ آخر اس خفگی میں آپ نے رقعہ کا جواب بھی نہ دیا اور اپنے

یہ کہ
 یہ کہ
 یہ کہ

یہ کہ
 یہ کہ
 یہ کہ

۱۰ شہادت کہ ہم خدا کو حاضر ناظر جان کر حکم لا نکھتوا الشہادۃ سچ کہتے ہیں کہ
 ۱۱ جب ہم مولانا ابوالوفار ثناء اللہ صبا کا خط لیکر مرزا صاحب کی خدمت
 ۱۲ میں حاضر ہوئے۔ تو جناب ایک ایک فقرہ سنتے جاتے تھے اور بڑی غصے سے بدن پر عرشہ تھا اور وہاں سے
 ۱۳ سے خوں گالیاں دیتے تھے اور حضار مجلس مریدان بھی ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے کہ حضرت
 ۱۴ دتھی ان رسولی، لوگوں کو تہذیب اور تیز نہیں۔ چند الفاظ جو مرزا صاحب نے علماء کی

ایڈیگانگن کو حکم دیا کہ لکھ دینا چاہیہ وہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حکم اوصلیا

در مولوی شہار اللہ صاحب! آپ کا رقعہ حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود و مہدی
 مد معبود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں سنا دیا گیا چونکہ مضامین اس کے
 محض عناد اور تعصب آمیز تھے جو طلب حق سے بعد المشرقین کی دوری اس سے
 صاف ظاہر ہوتی تھی۔ لہذا حضرت اقدس کسٹرف سوسا کا یہی جواب کافی ہے
 کہ آپ کے تحقیق حق منظور نہیں ہے۔ اور حضرت اقدس انجام آتھم میں اوزیر
 اپنے خط مرقومہ جواب قعد سامی میں قسم کہا چکے اور اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے
 ہیں کہ مباحثہ کی شان سے مخالفین سے کوئی تقریر نہ کریں گے۔ خلاف معاہدہ الہی کے
 کوئی مامورین اس کیونکہ کسی فعل کا ارتکاب نہ کر سکتا ہے۔ طالب حق کیلئے جو طریق
 حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے کیا وہ کافی نہیں لہذا آپ کی اصلاح جو بطرز
 مناظرہ اپنے لکھی ہے وہ ہرگز منظور نہیں ہے۔ اور یہ بھی منظور نہیں فرماتے
 ہیں کہ جلد محدود ہو بلکہ فرماتے ہیں کہ کل قادیان وغیرہ کے اہل الرائے مجتمع ہوں
 تاکہ حق و باطل سب پر واضح ہو جائے۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔ جنوری ۱۳۰۷ھ

گواہ محمد سرور۔ و ابوسید غفرلہ۔ کج خاکسار محمد حسن حکم حضرت امام الزمان

نسبت عموماً اور مولانا شہار اللہ صاحب کی نسبت خصوصاً فرمائی تھی یہ ہیں۔ خبیث
 سہ۔ کتا۔ بد فالت۔ گون خوار ہے۔ ہم انکو کہیں نہ بولنے دیں گے۔ گدہ کی طرح
 لگام دیکر بٹھائیں گے۔ اور گند کی آکر منہ میں ڈالیں گے۔ لعنت ہی لیکر جائیگا۔ اسکو کہو کہ لعنت
 لیکر قادیان سے چلا جا۔ وغیرہ وغیرہ۔

مستفین میں اور اسوقت کی حالت دیکھنے میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہم حلفیہ بطور شہادت
 کہتے ہیں کہ ایسی گلیاں ہم نے مرزا صاحب کی زبان سے سنی ہیں جو کسی پوٹری چار سے بھی
 کہی نہیں جھین۔ رات

حکیم محمد صدیق ساکن ضلع جالندھر جی ایشیہ
 محمد آبراہیم۔ امرتسر۔ کٹر سفید۔
 حال دار و دار لکھنؤ دار و دار لکھنؤ

ناظرین! یہاں پر
 مشہور ہے
 دیکھو ان
 پہلے مانس
 داد دیکھو
 جو قریب
 ہوا کا
 دوپڑے
 جمع کیا جاتا
 ہے۔

چونکہ میرا روئے سخن خود بدولت سے تھا اسلئے میرا حق تھا کہ میں کسی ماتحت کی تحریر نہ لیتا۔
مگر اس خیال سے کہ پبلک کو مزاجی کے فرار کا نشان بتلایا جاوے میں نے رقعہ مرقومہ قبول کر لیا۔

ان حضرات مرسلین رقعہ یا گواہان کی حالت پر افسوس نہیں۔ بلکہ افسوس اُن لوگوں پر ہے جو کسی
لوگوں کو دراز ریش دیکھنے عالم یا مولوی سمجھ لیتی ہیں۔ جنکو یہ بھی خبر نہیں کہ مناظرہ اور تحقیق
ایک ہی چیز ہے۔ رشیدیہ جو علم مناظرہ میں ایک مستند کتاب ہے۔ اس میں صاف مرقوم ہے
المناظرۃ قوجہ المتخاصمین فی النسبۃ اظہاراً للصواب۔ یعنی کسی مسئلہ کی نسبت دو شخصوں کا

نیک نیتی اور سچائی کے اظہار کرنے کی غرض سے متوجہ ہونا اسی کا نام مناظرہ ہے۔ صفحہ ۲۳

اعجاز احمدی پر مجھ کو تحقیق کے لئے بلا رہے ہیں۔ جیسا کہ عبارت مرقومہ بصفحہ ۵۸ کتاب ہذا سے
ظاہر ہو سکتا ہے۔ پس تحقیق حق کے لئے بلا کر مناظرہ سے انکار کرنا صریح انکار بعد از اقرار کا مصداق
ہے اور موقع پر الہام کی یاد۔ مزاجی! اقرار کے بعد انکار معتبر ہو سکتا ہے؛ دو دیکھو اعجاز احمدی

علاوہ اسکو مناظرہ صرف زبانی گفتگو ہی کا نام تو نہیں بلکہ تحریری بھی بلکہ ذہنی توجہ
ہی مناظرہ ہے چنانچہ رشیدیہ میں ہے وان کان ذلک التوجہ فی النفس کما کان للحکماء

الاشراقیین۔ لیکن اس الہامی جماعت نے جہاں مسائل شرعیہ میں تجدید کی ہے اصطلاحات
عقلیہ میں بھی تو موجد ہیں اسی لئے تو کتابوں میں رزعم خود علا کے دلائل کے جواب دیتی ہیں۔ بلکہ
دراشتان کرتے ہوئے بہت کچھ اخلاق حسنہ کا اظہار بھی کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب کچھ مناظرے
ہی میں داخل ہے۔ مگر جب شمار اس کو ایک لاکھ پندرہ ہزار دینوں کی سوجھی تو خدائی وعدہ یاد آگیا۔

اور مناظرہ سے باوجود بلائے کے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔

کیونکہ مجھ کو اور جو کہ ایسا ہی کریں گے۔ کیا وعدہ انہیں کر کے کرنا نہیں آتا۔

بعد للتی واللتی ہم مزاجی کی صداقت اور درست بیانی ظاہر کرنے کو انکو حوالہ رسالہ انجام
غیرہ کی بھی پڑتا ہے کہ میں۔ آپ انجام آتم کے صفحہ اخیر پر بیشک لکھتے ہیں کہ ”واذ معان لا

خطا طبع العلماء بعد هذه التوضیحات ولو سبونا۔ وهذه مناخاتمة المناطبات“ یعنی

میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس سے بعد ملائے خطاب کریں گے۔ گو وہ ہلکے گالیان دین۔ اور یہ کتاب جاری
خطابات کا خاتمہ ہے۔

اس کتاب دا انجام آتہم، پر گو تا ریخ طبع نہیں مگر اسکی اقل صفحہ سے ۱۸۹ء معلوم ہوتا ہے
حالانکہ اس سے بعد آپ نے علما کرام کو صاف مباہلہ اور مقابلہ کیوں سٹو بلایا ہے چنانچہ آپ
۲۵ مئی ۱۸۹۷ء کے اشتہار معیار الاخیار ص ۳ پر لکھتے ہیں -

” اگر آپ لوگ امی سلام کے علماء اب بھی اس قاعدہ کے موافق جو سچے نبیوں کی شناخت
کے لئے مقرر کیا گیا ہے قادیاں سے کسی قریب مقام میں مسیا کہ مثلاً بٹالہ ہے یا آپکو
اگر انشراح صدر میسر آوی تو خود قادیان میں ایک مجلس مقرر کریں جس مجلس کے سرگروہ
آپکی طرف سے چند ایسے مولوی صاحبان ہوں کہ جو علم اور برداشت اور تقویٰ اور خوف
بارمی تعالیٰ میں آپ لوگوں کے نزدیک مسلم ہوں۔ پہر انپر واجب ہوگا کہ منصفانہ
طور پر بحث کریں اور انکا حق ہوگا کہ تین طور سے مجھ سے اپنی تسلی کر لیں، ۱۔ قرآن
حدیث کی رو سے (۲) عقل کی رو سے (۳) سماوی تائیدات اور خوارق و کرامات
کی رو سے۔ کیونکہ خدا نے اپنی کلام میں مامورین کے پرکھنے کیلئے ہی تین طریق
بیان فرمائے ہیں۔ پس اگر میں ان تینوں طوروں سے انکی تسلی نہ کر سکیا اگر ان
تینوں میں سے صرف ایک یا دو طور سے تسلی کی تو تمام دنیا گواہ رہی کہ میں کاذب
ٹھہروں گا۔ لیکن اگر میں نے ایسی تسلی کر دی جس پر وہ ایمان اور حلف کی رو سے انکار
نہ کر سکیں اور نیز وزن ثبوت میں ان دلائل کی نظیر پیش نہ کر سکیں تو لازم ہوگا کہ تمام
مخالف مولوی اور انکے نادان پیرو خدا تعالیٰ سے ٹوریں اور کروڑوں انسانوں کے
گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر نہ لیں۔“

کتیا مرزا جی آپ نے اس تحریر میں فریق مخالف کو خطاب نہیں کیا یا ان سے مجلس میں دلائل
طلب نہیں کئے جو عین مناظرہ ہے یا کیا قادیان میں ۱۸۹۷ء سے پہلے ہونے کیوجہ
سے یہ تحریر منسوخ ہے؟ نہیں تو پھر میں نے کیا ہنس بلایا تھا کہ مجھکو مناظرہ تو کیا زیارت سے
بھی محروم رکھا۔ اُسے ۵

وصال یا میسر ہو کس طرح ضامن ہمیشہ گہات میں رہتا ہوا سٹا صیاد
آن یاد آیا کہ یہ تحریر ۲۵ مئی ۱۸۹۷ء کی ہے تو اس قابل نہیں کہ اسکو پیش کیا جاوے۔

” مصطفیٰ ساکن کیلیا نوالہ ضلع گوجرانوالہ - حافظ محمد عبدالغزنوی - حبیب عبدالغزنوی “

” عبدالعلی نوشہرہ ضلع بہنبر - شاہ ابو صلاح کانپوری - فقط “

ناظرین! یہ ہیں مرزا جی کی ایلہ فریبیان جنہیں ہم بھی انکو کیتا سے زمان مانتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ انکی باتوں کی تہ تک پہنچنا اس باطنی کا مصداق ہے جو کسی صاحب کتاب خیالی حاشیہ شرح عقاید کی نسبت لکھی ہے

خیالات خیالی بس بلند ست نہ اینجا جا سے قل احمد نہ چند ست

ولے عبدالحکیم از رائے عالی بخل کردہ خیالات خیالی

عجیب پیشگوئی

یوں تو ہم بھی قائل ہیں کہ مرزا جی کی پیشگوئیاں سب کی سب ہی سچان امداد و حل جلالہ کی مصداق ہیں مگر ایک خاص پیشگوئی کا اظہار کیونکر نہیں ہو سکتا آج تک اس پیشگوئی کی طرف کسی نے غما تو جہ نہ ہوئی تھی کیونکہ بڑی مشکل یہ ہے کہ مرزا جی کے الہام کے معنی جب انکو بھی خود سمجھ میں نہیں آتے تو اور کسی کا دخل درمقول کیونکر جائز ہے سہل و سہم منتظر تھو کہ اس پیشگوئی کے معنی جناب ابلا خود ہی بتلا دیں سوا کچھ نہ مرزا جی نے بین انتظار میں نہیں کہا پیشگوئی کے الفاظ طیبہ یہ ہیں تفسیر المصداق الی القبر جسکا ترجمہ یہ ہے کہ بڑے بڑے قبر دکنی طرف نکال جائینگے مولوی غلام رسول بابا صاحب مرحوم امرتسری کے فوت ہونے پر اس پیشگوئی کی تشریح بذریعہ احکم اوسمبستہ ۱۹۰۲ء کے پونچی کہ حضرت شیخ الكل شمس العلماء مولانا سید محمد تیز حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی صاحب کے مرنے سے یہ پیشگوئی پوری ہو گئی جسکے پورا ہونے کو ایک نشان کے عنوان سے ظاہر کیا گیا ہے۔ ہم حیران تھو کہ ایسی پیشگوئی کا کیا جواب دین دیکھتے دیکھتے خدا کی شان اسی کا دیا فی اخبار اکرم ۳۰ نومبر ۱۹۰۲ء کو صفحہ ۳۰ کا لم اول ہی سے ہکو جواب لگیا۔ پس ہم حکم عطا تو باقائے تو مناسب سمجھتے ہیں کہ اہی کو نقل کر دیں۔ مرزا جی دخیال خود اپنی رقیب حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئیوں کی بابت طعنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ” یہی پیشگوئی تو وہ ہی قوی نہیں بلکہ قیافہ اور تفسیر معلوم ہوتا

ہو جیسے انجیل میں لکھا ہے کہ زلزلے آدینگو پہلا آپ انصا کریں کہ یہ کیا پیشگوئی ہے ایسا تو اور لوگ بھی کہہ سکتے ہیں دوسری پیشگوئی کہ لڑائی ہوگی اب فرمائیے کہ کونسی نئی بات ہے کہ حوالہ مذکور

مرزا جی! ہمارا بھی حق ہے کہ ہم آپ ہی کے الفاظ دہرا کر یوں کہیں کہ آپ انصاف کریں
کہ یہ کیا پیشگوئی ہے کہ بڑی بڑی مولانا سید ذریعین صاحب جیسے ایک سو دس برس کی عمر کے اور
مولوی سل بابا جیسے تریسٹھ سال کی عمر کے، قبروں میں چلے جا دیں گے تو اور لوگ بھی کہہ سکتے
ہیں کہ آپ جیسوں کے حق میں ہم بہت جلد قس کم جہان پاک کی آواز سنیں گے۔
ناظرین! یہ ہے مرزا جی کی پیشگوئیوں کا تہیلہ جو کبھی ختم ہونے پاوے۔

ایک خط آمدہ از کادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم - محمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم -
جناب مولوی صاحب! بندہ پہلے مرزا صاحب کا مرید تھا۔ لیکن جب آپ کی دعا دی جو خلا
فکرت اور سنت نبویؐ کی تو خیالات سابقہ سے استغفار کی اور توبہ کی طرف
رجوع لایا مگر چاہا کہ آپ کی تصانیف جو دل میں ایک جوش اور دلولہ ڈالنے والی تھیں دیکھ کر
اور پڑھ کر ایسا از خود رفتہ ہو گیا تھا کہ سمجھا تھا کہ واقعی اس مرد نے مذہب اسلام کو قائم
اور برپا کر نیکو ایک عجیب پہلو اختیار کیا ہے۔ لیکن جب یہاں وقادیان رہ کر انکی تعلیم
اور تبلیغ اور تادیب سے نظر ڈالی۔ تو ادھر کی آنکھ نے صاف بتلادیا کہ
خود غلط بودا پنچہ تو بد شستی۔ تعجب تھا کہ ایسے شخص کی تعلیم ہو جو اپنے آپ کو دعا
ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے اور پھر مریدوں میں تعلیم کا یہ اثر ہو کہ محبت دنیا۔ مکر۔
ریا۔ نفاق غرض کسی پہلو سے گریز نہ ہو۔ اور جائز ناجائز وسایل سے مال دنیا حاصل
کریں۔ اگر خدا نے توفیق بخشی تو چشم دید واقعہ ظاہر کرے ناظرین کو دکھایا جائیگا۔ کہ
ہاتھی کے دانت کہانے کے اور دکھانے کے اور ہیں۔ لیکن کل والا واقعہ جو ۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء
کا میر سائیکھ گندھارا میں پہلو سے انہوں نے آپ کو گریز کی دہی ناظرین کیلئے موجب
تسل ہوگا۔ بشرطیکہ چشم حق بین و نظر انصاف پسند ہو۔

مرزا یوں کی بد اخلاقی کا ثبوت خود مرزا جی کی تحریر سے ہی ملتا ہے دیکھو اشتہار المتواتر جلسہ

۲۸ دسمبر ۱۹۰۳ء ملحقہ برسالہ شہادۃ القرآن ص ۳۰۲

یہ ہے مرزا جی کا حق۔ مگر حقیقت میں غلط ہے۔ اسلام کی حمایت کا پہلو ہی انکا بالکل ناقص اور غرضی کا ہے۔

فہرست کتب مصنف مولانا ابوالوفار ثنائی صاحب رضوی قاضی کمال امرتسری

تفسیر ثنائی

اردو

جلد اول سورہ فاتحہ و بقرہ علیہ جلد دوم آل عمران و ابراہیم
جلد سوم - مائدہ - النعام - اعراف و غار جلد چہارم انفال و تہ

یک (غار) چارون جلد پنجم ایشیاء خریدار سوس مع محصول (میلے) اور تقابل بالآلہامی مفت النعام -

تفسیر القرآن

بکلام القرآن

عربی میں بالکل نرالی طرز کی تفسیر جس میں ہر آیت کی معنی پر کسی کسی آیت سے استدلال ہو - تمام قرآن شریف کی تفسیر کی قیمت (دعایہ)

تقابل ثلاثہ - یعنی تورات انجیل اور قرآن کا مقابلہ - قرآن شریف کی فضیلت (دعایہ)

الہامی کتاب - قرآن اور دیدار الہامی جو ہے پر مفصل بحث - سوامی دیانند کی تیسرا پرکاش کا جوا (دعایہ)

ادب العرب - صرف و نحو عربی کا گویا اور معلم - بغیر ستاد عربی گرامر سے وقفی حاصل ہو (دعایہ)

اسلام و برکشل - یعنی سیاست مدیہ اور قوانین انگیزیہ کا مقابلہ اسلامی قانون کی فضیلت (دعایہ)

الہامات مرزا - مرزا کا دیانی کے الہاموں کی تردید قابل دید - علی کا پسندیدہ - (دعایہ)

بحث تناسخ - تناسخ اور مادہ کے ابطال کے لئے یہ رسالہ کافی ہے - - - (دعایہ)

الحدیث کا مذہب - فرقہ موقدین کے متعلق کہ وہ کن مسائل کو نامزد کر کے سیو بخاری میں (دعایہ)

حدوث دنیا - دنیا کی پیدائش کے متعلق آریوں کی مباحثہ - - - - - (دعایہ)

نماز اربعہ - ہندو - آریہ - عیسائی اور مسلمانوں کی نمازوں کا مقابلہ اسلامی نماز کی فضیلت (دعایہ)

اسلامی تاریخ - آنحضرت کی زندگی کو عکاس بطرز حکایت - بچوں کیلئے نہایت مفید - - - (دعایہ)

خصایل النبی - شامل تہذیب کا اردو و عربی جس سے آنحضرت کے بہت مبارک معلوم ہوں (دعایہ)

ہدایۃ الزوجین - نکاح و طلاق کی مسائل خاندانہ بیوی کی حقوق کا بیان - خانہ داری کی تشریحات (دعایہ)

رسوم اسلامیہ - رسوم قبیلہ متعلقہ بیاہ شادی کی تردید اور اتباع سنت کی تاکید - (دعایہ)

السلام علیکم - اسلامی سلام کا مذہب غیر کے سلاموں کے مقابلہ اسلام کے متعلق مسائل - (دعایہ)

تہذیب - اسمین ہندوؤں کے اسم فریض نہایت مدلل طریق سے بتلا کر گئے ہیں (دعایہ)

مجلد کتب مندرجہ بالا مصنف مولانا ابوالوفار ثنائی صاحب رضوی قاضی کمال امرتسری

